خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ

حَیاء اور پَردہ

بفیضِ روحانی

تاجدارِ اہلسنّت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ

تالیف

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد۔ اے پی)

﴿ بہ نگاہ کرم مظہرِ غزالی، یادگارِ رازی، مفتی سوادِ اعظم، تاجدارِ اہلسنّت، امام المتکلمین
حضور شیخ الاسلام سلطان المشائخ رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب	حَیاء اور پَردہ
تصنیف	ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحیٰی انصاری اشرفی
تصحیح ونظرِ ثانی	خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی
ناشر	شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (مکتبہ انوار المصطفٰی۔مغلپورہ حیدرآباد)
اشاعت اُول	مارچ ۲۰۱۰
تعداد	۱۱۰۰
قیمت	Rs. 70

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
مَنَّ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا اَیَّدَہٗ بِاَیْدِہٖ اَیَّدَنَا بِاَحْمَدًا
اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد مجتبیٰ سے ہماری مدد فرمائی
اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجَّدًا صَلُّوْا عَلَیْہِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا
اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

آیئے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ نام ہو اولیاء کے ساتھ، حشر ہو انبیاء کے ساتھ
شغل وہ ہو کہ شغل میں کردے ہمیں خدا کے ساتھ پڑھئے درود جھوم کر سیّد خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے مرے مولیٰ کے پیارے نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیّد پُکارے تم ہمارے ہم تمہارے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کی تصانیف

الاربعین الاشرفی	۱۰۰	بیعت اور صحبتِ صالحین	۳۰/	دین کامل	۲۰/
نظریہ ختم نبوت اور تحذیر الناس	۲۰/	محبت رسول شرط ایمان	۲۰/	عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	۲۰/
اسلام کا نظریہ عبادت اور مودودی صاحب	۴۰/	النبی الامی ﷺ	۲۰/	حقیقتِ نماز	۲۰/
اسلام کا تصورِ الٰہ اور مودودی صاحب	۴۰/	فضیلت رسول ﷺ	۲۰/	اتباع نبوی ﷺ	۲۰/
دین اور اقامت دین	۵۵/	رحمت عالم ﷺ	۲۰/	تفسیر سورۂ والضحیٰ	۲۰/
آثارِ مبارکہ وتبرکات نبوی ﷺ	۲۰/	عرفانِ اولیاء	۱۵/	معراجِ عبدیت	۲۰/
محبت اہلبیت رسول ﷺ	۲۰/	غیر اللہ سے مدد !	۲۰/	اسلام اور امن وسلامتی	۲۵/
حقیقت نور محمدی ﷺ	۲۰/	فریضہ دعوت وتبلیغ	۲۰/	حدیث نیت کی محققانہ تشریح	۳۰/
تعلیم دین وتصدیق جبرئیل امین	۳۰/	رسولِ خلائق	۲۰/	دِلوں کا چین	۲۰/
تفسیر اٰیہ رحمۃ للعالمین	۳۰/	مقصدِ تخلیق عبادت	۲۰/	سفرِ آخرت	۲۰/
اہل سُنّت کی پہچان	۲۰/	اسکول اور دینی تعلیم	۱۵/	علمِ غیب	۲۰/
مقامِ مصطفیٰ ﷺ	۲۰/	مقامِ انسانیت	۲۰/	چہرۂ مصطفیٰ ﷺ	۲۰/
				ساری کائنات کا محبوب	۲۰/

عطائے غوث العالم، شہزادۂ حضور محدث اعظم، امیر کشورِ خطابت غازیِ ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

فلسفۂ موت وحیات	۲۰/	شیعہ مذہب	۲۰/	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۵۰/
فضائل درود وسلام	۲۰/	تاجدارِ رسالت ﷺ	۳۰/	لطائفِ دیوبند	۲۵/

خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

عورتوں کی نماز	۲۵/	طریقہ فاتحہ	۱۵/	صحیح طریقہ غسل	۵۰/
جادو کا قرآنی علاج	۸/	احکام میت	۲۰/	مسائلِ امامت	۱۵/
آیاتِ شفاء	۸/	قربانی اور عقیقہ	۱۵/	نماز جنازہ کا طریقہ	۱۰/
صحابہ کرام اور شوقِ شہادت	۱۵/	صحیح طریقہ نماز	۱۵/	گستاخِ رسول کا عبرتناک انجام	۲۰/

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شرح اسماء الحسنیٰ باری تعالیٰ عزوجل	۱۰۰/	حقیقتِ توحید	۱۷۰/	سُنّی بہشتی زیور اشرفی	۱۲۰/
فضائل لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه	۲۵/	حقیقتِ شرک	۵۰/	امہات المؤمنین	۸۰/
شیطانی وساوس کا قرآنی علاج	۳۰/	اللہ تعالیٰ کی کبریائی	۳۰/	حضور ﷺ کی صاحبزادیاں	۳۵/
استخارہ (مشکلات سے چھٹکارہ)	۸/	شانِ مصطفیٰ ﷺ	۱۰۰/	عورتوں کا حج وعمرہ	۵۰/
قوتِ حافظہ اور امتحان میں کامیابی	۸/	سُنّت وبدعت	۶۰/	گناہ اور عذاب الٰہی	۲۰/
ضدی اور نافرمان اولاد کا علاج	۸/	اسلامی نام	۱۵/	مغفرت الٰہی بوسیلۃ النبی ﷺ	۲۵/
نورانی راتیں (نمازیں اور دُعائیں)	۱۰/	سید الانبیاء ﷺ	۲۰/	عبدیت مصطفیٰ ﷺ	۲۵/
شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج	۸/	اطاعتِ رسول	۱۵۰/	مظہر ذات ذوالجلال	۶۰/
بسم اللہ کے حیرت انگیز فوائد	۸/	معرفتِ الٰہی	۳۰/	معارف اسم 'محمد' ﷺ	۲۰/
عذابِ قبر سے نجات	۸/	ذکر الٰہی	۳۰/	شہادتِ توحید ورسالت	۲۵/
آیت الکرسی کے روحانی برکات	۸/	برکاتِ توحید	۵۵۰/	قصص المنافقین من آیات القرآن	۱۵۰/
بلاؤں کا علاج	۸/	توبہ واستغفار	۲۰/	ویڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال	۱۵/
طلب اولاد	۸/	قرآنی علاج	۸/	تبلیغی جماعت کی گستاخانہ تعلیمات	۲۰/
وظیفہ آیت کریمہ حل المشکلات	۸/	مقدمات میں کامیابی	۸/	جماعت اسلامی اور شیعہ مذہب	۱۵/
رُوحانی علاج	۱۰/	فاتحہ سے علاج	۸/	جماعت اہلحدیث کا فریب	۱۰/
میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ	۸/	آیاتِ حفاظت	۸/	اہلحدیث اور شیعہ مذہب	۱۵/
آیاتِ رزق	۸/	قرض سے چھٹکارہ	۸/	جماعت اہلحدیث کا نیا دین	۲۵/
وظیفہ کلمہ طیبہ	۸/	رقت انگیز دُعائیں	۸/	کراماتِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ	۵۰
رنج وغم کا علاج (سکونِ قلب)	۸/	نظرِ بد کا توڑ	۸/	نصابِ اہلسنت	۲۰۰
جنات وشیاطین سے حفاظت	۸/	فتنہ اہلحدیث	۱۸۰	مہلک امراض کا امراض	۸/
قرآن مجید کے غلط وگستاخانہ تراجم	۲۰/	خلقِ عظیم	۳۰/	تذکرہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام	۵۰/
قربانی اور اہلحدیث	۱۵/	سُنّتِ مسواک	۸/	سیرتِ رسولِ عربی ﷺ کی جامعیت	۵۰/
اہلحدیث اور قادیانی	۱۵/	حیاء اور پردہ	۴۰/	شبِ قدر	۳۰/

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علیٰ سيد الأنبيآء والمرسلين
وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعين .... أما بعدُ

اِسلام اور حَیاء

حیاء ایمان کا جزء ہے : رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الحَیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبداء ة من الجفآء والجفآء فی النار (کنزالعمال) حیاء ایمان کی خصلتوں میں سے ہے اور ایمان جنّت میں ہے اور بے حیائی ظلم کی خصلتوں میں سے ہے اور ظلم جہنم ہے۔

اسلام دِین فطرت ہے اور انسان کو ایسے طریقے بتا تا ہے جو اُسے کامیابی کی منزل تک پہنچاتے ہیں بلکہ ایسے اخلاق سے مزین کرتا ہے جو اُسے پاکیزہ اور اَمن وسکون والی زندگی گذارنے کا سلیقہ عطا کرتے ہیں۔ حیاء اسلام کے تعلیم کردہ بنیادی اخلاق میں سے ایک خلق ہے۔ دِین میں حیاء کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اُسے ایمان کا جزو قرار دیا۔ حیاء اور ایمان ایسے لازم وملزوم ہیں کہ جس شخص میں ایمان ہوتا ہے اس میں حیاء بھی لازمی ہوتا ہے اور جس میں حیاء نہیں ہوتا اس میں ایمان کی بھی کمی ہوتی ہے گویا حیاء ایک مؤمن کی صفت لازمہ ہے۔ حیاء کی وجہ سے انسان کے قول وفعل میں حُسن وجمال پیدا ہوجاتا ہے لہذا باحیاء انسان مخلوق کی نظر میں بھی پُرکشش بن جاتا ہے اور پَروردگار عالم کے ہاں بھی مقبول ہوجاتا ہے۔ قرآن مجید سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی (نبی زادی) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بُلانے کے لئے آئی تو اُس کی چال ڈھال میں

بڑی شائستگی اور میانہ روی تھی۔ اللہ رب العزت کو یہ شرمیلا پن اتنا اچھا لگا کہ قرآن مجید میں اُس کا تذکرہ فرمایا: ﴿وجائته احدهما تمشی علی استحیاء﴾ (القصص/۲۵) اور آئی اُن کے پاس اُن میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی۔

جب باحیاء انسان کی رفتار وَ گفتار اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے تو اُس کا کردار کتنا مقبول ومحبوب ہوگا لہذا جوشخص حیاء جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں محروم القسمت بن جاتا ہے ایسے انسان سے خیر کی توقع رکھنا بھی فضول ہے۔

ایمان کی ستّر شاخیں : الایمان بضع وسبعون شعبة فافضلها قول لااله الا الله وادناها اماطة الاذیٰ عن الطریق والحَیاء شعبة من الایمان (مشکوٰۃ)

ایمان کی (۷۰) شاخیں ہیں تو ان میں سب سے افضل **لااله الا الله** ہے اور سب سے ادنیٰ کسی تکلیف کی چیزوں کو راستے سے ہٹا دینا ہے اور حیاء ایمان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔

'حیاء' مومن کی انتہائی محمود' بڑی انمول' پسندیدہ نہایت ہی گرانقدر صفت ہے۔ حیاء مومن کی فطرت ہے۔ اس لئے جس مومن میں حیاء نہ ہو تو سمجھ لو کہ اُس کے درخت ایمان کی بہت ہی بڑی شاخ کٹ گئی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اب یہ عرب کی کہاوت بھی بَن گئی ہے)

اِذُ لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ (بخاری' مشکوٰۃ)

جب تمہارے اندر حیاء ہی نہیں رہی تو پھر جو چاہو کرو۔

(یعنی بے حیاء اور بے غیرت انسان کو کسی کا خوف ولحاظ نہیں ہوتا)۔

اس سے معلوم ہوا کہ بے حیاء انسان کسی ضابطہ اخلاق کا پابند نہیں ہوتا۔ اس کی زندگی شتر بے مہار کی مانند ہوتی ہے۔ حیاء ہی وہ صفت ہے کہ جس کی وجہ سے انسان پاکیزگی اور پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ حیاء اور پاکدامنی لازم وملزوم ہیں۔ شرم وحیاء گویا انسانی زندگی کے لئے ایک ضروری حیثیت رکھتی ہے۔

افعال میں ہو٫ اخلاق میں ہو یا اقوال میں ۔جس میں حیاء کا جذبہ نہ ہو اُس کے لئے ہر آن گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔

ہم آج نام نہاد ’روشن خیالی‘ کے ایسے تاریک دَور سے گزر رہے ہیں جس میں عمومی طور پر انسان اپنے دِینی‘ رُوحانی اور لطیف جذبات کو نہاں خانہ دِل کے کسی ویران گوشے میں ڈال کر ہوائے نفس کے گھوڑے پر سوار مادِّیت پرستی کی طرف رَواں دَواں ہے۔ اُس نے لذات اور خواہشات بھری زندگی کو ہی اپنی اصل زندگی سمجھ لیا ہے اور تکمیل خواہش کو اپنی زندگی کی منزل سمجھ لیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ خواہشِ نفس پوری ہونی چاہئے خواہ جیسے بھی ہو‘ چنانچہ جنسی خواہش جو انسان کی خواہشات نفسانیہ میں سے ایک بڑی خواہش ہے اُس کو پورا کرنے کی دوڑ میں آج کا انسان کچھ اس طرح سرگرداں ہے کہ شرم وحیاء کی صفت سے تہی دَامن ہو چکا ہے۔ عریانی اور فحاشی کا ایک طوفان ہے جو اہل کفر کی عشرت گاہوں سے اُٹھا ہے اور مسلم ممالک کو اپنی لپیٹ میں لیتا چلا جا رہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ غیرت فرماتا ہے اور بیشک ایمان والا غیرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ مومن سے وہ فعل نہ سَرزد ہو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہو۔

اس ارشاد کریمی سے واضح ہوگیا کہ مومن صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے اور شانِ ایمان بھی یہی ہے کہ مومن سے صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ہو جیسے اللہ رحمٰن ہے تو بندۂ مومن کو بھی اللہ کے بندوں پر مہربان ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ غفار ہے تو مومن کو بھی اُس کے بندوں کی لغزش اور خطاؤں کو معاف کرنا چاہئے۔ اسی طرح اللہ رب العزت بیحد غیرت فرمانے والا ہے تو مومن میں بھی شرم وغیرت ہونی چاہئے۔اور اللہ تعالیٰ کو

اس بات سے بیحد غیرت آتی ہے کہ اُس کا مومن بندہ کسی گناہ میں مبتلاء ہو۔

شریعت میں 'حیاء' اس صفت کا نام ہے جو انسان کو ان تمام چیزوں کو چھوڑنے پر اُبھارے جو شریعت میں قبیح ہیں اور اسی بناء پر ارشادِ نبوی ہے :

الحیاء لایاتی الا بخیر حیاء خیر ہی کی موجب ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

حیاء سے صرف خیر حاصل ہوتی ہے...... حیاء پوری کی پوری خیر ہے۔

گویا انسان جس قدر با حیاء بنے گا اتنی ہی اس میں خیر بڑھتی جائے گی۔ حیاء ان صفات میں سے ہے جن کی وجہ سے انسان آخرت میں جنّت کا حقدار بنے گا۔

الحَیاء انقباض النفس عن القبیح مخافة الذم (بیضاوی شریف) **مذمت کا** خوف کرتے ہوئے بُرے کاموں سے نفس کا سکڑ جانا۔ اس کیفیت کا نام 'حیاء' ہے۔

حیاء یہ ہے کہ بُرے کاموں سے خیال کر کے جھجک ہو کہ لوگ مذمت کریں گے اور اچھے کاموں سے کوئی جھجک نہ ہو۔

شرم و حیاء دُنیاداروں کو دُنیوی بُرائی سے اور دِینداروں کو دِینی بُرائی سے روک دیتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے حیاء تمام طرح کی بدعقیدگی و بداعمالی سے محفوظ رکھتی ہے۔

ایمانی حیاء ایک بہت ہی بلند مرتبہ خصلت ہے جو جنّت میں لے جانے والے بہت سے اعمال کا دَارو مَدار ہے۔ حیاء ایمان کی شاخوں میں سے ایک بہت بڑی شاخ ہے کیونکہ جس مومن میں ایمانی حیاء ہوگی وہ تمام گناہوں کے کاموں سے بچتا رہے گا پھر اُس کے جنّتی ہونے میں کیا شبہ ہے؟

بہرحال حیاء جنّت میں لے جانے والی خصلت ہے اس لئے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو ایمانی حیاء کی دولتِ لازوال سے مالا مال فرمائے۔ (آمین)

اب سوال یہ ہے کہ 'حیاء' ایمان کی بہت بڑی شاخ اور بہت ہی اہم خصلت کیوں کر اور کس طرح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمالِ اسلام کی دو قسمیں ہیں 'اوامر' اور 'نواہی' (یعنی اچھے کاموں کو کرو اور بُرے کاموں کو مت کرو...... اور بُرے کاموں سے باز رہے گا تو گویا 'حیاء' ایمان کی ایک ایسی خصلت ہوگی کہ اس کی وجہ سے بہت سی ایمانی خصلتیں پائی جائیں گی۔ اس لئے یہ بلا شبہ درختِ ایمان کی شاخوں میں سے نہایت ہی اہم اور بہت ہی بڑی شاخ ہے۔

گناہ اور بے حیائی کے کام کرنے سے دُنیا اور آخرت میں رُسوائی ہوتی ہے اور حیاء دار آدمی رُسوائی سے ڈرتا ہے اس لئے وہ گناہوں سے باز رہے گا اور تمام احکامِ شرعیہ پر عمل کرے گا۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں :

ان الحَیاء تغیر وانکسار عند خوف مایعاب ویذم

کسی کام کے ارتکاب کے وقت مذمت اور ملامت کے خوف سے انسان کی ہیئت کا متغیر ہونا حیاء ہے۔

ہر آدمی خصوصاً عورتوں کے حق میں حیاء کی عادت وہ انمول زیور ہے جو عورت کی عِفت و پاکدامنی کا دَار وَمدار' اور نسوانیت کے حُسن و جمال کی جان ہے۔ جس مَرد یا عورت میں حیاء کا جوہر ہوگا وہ تمام عیب لگانے والے اور بُرے کاموں سے فطری طور پر رُک جائے گا اور تمام رزائل سے پاک وصاف رہ رہ کر اچھے اچھے کاموں اور فضائل ومحاسن کے زیورات سے آراستہ ہو جائے گا۔

شرم وحیاء انسان کی ایسی مخصوص صفت ہے جو اپنے لغزش کے موقع پر سہارا دیتی ہے اور اس نیک جذبہ کا یہ اثر ہوتا ہے انسان اپنے جسم کے اُن تمام حصوں کو پَردہ میں

رکھنے کی سعی کرتا ہے جو جنسی میلان میں ہیجانی کیفیت کی وجہ بن سکتے ہیں۔ سَتر پوشی کا خیال اسی شرم وحیاء کا نتیجہ ہے۔

حیاء کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اسلام نے اُن تمام چیزوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے جو بے حیائی کی پیداوار ہیں اور جن کی وجہ سے عِفت وَعصمت اور اخلاق کا دَامن داغدار ہوسکتا ہے۔

آج جبکہ لوگوں کی آنکھوں میں حیاء نہیں رہی' ہر طرف آوارگی اور بیہودگی کا دور دَورہ ہے ہر اُس شخص پر جس کی نگاہوں میں عِفت وَعصمت کی کوئی قدر وَ قیمت ہے اُسے چاہئے کہ وہ اپنی جوان بہو بیٹیوں کو بے پَردہ باہر نکلنے سے رُوکے اور انھیں نامحرموں کے سامنے بے تکلفی سے آنے کی اجازت نہ دے ...... بے حیائی کو تمام گناہوں کی جڑ (ام الخبائث) کی حیثیت حاصل ہے۔

عورتوں سے عِفت وعصمت پر بیعت : شرم وحیاء عورت کا زیور ہے اور اس کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے جب تک عورت اپنے اس زِیور کی حفاظت کرتی ہے اُس وقت تک معاشرہ پاکیزگی اور اَمن کا گہوارہ بنا رہتا ہے اور جب عورت ہی خائنہ بن کر اپنے اس زیور کو لٹانے پر آمادہ ہو جائے تو معاشرے میں بہت سی اخلاقی بُرائیوں کے دَروازے کھل جاتے ہیں لہذا عورت کو بذاتِ خود اپنی عِفت وعصمت کی حفاظت کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے عورتوں سے اس بات پر بیعت لی ہے: ﴿**وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ**﴾ (الممتحنة/١٢) اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو (حمل گراتے ہوئے) قتل کریں گی اور نہیں لگائیں گی جھوٹا الزام جو انہوں نے گھڑ لیا ہو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (یعنی اپنی ناجائز اولاد کو جھوٹا کسی سے منسوب کرے گی)

گناہ کیا ہے ؟

شرعی احکام کی خلاف ورزی کا نام گناہ ہے یعنی جس کام کے کرنے کا حکم اللہ ورسول نے دیا ہے اُس کو نہ کرنا اور جس سے منع کیا ہے اُس کو کرنا گناہ ہے۔ گناہ (حرام) کو حلال جاننا کفر ہے۔ گناہوں کی وجہ سے دِل میں سختی اور سیاہی پیدا ہوتی ہے اور ایمان ضعیف (کمزور) ہوجاتا ہے۔

گناہ کے نقصانات :

گناہ انسان کو اللہ سے دُور، ثواب سے محروم اور عذاب کا مستحق بناتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ گناہ کرنے سے انسان کے دِل پر ایک سیاہ نقطہ پیدا ہوہے جو توبہ کرنے پر دُور ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے اور توبہ نہ کرے تو وہ سیاہ نقطہ دن بدن کثرتِ گناہ سے بڑھ جاتا اور یہاں تک پھیلتا ہے کہ تمام دِل کو سیاہ کردیتا ہے۔ جب نوبت یہاں تک پہونچی ہے تو پھر اُس کے دِل پر وعظ ونصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہمیشہ ہر گناہ سے بچتا رہے۔ اگر کبھی کوئی گناہ سَرزد ہوجائے تو فوراً توبہ کرے۔ توبہ کی اصل رجوع الی اللہ ہے یعنی اللہ کی فرماں برداری واطاعت کی طرف پلٹنا۔ توبہ ان تین چیزوں کا نام ہے (۱) گناہ کو گناہ سمجھنا (۲) گناہ پر ندامت (۳) گناہ سے باز رہنے کا پکا ارادہ۔

گناہ کے اثرات :

گناہ اگرچہ مومن کو ایمان سے محروم نہیں کرسکتا مگر کفر کے خوف سے بچا نہیں سکتا۔ سلامتی اسی میں ہے کہ دُنیا کے معاملات کو بقدر ضرورت اختیار کیا جائے۔ ایسا تین

قسم کی احتیاطوں سے ہوسکتا ہے (۱) اسی قدر کھایا جائے کہ بھوک سے آسودگی ہو (۲) کپڑے اسی قدر استعمال میں لائے جائیں جو سَتر کے لئے کافی ہوں (۳) مکان اسی قدر لیا جائے کہ جو سَردی وگرمی سے پناہ گاہ ثابت ہوسکے۔ ضروریات کو بہت ہی محدود یعنی کم سے کم کردیں تو اسراف‘ فضول خرچی‘ تصنع اور ریاکاری سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ انسان کی ضروریات کم ہوجائیں تو مختصر آمدنی میں گھریلو اخراجات کی تکمیل ممکن ہوجاتی ہے۔ ناجائز اور حرام طریقوں سے کمانے کی حاجت اُسی وقت محسوس ہوتی ہے جب انسان کے اخراجات اور تعیّشات میں زبردست اضافہ ہوجاتا ہے۔ ان حالات میں حدود سے تجاوز کرتے ہوئے مباحات کے میدان میں قدم رکھنے اور آرام وآسائش کی وسعت کے دَروازے کھولنا مشتبہات ومکروہات تک پہونچا دیتا ہے۔ رفتہ رفتہ انسان محرمات کا ارتکاب کرنے سے بھی باز نہیں رہتا۔ اسلام کی سرحدیں یہاں تک ختم ہوجاتی ہیں‘ آگے کفر کی وادی ظلمات ہے۔

بندگیِ رب کا تقاضہ یہ ہے کہ واجبات‘ سنن اور نوافل ادا کئے جائیں اور مرتے دم تک اس پر قائم رہیں۔ زوالِ نعمت اُس وقت شروع ہوتا ہے جب انسان مشتبہات اور حرام میں پڑ جاتا ہے۔ سلامتی اور ایمان کی حفاظت تو خوف وامید کے درمیان ہے۔

گناہوں سے دُنیاوی نقصان : گناہوں سے آخرت کا نقصان اور عذابِ جہنم کی سزائیں اور قبر میں قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا ہونا‘ اس سے تو ہر مسلمان واقف ہے۔ مگر یاد رکھو کہ گناہوں کی نحوست سے انسان کو دُنیا میں بھی طرح طرح کے نقصان پہونچتے رہتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں :

(۱) روزی کم ہونا (۲) بلاؤں کا ہجوم ہونا (۳) عمر گھٹ جانا (۴) دِل میں اور بعض مرتبہ تمام بدن میں اچانک کمزوری پیدا ہوکر صحت خراب ہوجانا (۵) عبادتوں سے محروم ہوجانا (۶) عقل میں فتور پیدا ہوجانا (۷) لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوجانا (۸) کھیتوں اور باغوں کی پیداوار میں کمی ہوجانا (۹) نعمتوں کا چھین جانا (۱۰) ہر وقت دِل کا پریشان رہنا (۱۱) اچانک لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہوجانا (۱۲) اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے نیک بندوں کی لعنتوں میں گرفتار ہوجانا (۱۳) چہرے سے ایمان کا نور نکل جانے سے چہرے کا بے رونق ہوجانا (۱۴) شرم وغیرت کا جاتا رہنا (۱۵) ہر طرف سے ذِلتوں' رُسوائیوں اور ناکامیوں کا شکار ہوجانا (۱۶) مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا وغیرہ ......گناہوں کی نحوست سے بڑے بڑے دُنیاوی نقصان ہوا کرتے ہیں۔

ہر گناہ کی دس بُرائیاں ہیں : گناہ سے دس بُرائیاں ہوتی ہیں:

(۱) جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو غصہ دِلاتا ہے اور وہ اپنے غصہ کو استعمال کرنے پر قادر ہے (۲) گنہگار ابلیس ملعون کو خوش کرتا ہے (۳) گناہ کے سبب جنّت سے دُور ہوجاتا ہے (۴) دوزخ کے قریب ہوجاتا ہے (۵) اس نے اپنی جان کو اذیت پہنچائی (۶) اپنے باطن کو ناپاک کردیا (۷) اپنے متعلقہ فرشتوں کو اذیت پہنچائی (۸) حضور ﷺ کو غمگین کیا (۹) اپنے گناہ پر آسمان' زمین اور دیگر مخلوقات کو گواہ بنایا (۱۰) اُس نے عظمتِ انسانیت کی بے قدری اور رب تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں ہماری کتاب 'گناہ اور عذاب الٰہی')

سَتر وَحجاب کے احکام

'HIJAB' CONCEALING

سَتر وَحجاب : سَتر وَحجاب کے احکام کا صحیح مفہوم سمجھنے میں بعض اوقات پڑھے لکھے لوگ بھی غلطی کر جاتے ہیں۔ عام طور پر لوگ سَتر (جسم کے وہ حصّے جنہیں شریعت نے دوسرے انسانوں سے ہر حالت میں چُھپانا فرض قرار دیا ہے) اور حجاب (چہرہ چُھپانے اور پَردہ کرنے) کے فرق کو ملحوظ نہیں رکھتے' لہذا سَتر سے متعلق احکام کو حجاب کے ساتھ اور حجاب کے احکام کو سَتر کے احکام کے ساتھ گڑبڑ کر کے غلط ملط نتائج اخذ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

عورت کے معنیٰ : ہمارے ہاں عورت کا لفظ مَرد کی تانیث یا مادہ (Woman) کے طور پر ہوتا ہے جب کہ عربی میں (جس زبان کا یہ لفظ ہے) اس کا مفہوم بالکل جداگانہ ہے۔ عربی زبان میں 'عورت' ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کو کھلا رکھنا یا اُس کا کھلا رہنا انسان کے لئے باعثِ ننگ وعار ہو اور انسان اُسے چُھپانا ضروری سمجھتا ہے۔ (انسان کے اس حصہ بدن کو کہتے ہیں جس کے دیکھنے سے شرم وعار لاحق ہو اور اس کا بے پَردہ کرنا اور دیکھنا' دِکھانا موجب ننگ وعار ہو۔) قرآن مجید میں ہے:

﴿اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يَظۡهَرُوۡا عَلٰى عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ﴾

یا پھر وہ (نابالغ) لڑکے جو ابھی عورتوں کی **پوشیدہ** باتوں سے واقف نہ ہوئے ہوں۔

اس آیت میں عورت اور نساء کے دونوں لفظ اکٹھے آ گئے ہیں جو' اُن کے معانی کا فرق واضح کر رہے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ لفظ قرآن میں ایسے غیر محفوظ مکان کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جس کو محفوظ رکھنا ضروری ہو۔ (۳۳/۱۳) اور اسی طرح پوشیدہ اوقات کے لئے بھی۔ (۲۴/۵۸)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **المرأة عورة مستوره** 'عورت، عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو اُسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے۔ یعنی اُسے دیکھنا شیطانی کام ہے' (ترمذی شریف)

وہ عورت ہی نہیں جو اپنے آپ کو غیروں کی نظروں سے نہ چھپاتی ہو۔

سَتر:

سَتر کا بنیادی معنیٰ محض کسی چیز کو چھپانا ہے۔ اور سِتر اور سُترۃ ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جس سے کوئی چیز چھپائی جائے۔

مقاماتِ سَتر سے مُراد انسانی جسم کے وہ حصّے ہیں جنہیں شریعت نے دوسرے انسانوں سے ہر حالت میں (خواہ حالت نماز میں ہو یا نہ ہو) چھپانا فرض قرار دیا ہے۔ پھر صرف سَتر کا لفظ بول کر اس سے 'مقاماتِ سَتر' مُراد لیا جانے لگا۔ پھر ان مقاماتِ سَتر کا چھپانا چونکہ فرض ہے لہذا عورت کا لفظ مقاماتِ سَتر کو چھپانے کے لئے استعمال ہونے لگا۔

سَتر سے متعلق ارشاداتِ نبوی :

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مَرد' کسی مَرد کے سَتر کو نہ دیکھے۔ اور نہ کوئی عورت' کسی عورت کے سَتر کو دیکھے۔ نیز کوئی مَرد' کسی مَرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ لیٹے' نہ ہی کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں لیٹے۔

پھر یہی نہیں کہ انسان کے لئے ایسے مقامات کوصرف دوسروں سے چُھپانا ہی ضروری ہے بلکہ تنہائی میں بھی ان مقامات کوننگا رکھنا ممنوع ہے۔

(ماسوائے غسل یا اضطراری اُمور کے) ارشادنبوی ہے :

خبردار کبھی ننگے نہ رہو' تمہارے ساتھ کچھ ایسی ہستیاں ہیں جو تم سے کبھی جدا نہیں ہوتیں (یعنی کراماً کاتبین ماسوائے رفع حاجت اور اپنی بیوی کے مباشرت کے اوقات کے) لہذا اُن سے شرم کرو اور اُن کا احترام ملحوظ رکھو۔

حضورﷺ نے اپنے ایک صحابی کوفرمایا **احفظ عورتك الا من زوجتك او ماملكت يمينك فقال الرجل يكون مع الرجل' قال ان استطعت ان لايراها احد فافعل. قلت الرجل يكون خالياً. قال فالله احق ان يستحىٰ منهسك**

اپنے مقاماتِ سَتر کی نگہداشت رکھو (اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو) سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے۔ ایک شخص کہنے لگا۔ اگر کوئی شخص دوسرے کے ساتھ رہتا ہو (تو کیا کرے؟)۔ آپ نے فرمایا: جہاں تک ہوسکے یہ کوشش کریں کہ سَتر کوئی نہ دیکھے۔ اگر کوئی شخص اکیلا (تنہا) ہوتو......اُس وقت بھی سَتر نہ کھولے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اُس سے شرم کی جائے۔

اپنی یا پرائی شرمگاہ (Private Parts) دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا :

اپنی یا پرائی شرمگاہ دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے جیسا کہ مشہور ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں بلاضرورت بدن اگرچہ وہ سَر ہو یا کلائی یا بازو دوسرے کے سامنے کھولنا حرام ہے۔

سَتر کے حدود : اس مسئلہ کو امام فخر الدین رازی نے خاص ترتیب سے لکھا ہے جس سے مسئلہ کے سارے گوشے واضح ہو جاتے ہیں ۔

مَرد کے جسم کا وہ حصّہ جو دوسرے مَرد کو دیکھنا ممنوع ہے :

مَرد کے جسم کا وہ حصّہ جس کی طرف دوسرا مَرد نہیں دیکھ سکتا، ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ گھٹنوں کو دیکھنا جائز نہیں اور ران کو دیکھنا بطریقہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

عورة الرجل مابین سرته الیٰ کربته مَرد کا سَتر ناف سے گھٹنوں تک ہے۔
مَرد کے لئے ناف سے گھٹنوں تک چُھپائے رکھنا بہر حال ضروری ہے۔ ناف سے اُوپر اور گھٹنوں سے نیچے کا حصّہ سَتر سے خارج ہے جس کا چُھپانا بمدّ سَتر ضروری نہیں ۔

حضرت جرھد اسلمی رضی اللہ عنہ جو اصحاب صفہ میں سے تھے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری ران ننگی ہوگئی (ران کے اُوپر سے کپڑا ہٹ گیا) تو آپ نے مجھے فرمایا:

اما علمت ان الفخذ عورة (ترمذی)

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران چُھپانے کے قابل چیز ہے۔

اس حصّہ جسم کو بیوی کے سوا دوسروں کے سامنے ارادتاً کھولنا حرام ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ران سے کپڑا سرک گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا **غطّ فخذك فانها من العورة** اپنی ران کو ڈھانپ لو کیونکہ یہ بھی سَتر ہے۔ حضرت سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ارشاد فرمایا **لاتبرز فخذك ولا تنظر الیٰ فخذ حی ولا میت** اپنی رانوں کو ظاہر نہ کرو اور کسی مَردہ یا زندہ کی ران کی طرف مت دیکھو۔

مَرد کے جسم کا وہ حصّہ جس کی طرف عورت کو دیکھنا جائز نہیں :

مَرد کا سَتر ناف سے گھٹنوں تک ہے۔ عورت' محرم مَرد کے ناف اور گھٹنوں کے درمیان نہیں دیکھ سکتی۔ یہ اس وقت کا حکم ہے جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو مَرد کے کسی حصّہ کی طرف نہ دیکھے حتیٰ کہ مَرد کے چہرہ کی طرف بار بار دیکھنا بھی جائز نہیں۔ **ولا یجوز لها قصد النظر عند خوف الفقنة ولا تكرير النظر الىٰ وجهه** (تفسیر کبیر)

(☆) عورت کا اجنبی مَرد کے چہرہ کی طرف شہوت سے دیکھنا حرام ہے اور بغیر شہوت کے دیکھنے میں دو قول ہیں اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنّ**﴾ آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ (بلکہ حضرت میمونہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے فرمایا: تم دونوں تو نابینا نہیں ہو۔ تم اس سے (یعنی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) سے پَردہ کرو۔

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ جس طرح مَردوں کے لئے عورتوں کو دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح عورتوں کے لئے اجنبی وَ غیر محرم مَردوں کو دیکھنا شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے دونوں ہی صورتیں ناجائز ہیں۔

عورت کے سَتر کے حدود :

سَتر کا تعلق عورت کے جسم کے اُس حصّہ اور اُن اعضاء سے ہے جن کو شوہر کے سوا ہر شخص سے چھپانا واجب ہے خواہ وہ شخص اس عورت کا محرم ہو یا غیر محرم' اور وہ عورت

کے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے علاوہ اس کا پورا جسم ہے۔ عورت کا سَتر گردن سے ٹخنہ اور گٹہ تک ہے جس کا ڈھانپے رکھنا ہر حال ضروری ہے گردن سے اُوپر یعنی چہرے اور ٹخنہ اور گٹے سے نیچے یعنی ہاتھ پاؤں اس سے مستثنیٰ ہیں جن کا ڈھانپنا بمدّ سَتر ضروری نہیں ہے۔ جب تک کہ اُن کے ڈھانپنے کا کوئی دوسرا محرک پیدا نہ ہو۔

نوٹ : عورت کے لئے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں کی پشت اگرچہ شرمگاہ میں داخل نہیں، مگر بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے کھولنا منع ہے اور غیر محرم کے لئے ان اعضاء کی طرف بھی دیکھنا یا چھونا جائز نہیں ہے۔ اور محرم کے لئے صرف انھیں پانچ اعضا کی طرف دیکھنا جائز ہے، ان پانچ کے علاوہ بقیہ اعضاء کی طرف نظر کرنا محرم کے لئے بھی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ان احکام میں اتنی گنجائش ہے کہ عورت اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے کسی ضرورت کے تحت جسم کا اتنا حصّہ کھول سکتی ہے جسے گھر کا کام کرتے ہوئے کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے یا فرش دھوتے وقت پائینچے اُوپر چڑھالینا یا آٹا گوندھتے وقت کف اُوپر کرلینا وغیرہ۔

غیر محرم اور اجنبی مَردوں کے لئے عورت کا سَتر، اُس کا پورا جسم ہے اسی لئے اُسے عورت یعنی چھپنے والی کہا جاتا ہے۔ وہ عورت ہی نہیں جو اپنے آپ کو غیروں کی نظروں سے نہ چھپاتی ہو۔ غیر محرم اور اجنبی مَردوں کے سامنے عورت کے لئے اپنا چہرہ چُھپانا واجب ہے کیونکہ چہرہ کے علاوہ باقی جسم کو چُھپانا تو عورت پر پہلے بھی فرض تھا۔ حجاب (چہرہ چُھپانے اور پَردہ کرنے) کی آیات میں سَتر سے ایک زائد حکم بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ غیر محرم اور اجنبی مَردوں کے سامنے عورتیں اپنے چہروں کو بھی ڈھانپ کر رکھیں۔ عورتوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو غیر محرم مَردوں سے

چُھپائے۔ اگر گھر میں رہ کر چُھپائے تو یہ سب سے زیادہ افضل ہے تاکہ کوئی مَرد اس کی جسامت یعنی ڈیل ڈول اور چال ڈھال وغیرہ کو بھی نہ دیکھ سکے۔

عورت کے جسم کا وہ حصّہ جو دوسری عورت کو دیکھنا ممنوع ہے :

عورت کے لئے عورت کے سَتر کے حدود بھی وہی ہیں جو مَرد کے لئے مَرد کے سَتر کے ہیں یعنی (عورت کے جسم کا وہ حصّہ جو کسی عورت کو دیکھنا بھی جائز نہیں وہ بھی یہی ہے) ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہیں دیکھ سکتی' باقی جسم کا دیکھنا جائز ہے لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو یہ بھی ممنوع ہے۔

عورتوں کو بھی عورتوں کے سامنے سَتر کھول کر نہانا جائز نہیں :

جس طرح مَردوں کو مَردوں کے سامنے سَتر (Dress) Covering Part of the Body کھول کر نہانا حرام ہے اسی طرح عورتوں کو بھی عورتوں کے سامنے سَتر کھول کر نہانا جائز نہیں، کیونکہ دوسرے کے سامنے بلاضرورت سَتر کھولنا حرام ہے۔ (عامہ کتب)

عورت کا عورت سے ملاپ :

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا 'کوئی مَرد کسی نامحرم عورت کی طرف اور کوئی عورت کسی نامحرم مَرد کی طرف نہ دیکھے' اور ایک مَرد دوسرے مَرد کے ساتھ اور ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑا اوڑھ کر نہ لیٹے' (مشکوٰۃ)

حضور نبی کریم ﷺ نے عورت کو عورت کے ساتھ ایک بستر پر ایک چادر اوڑھے آرام کرنے سے منع فرما دیا۔ مَردوں میں جس طرح اس حرکت سے قومِ لوط کے ناپاک عمل (اغلام بازی) کا خطرہ' عورتوں میں بھی اس فتنہ کا ڈر' اور جو نقصان

دُنیاوی دینی مَردوں کی اس ناپاک حرکت سے پیدا ہوتے ہیں' وہی عورتوں کی شرارت وخباثت سے ہوں گے۔

اپنے ہاتھ کی اُنگلیاں یا کوئی چیز یا صرف اُوپری رگڑ اور غیر معمولی حرکت' جسم کی حالت کو ہر صورت میں تباہ کرنے والی ہے اور عمر بھر کے لئے زندگی بیکار بنانے والی ہے یہ حرکت نرم ونازک جھلی میں خراش پیدا کر کے ورم لائے گی اس ورم کی وجہ سے بار بار خواہش پید ہوگی۔ بار بار کی اس حرکت سے مادّہ نکلتے نکلتے پتلا ہوگا اور دماغ کی نسوں پر اثر پہنچ کر گھبراہٹ' بے چینی' پاگل پن کے آثار پیدا ہوں گے' دوسری طرف اپنا خون اس انداز سے بہانے کی وجہ سے دِل کمزور ہوگا' بے ہوشی کے دورے پڑیں گے اور جب یہ پتلا مادہ ہر وقت تھوڑا تھوڑا رستے رستے اس مخصوص مقام کو گندہ بنا کر سڑائے گا' اس میں زہریلے کیڑے پیدا ہوں گے' زخم بھی پیدا ہوجائے تو کچھ تعجب نہیں۔ پیشاب میں جلن اس کی خاص علامت ہے۔ آخر کار معدہ' جگر' گردہ سب کے کام خراب کرے گا' آنکھوں میں گڑھے' چہرہ پر بے رونقی' ہر وقت کمر میں درد' بدن کا کمزور ہونا' ذرا سے کام سے سَر چکرانا' دِل گھبرانا' بات بات میں چڑ چڑاپن اور پھران سب کے بعد تپ دِق (Chronic Fever پرانے بخار) کی لاعلاج بیماری میں گرفتار ہوکر موت کا شکار ہوتا ہے اور پھر موت کے بعد بھی سکون نہیں' جہنم کا عذاب باقی۔

شاید ایسی عورتوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ یہ کوئی گناہ نہیں' یا ہے بھی تو معمولی سا ! حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں : **السحاق بین النسآء زنا بینهن** عورتوں کا آپس میں شہوت کے ساتھ ملنا اُن کا آپس کا زنا ہے۔ **لاتزوج المراة المراة ولا تزوج المراة نفسها فانه الزانية التی تزوج نفسها** نہ عورت' عورت کے

ساتھ نزدیکی کرے، نہ عورت اپنے ہاتھوں اپنے آپ کوخراب کرے، جوعورت اپنے ہاتھوں اپنے آپ کوخراب کرتی ہے وہ بھی یقیناً زانیہ (زنا کرنے والی) ہے۔

اس گناہ کے لئے دُنیا کا کوئی بدترین عذاب بھی کافی نہیں ہوسکتا، اس کے لئے جہنم کے وہ دَھکتے ہوئے انگارے اور دوزخ کے وہ ڈراؤنے زہریلے سانپ اور بچھو ہی سزا ہوسکتے ہیں جن کی تکلیف ناقابل برداشت اورانتہائی اذیت پہنچانے والی ہے۔

عورت کے جسم کا وہ حصّہ جو غیرمسلم عورت کو دیکھنا ممنوع ہے :

غیرمسلم عورت، مسلمان عورت کے صرف اُن حصّوں کو دیکھ سکتی ہے جومَرد دیکھ سکتے ہیں۔ غیرمسلم عورت کے سامنے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں کی پشت کے علاوہ گردن سے ٹخنہ تک سارے بدن کو ڈھانپے رکھنا چاہیئے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سالارِ لشکر کی طرف لکھا **انه بلغنی ان نساء اهل الذمه یدخلن الحمامات مع نساء المسلمین فامنع من ذالك وحل دونه فانه لایجوز ان تری الذمیة عریة المسلمة** یعنی مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ذمی عورتیں مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں جاتی ہیں اس سے روک دو کیونکہ کسی ذمیہ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مومن عورت کے سَتر کو دیکھے۔ ۔مسلمان عورت کے لئے یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کے سامنے اپنا سَتر کھولے۔ (عالمگیری)

مسلمان عورت کا غیرمسلم عورت سے پَردہ :

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشادفرماتا ہے کہ:

'تم اپنے دین کی عورتوں کے علاوہ کسی دوسری عورت پر اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کرو'

اس سے پتہ چلا کہ مسلمان عورت کی شان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی پیاری ہے کہ اُس کی زِینت غیر مسلم عورتوں کے سامنے بھی نہ ظاہر ہو' پس مسلمان عورتوں کو کافرہ عورتوں سے بھی اسی طرح پَردہ کرنا چاہئے کہ جس طرح مَردوں کے ساتھ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کے لئے یہ بات دُرست نہیں کہ انہیں یہودی یا نصرانی عورتیں دیکھیں تاکہ یہ عورتیں اُن مسلمان عورتوں کا تذکرہ اُن غیر مَردوں کے سامنے نہ کرسکیں۔ (تفسیر قرطبی)

چونکہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کسی عورت کو دیکھ کر اس کی خوبصورتی' بدصورتی' کپڑے اور زیورات وغیرہ کا ذکر ضرور کرتی ہیں اس لئے منع فرما دیا گیا کہ کوئی غیر مسلمہ عورت بھی مسلمان عورت کو نہ دیکھے تاکہ اُس کی پاکدامنی کی حفاظت رہے۔

مسئلہ: صالحہ نیک اور شریف عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے کو بدکار رفاحشہ (بے پَردہ گھومنے، عورتوں اور محفلوں کی باتیں اِدھر اُدھر بیان کرنے والی عورتوں) سے بچائے اگرچہ وہ مسلمان ہوں۔ اُن کے سامنے دوپٹہ وغیرہ نہ اُتارے کیوں کہ وہ اُسے دیکھ کر دوسرے مَردوں کے سامنے اُس کی شکل وصورت کا ذکر کریں گے جس سے فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

انتباہ: عورتوں کو چاہئے کہ غیر مسلم' مشتبہ (آوارہ وَبدچلن) اور اَن جانی عورتوں سے ایسے ہی حجاب کریں جیسے غیر مَردوں سے۔ وجہ یہ ہے کہ عورتیں ہی ہوتی ہیں جو قحبہ گری کی دلاّلی بھی کرتی ہیں' نوخیز اور نادان لڑکیوں کو اپنے دامِ فریب میں پھنسا کر غلط راستوں پر ڈالتی ہیں اور ایک گھرانہ کے بھید کی باتیں دوسرے گھر میں بیان کرکے فحاشی کو پھیلانے میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔ ایسی عورتوں سے سخت پرہیز کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا تمام اَن جانی اور غیر عورتوں سے حجاب کا حکم دے دیا گیا۔

ہیجڑوں (مخنث) سے پَردہ : ہیجڑوں (مخنث) یا زنانہ وضع قطع رکھنے والے مَردوں سے بھی رسول اللہ ﷺ نے حجاب کا حکم دیا ہے' مخنث کو بھی عورتوں میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے' گھر میں ایک ہیجڑا تھا۔ وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: اگر اللہ نے کل کے دن طائف فتح کرا دیا تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کی نشاندہی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سُن لی تو فرمایا: یہ ہیجڑا آئندہ کبھی تمہارے ہاں نہ آیا کرے۔ (بخاری شریف)

یہ مخنث یا زنانہ یا خُسرہ یا ہیجڑا چونکہ عورتوں کے اُمور سے دلچسپی رکھتا تھا لہذا آپ نے اس سے مکمل طور پر حجاب کا حکم دے دیا اور داخلہ بند کر دیا۔

مخنث اگرچہ جماع کی طاقت نہیں رکھتے مگر اُن کو باقی لذتیں حاصل ہیں۔ مخنث وہ ہے جس میں مَردانہ وزنانہ دونوں علامتیں نامکمل ہوں اور وہ لواطت کراتا ہے۔

<u>مراہق (قریب البلوغ لڑکے) کے لئے ہدایت</u> :

شریعت مطہرہ نے مراہق یعنی قریب البلوغ لڑکے کو بھی عورتوں میں آنے کی اجازت نہیں دی اور نہ عورتوں کو اُن کے سامنے اپنی زِینت وآرائش ظاہر کرنے کی۔ مراہق کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اياكم والدخول على النساء (مشکوٰۃ) عورتوں کے پاس آنے جانے سے پرہیز کرو۔

<u>عورت کے جسم کا وہ حصّہ جو مَرد کو دیکھنا ممنوع ہے</u> :

عورت کے جسم کا وہ حصّہ جو مَرد کو دیکھنا ممنوع ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں : وہ عورت اجنبی ہوگی' محرم ہوگی یا بیوی ہوگی۔

(☆) اگر وہ آزاد نامحرم عورت ہے تو اُس کا سارا بدن ہاتھ اور چہرہ کے سوا سَتر ہے کیونکہ وہ بیع وشراء اور لین دین کے وقت چہرہ اور ہاتھوں کو کھولنے پر مجبور ہوتی ہے۔ تمام تر بدن میں چہرہ ہی ایسا عضوء ہے جس میں غیروں کے لئے دلکشی کا سب سے زیادہ سامان ہوتا ہے پھر اگر اُسے ہی پَردہ سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے تو باقی احکامِ حجاب کی کیا اہمیت باقی رہ جاتی ہے؟ شریعت اسلامیہ میں اجنبیہ کا بلاضرورت شرعی منہ ہاتھ (کسی حصہ بدن کی طرف) دیکھنا ناجائز ہے خاص کر اس پُرآشوب زمانہ میں کہ ہر طرف فتنہ وفساد کی آندھیاں چل رہی ہیں اور شایدہی کوئی نظر فتنہ سے خالی ہو۔
امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کی تین صورتیں ہیں :

(ا) چہرہ دیکھنے کی کوئی غرض نہ ہو، فتنہ کا اندیشہ بھی نہ ہو

(ب) دوسری صورت یہ ہے، دیکھنے کی غرض کوئی نہیں لیکن فتنہ کا اندیشہ ہے

(ج) تیسری صورت یہ ہے کہ غرض بھی ہے اور فتنہ کا اندیشہ بھی ہے

پہلی صورت میں اجنبیہ کی طرف بلامقصد قصدوَ ارادہ سے دیکھنا جائز نہیں۔ اگر ایک دفعہ نگاہ پڑ جائے تو دوسری مرتبہ آنکھیں پھیر لے۔ نگاہیں نیچی کرلے۔ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو ایک مرتبہ جائز ہے اور بار بار دیکھنا منع ہے۔ **وقيل يجوز مرة واحدة اذا لم يكن محل فتنة وبه قال ابوحنيفة رحمة الله ولا يجوز ان يكرر النظر اليها ۔**

خیال رہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں دیکھنے کی اجازت اس وقت ہے جب کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو ورنہ چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ علامہ ابن حیّان الاندلسی لکھتے ہیں **قال ابن خويز منداد اذا كانت جميلة وخيف من وجهها وكفها الفتنة فعليها ستر ذالك** اور اگر عورت خوبُرو ہو، اور اس کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا فتنے کا

باعث ہوتو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ظاہر نہ کرے۔ (بحرمحیط)

آج جبکہ لوگوں کی آنکھوں میں حیاء نہیں رہی، ہر طرف آوارگی اور بیہودگی کا دَور دَورہ ہے ہر اُس شخص پر جس کی نگاہوں میں عِفت وَعصمت کی کوئی قدر وَ قیمت ہے اُسے چاہیئے کہ وہ اپنی جوان بہو بیٹیوں کو بے پَردہ باہر نکلنے سے رُوکے اور انھیں نامحرموں کے سامنے بے تکلفی سے آنے کی اجازت نہ دے۔

مسئلہ: عورت کے سَر سے نکلے ہوئے بال اور پاؤں کے کٹے ہوئے ناخن بھی غیر مَرد نہ دیکھے۔ (شامی باب الستر)

دوسری صورت جب کہ اجنبیہ کے دیکھنے کا مقصد ہو، مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اُس عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کو دیکھنا جائز ہے۔ ارشادنبوی ہے **اذا خطب احدكم المرأة فلا جناح عليه ان ينظر اليها** یعنی اگر کوئی شخص کسی عورت سے منگنی کرنا چاہیئے تو اُسے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے منگنی کی، حضور ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اُسے دیکھا ہے۔ انھوں نے عرض کی نہیں، **قال فانظر فانه احرى ان يدوم بينكما** فرمایا پہلے دیکھ لو اس طرح تمہارے رشتہ کی بقاء کا زیادہ امکان ہے۔

۱۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس کو دیکھنا جائز ہے۔

۲۔ خرید وفروخت کے وقت عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے تا کہ نزاعی صورت میں دُکاندار بتا سکے کہ اُس نے کس عورت کو کیا بیچا تھا۔

۳۔ جب کسی عورت کو کسی معاملہ پر گواہ بنایا جائے تو اُس کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے تا کہ ادائے شہادت کے موقع پر اُس کو پہچان سکے۔

۴۔ علاج کی غرض سے کسی نیک طبیب کا عورت کے جسم کو دیکھنا جائز ہے۔

۵۔ زنا کے واقعہ پر گواہی دینے کے لئے زانیوں کی فرج کی طرف دیکھنا جائز ہے

۶۔ رضاعت پر گواہی دینے کے لئے عورت کے پستان کی طرف دیکھنا جائز ہے

۷۔ اگر عورت ڈوب رہی ہو یا اُسے آگ لگ گئی ہو یا کسی اور حادثہ میں مبتلاء ہو تو اُس کو بچانے کے لئے اُس کے جسم کو دیکھنا اور چھونا جائز ہے کیونکہ اس وقت اس کی جان بچانا فرض ہے۔

(امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر ۔ علامہ غلام رسول سعیدی شرح مسلم شریف)

تیسری صورت میں جب کہ اجنبیہ کی طرف محض شہوت کے خیال سے دیکھے تو اس وقت اُس کے کسی حصّہ جسم کو دیکھنا بھی ممنوع ہے البتہ ڈاکٹر اور طبیب مریضہ کے جسم کے کسی حصّہ کو بھی دیکھ سکتا ہے جب کہ اُس کا دیکھنا علاج کے لئے ضروری ہو لیکن مستورات کے علاج کے لئے ایسے طبیب وڈاکٹر کے پاس جانا چاہیۓ جو امین ہو۔ یہ احکام اس عورت کے تھے جو اجنبیہ اور نا محرم ہو۔

مسئلہ: اجنبی عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف ڈاکٹر، گواہ، قاضی Judge کے لئے بوجہ ضرورت دیکھنا جائز ہے۔ اور ایک صورت اور بھی وہ یہ کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا اِرادہ ہو تو اس نیّت سے دیکھنا جائز ہے۔ (دُرِّمختار - ردالمختار)

محرم عورت کے متعلق سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یہ ہے کہ جسم کے وہ حصّے جو کام کاج کرتے وقت عام طور پر کھل جاتے ہیں فقط اُن کی طرف دیکھنا جائز ہے **وعورتها مايبدو عند المهنة وهو قول ابى حنيفه رحمة الله عليه** اور اپنی بیوی کے جسم کا کوئی حصّہ ایسا نہیں جس کی طرف دیکھنا خاوند کے لئے ممنوع ہو۔ مَرد اپنی بیوی (یا بیوی اپنے شوہر) کی ایڑی Heel سے چوٹی Top تک ہر عضو کی طرف نظر کر سکتا ہے شہوت اور بلا شہوت۔ ہاں بہتر یہ ہے کہ مقام مخصوص (Sexual Part) کی طرف نظر نہ کرے کیونکہ اس سے نسیان (بھولنے کی شکایت)

پیدا ہوتا ہے۔اور نظر میں بھی کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مَرد اپنے محارم (وہ عورتیں جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے) کے سَر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی گردن قدم کی طرف نظر کرسکتا ہے۔ جب کہ دونوں میں سے کسی کوشہوت کا اندیشہ نہ ہو۔محارم کے پیٹ، پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا جائز نہیں۔ (ہدایۃ)

فوٹوگرافر کی دُکان پر:

ایک ماڈرن عورت اپنا فوٹو کھچوانے فوٹوگرافر کی دُکان پر گئی' فوٹوگرافر نے اُسے کرسی پر بٹھایا اور فوٹو کھینچنے کے لئے تیار ہوا۔عورت کا رُخ دُرست کرنے کے لیے فوٹوگرافر نے عورت کی ٹھوڑی اور گال کو ہاتھ لگا کر دائیں طرف موڑتے ہوئے کہا: ہاں! اب ٹھیک ہے۔ عورت ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہنے لگی کہ تم نے میری ٹھوڑی اور گال کو ہاتھ کیوں لگایا؟ فوٹوگرافر گھبرا گیا اور ہکلاتے ہوئے بولا............لیکن میڈم! عورت نے کہا کہ اب کوئی حیلہ و بہانہ نہیں چلے گا' اب تم ویسے ہی ٹھوڑی اور گال کو ہاتھ لگا کر بائیں طرف کردو۔ ورنہ ورنہ۔ میں بُری طرح پیش آوں گی۔

(عورتوں کی حکایات' ابوالنور محمد بشیر)

ایسی تہذیب نے عورت کو عورت نہ رہنے دیا۔ عورت کا معنی ہی چُھپانے کی چیز تھا مگر نئی تہذیب نے اُسے چَھپا دیا' باہر نکالا اور اُچھالا اور فوٹوگرافروں کی دُکان میں لا ڈالا اور جو عورت شرم وحیاء عِفت وَعصمت کا گہوارہ تھی وہ آج آوارہ ہے۔ ایک دَور وہ تھا کہ عورت کا سایہ دیکھنا مشکل ودُشوار تھا اور اب یہ دَور ہے کہ نظر اُٹھے تو سامنے ٹھوڑی اور رُخسار۔ اُس دَور میں گناہ سے فرار......اور اِس دَور میں گناہ پر اصرار۔

شرم وحیاء عورت کا زیور ہے اور اُس کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے جب تک عورت اپنے اس زیور کی حفاظت کرتی ہے اُس وقت تک معاشرہ پاکیزگی اور اَمن کا گہوارہ بنا رہتا ہے اور جب عورت ہی خائنہ بن کر اپنے اس زیور کو لٹانے پر آمادہ ہو جائے تو معاشرے میں بہت سی اخلاقی بُرائیوں کے دَروازے کھل جاتے ہیں لہذا عورت کو بذاتِ خود اپنی عِفت وعصمت کی حفاظت کا خیال رکھنا چاہیئے۔

سَترِ عورت Covering part of the body

بدن کے جن حصّوں کو چُھپانا اسلامی شریعت میں فرض کیا گیا ہے اس کو 'سَترِ عورت' کہا جاتا ہے۔ 'سَترِ عورت' ہر حال میں فرض ہے خواہ حالت نماز میں ہو یا نہ ہو۔ آزاد عورت کے لئے منہ کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے سوا سارا بدن عورت (چُھپانے کی چیز) ہے۔ نماز کے لئے اگر چہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو۔ ان پانچ عضو کے سوا باقی تمام بدن چُھپانا فرض ہے۔ اسی طرح غیر محرموں سے بھی ان اعضاء کے سوا پورا بدن چُھپانا فرض ہے بلکہ غیر مَردوں کے سامنے جوان عورت کو منہ کھولنا بھی منع (فتنہ کا سبب) ہے۔ ((ردالمحتار))

جن اعضاء (Parts of the body) کا چُھپانا فرض ہے ان میں کوئی عضو چوتھائی ۱/۴ سے کم کھل گیا تو نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی کھل گیا اور فوراً ہی چُھپا لیا جب بھی نماز ہوگئی اور اگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار کے برابر کُھلا رہا یا قصداً کھولا اور فوراً ہی چُھپا لیا تو نماز جاتی رہی۔ (عالمگیری-ردالمحتار)

عورت کا چہرہ (Face) اگر چہ شرمگاہ نہیں اور چہرہ کا چُھپانا نماز میں فرض نہیں مگر بوجہ فتنہ عورت کو غیر محرم کے سامنے منھ کھولنا (Uncovering the face) منع ہے

یوں ہی اُس کی طرف نظر کرنا غیر محرم کے لئے جائز نہیں، اور چُھونا تو اور زیادہ شدید منع ہے۔ (دُرِّ مختار)

سَر کے لٹکے ہوئے بال، گردن، کلائیاں(Wrist) اور کان بھی عورت (Covering parts of the body) ہیں۔اُن کا چُھپانا بھی فرض ہے۔ (دُرِّ مختار)

اتنا باریک دوپٹہ (Thin head cover) جس سے بالوں کی سیاہی چمکے، عورت نے اُوڑھ کر نماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

(باریک کپڑے جن سے بدن کی رنگت چمکے، پہنّے، اُوڑھنے، باندھنے سے نماز نہ ہوگی۔ ہاں ان کے نیچے اور کپڑا (اَستر) ہو کہ بالوں کی سیاہی اور بدن کی رنگت چُھپا لے تو نماز ہو جائے گی۔اس سے بہت عورتیں غافل ہیں جس سے اُن کی نمازیں اکارت ہو جاتی ہیں)

مذہب اہلحدیث میں سَتر کا چُھپانا نماز میں بھی ضروری نہیں :

شوکانی اور نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد یہ کہتے ہیں:

'نماز میں سَترِ عورت شرط نہیں ہے یعنی نماز کی حالت میں کسی کی شرمگاہ کھلی رہی تو اُس کی نماز دُرست ہے'۔ (بدور الاہلہ)

نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدین) کے نزدیک عورت کی نماز بغیر تمام سَتر کے چُھپائے ہوئے صحیح ہے تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم کے ساتھ غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سَر کو چُھپا لے۔

(بدور الاہلہ ۳۹)

صحت حکم شرعی ہے اس کے واسطے حدیث صحیح سند میں ہونی چاہیئے۔ نام نہاد اہلحدیث اپنے فہم ومزاج کے مطابق اور من مانی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔

اس کے برخلاف: غیر مقلدوں کے پیشوا اور مقتدا وحید الزماں لکھتے ہیں:

سَترِ عورت نماز میں شرط ہے اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (ہدیۃ المھدی)

ان دونوں خیالوں میں سے کس کو مانا جائے اور کس کو ترک کیا جائے ...... ہر ایک اہلحدیث ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہر ایک مجتہد ہونے کا بھی دعویٰ کرتا ہے اسی لئے یہ اختلاف اُن میں پیدا ہوا۔

حجــاب :

حجاب دو چیزوں کے درمیان کسی ایسی حائل ہونے والی چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے سے اُوجھل ہوجائیں۔

﴿ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ﴾ (الاحزاب/۵۳)

یعنی اے مسلمانو ! جب تم نبی کریم ﷺ کی بیویوں سے کوئی استعمالی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔

اس آیت کو آیتِ حجاب کہتے ہیں جس کے نزول کے بعد ازواج مطہرات نے اپنے گھروں کے دَروازوں پر پَردے لٹکا دیئے پھر اُن کی دیکھا دیکھی دوسرے مسلمان گھرانوں میں بھی یہی طریقہ رائج ہوگیا۔ اس طرح کا حجاب کرنے سے باہر کے لوگ اندر کے لوگوں کو نہیں دیکھ سکتے تھے اور اندر کے لوگ باہر کے لوگوں کو۔

غیرمحرم اوراجنبی مَردوں کے سامنے اب عورت پراپنا چہرہ چُھپانا واجب ہے کیونکہ چہرہ کے علاوہ باقی جسم کو چُھپانا تو عورت پر پہلے بھی فرض تھا۔ حجاب کی آیات میں سَتر سے ایک زائد حکم بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ غیرمحرم اوراجنبی مَردوں کے سامنے عورتیں اپنے چہروں کوبھی ڈھانپ کررکھیں۔

سَتر وَحجاب کا فرق :

حجاب' سَتر کے علاوہ اضافی چیز ہے۔ حجاب کا تعلق عورت کے پورے جسم سے ہے اور یہ غیرمحرم یا اجنبی مَردوں کے لحاظ سے ہے۔ غیرمحرم اجنبی مَردوں کے لحاظ سے عورت کا پورا جسم واجب السَتر (چُھپانے کی چیز) ہے۔ بعض لوگ بے پَردگی کے جواز کے لئے بطور حجت وہ روایات پیش کردیتے ہیں جس میں عورت کے چہرہ اور ہاتھ پاؤں کو چُھپانے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے اور بزعم خود مطمئن ہوجاتے ہیں کہ انہوں نے شریعت کی رُو سے بے پَردگی کے جواز کی حجت نکال لی' حالانکہ یہ ایک دھوکہ ہے جو اُن کی غلط معلومات کا نتیجہ ہے کیونکہ جن نصوص میں ہاتھ' پیر اور چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دی گئی ہے وہ سَتر کے متعلق ہیں' حجاب سے اُن کا کوئی تعلق نہیں اور جن روایات وآیات میں چہرہ اور ہاتھ پاؤں کے ڈھانپنے کا اَمرکیا گیا ہے' اُس کا سَتر سے کوئی تعلق نہیں۔ بہرحال سَتر اور حجاب دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ سَتر' عورت کے ساتھ مخصوص نہیں' مَرد کے لئے بھی ہے لیکن حجاب' عورت کے ساتھ خاص ہے' مَرد سے اُس کا تعلق نہیں۔ چنانچہ مسئلہ سَتر کے سلسلے میں عورت کا سَتر گردن سے ٹخنہ اور گٹہ تک ہے جس کا ڈھانپے رکھنا ہرحال ضروری ہے گردن سے اُوپر یعنی چہرے

اور ٹخنہ اور گٹّے سے نیچے یعنی ہاتھ پاؤں اس سے مستثنیٰ ہیں جن کا ڈھانپنا بمدّ سَتر ضروری نہیں ہے۔ جب تک کہ اُن کے ڈھانپنے کا کوئی دوسرا محرک پیدا نہ ہو۔

اسی طرح مَرد کا سَتر ناف سے گھٹنوں تک ہے جس کا چُھپائے رکھنا بہرحال ضروری ہے۔ ناف سے اُوپر اور گھٹنوں سے نیچے کا حصّہ سَتر سے خارج ہے جس کا چُھپانا بمدّ سَتر ضروری نہیں۔

پس سَتر کے مسئلہ میں عورت اور مَرد کا ایک حکم ہے۔ فرق اگر ہے تو حدِّ سَتر میں ہے لیکن حجاب کا حکم صرف عورت کے لئے ہے مَرد کے لئے نہیں' کیونکہ ان دونوں میں نوعیت کا وہی فرق ہے جو مَرد اور عورت میں ہے۔ سَتر فی نفسہٖ ضروری ہے کیونکہ اعضاء خاصہ کا چُھپایا جانا اپنی ذات سے لازمی اور اخلاقی انسانیت کا فطری تقاضا ہے جو کسی کے دیکھنے نہ دیکھنے پر موقوف نہیں۔ ایک نامحرم ہی نہیں بلکہ محرم جیسے ماں' باپ' بھائی' بہن' بیٹا' بیٹی سے بھی ان اعضاء کا پَردہ مَرد اور عورت دونوں کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ نامحرم اور محرم کوئی بھی وہاں موجود نہ ہو' مَرد تنہا ہو یا عورت تنہا ہو تب بھی بلاضرورت سَتر کھولنا مکروہ ہے۔ گویا ان اعضاء کا حتی الامکان خود اپنے سے چُھپایا جانا بھی مطلوب ہے اور کھولا جانا شاملِ بے حیائی و بے غیرتی ہے جو فحش کے جلی افراد ہیں حتی کہ اگر نماز میں سَتر حصّہ چوتھائی بھی کھل جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ کوئی وہاں دیکھنے والا موجود ہو یا نہ ہو۔

بخلاف حجاب کے کہ وہ فی نفسہٖ ضروری نہیں' کوئی دیکھنے والا موجود ہو اور وہ بھی نامحرم ہو تب تو عورت چہرہ اور ہاتھ پاؤں کو چُھپائے گی ورنہ محرم کے سامنے یا تنہائی میں یا نماز میں اُن کے کھلے رہنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں' نہ وہ داخلِ فحش و بے حیائی ہے نہ مفسد صلوٰۃ ہے اور نہ ہی بداخلاقی کا کوئی فرد ہے۔

بہرحال سَتر وَحجاب کے اس فرق کا خلاصہ یہ ہے کہ سَتر حقیقی پَردہ ہے اور حجاب اضافی پَردہ ہے۔ کھلے لفظوں میں اسے یوں سمجھئے کہ اعضاء شہوت کے لئے شریعت نے سَتر رکھا ہے جن کا چُھپائے رکھنا فی نفسہٖ ضروری قرار دیا ہے۔ وقتی طور پر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے اُن کے کھولنے کی اجازت دی ہے اور اعضاء حُسن کے لئے جیسے چہرہ مہرہ ہاتھ پاؤں وغیرہ شریعت نے حجاب رکھا ہے جو فی نفسہٖ ضروری نہیں۔ جہاں فتنہ کا اندیشہ ہو' جیسے اجنبی اور نامحرم سے ہے تو ضروری ہے ورنہ نہیں۔ پس اعضاء سَتر جیسے اعضاء نہانی میں چُھپانا اصل ہے اور کھولنا بضرورت ہے اور اعضاء حجاب جیسے چہرہ اور ہاتھ پاؤں میں کھلا رہنا اصل ہے اور چُھپانا بضرورت ہے۔ اس طرح دونوں مسئلوں کے حکم میں تضاد کی نسبت نکلتی ہے۔

ان دو متضاد مسئلوں کو غلط ملط کر کے لوگوں نے ایک بنا دیا اور مسئلہ سَتر کا حکم جس میں عورت کا چہرہ اور ہاتھ پاؤں شامل نہیں ہیں' مسئلہ حجاب پر لا ڈالا جہاں پَردہ ہی چہرہ اور ہاتھ پاؤں ہے۔ پس چہرہ کو اعضائے شہوت سے خارج کر کے اُن کے حکم سے بھی اُسے شریعت نے الگ کر دیا ہے اور اعضاء شہوت کو اعضاء حُسن سے جُدا کر کے اعضاء شہوت کے حکم سے بھی انہیں جُدا کر دیا ہے۔

پَردہ (حجاب) کیا ہے ؟

پَردہ اسلام کا مخصوص شعار ہے۔
پَردہ تقویٰ و پرہیز گاری کا لباس ہے۔
پَردہ توقیر و عزت کی باڑ ہے۔

پَردہ حیاء وعظمت کی دلیل ہے۔

پَردہ عِفت اور پاک دامنی کا ذریعہ ہے۔

پَردہ دل کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

پَردہ حفاظت کا ذریعہ ہے۔

پَردہ تقویٰ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

پَردہ ایمان کی علامت ہے۔

پَردہ حیاء کی علامت ہے۔

پَردہ غیرت کی علامت ہے۔

بے پَردگی (بے حجابی) کیا ہے ؟

بے پَردگی موجب لعنت ہے۔

بے پَردگی ہولناک تباہی ہے۔

بے پَردگی جہنمی عورتوں کی نشانی ہے۔

بے پَردگی قیامت کے روز روسیاہ کرے گی۔

بے پَردگی نفاق کی علامت ہے۔

بے پَردگی رُسوائی کا ذریعہ ہے۔

بے پَردگی گناہ کی جڑ ہے۔

بے پَردگی شیطانی طریقہ ہے۔

بے پَردگی یہودیوں کا طریقہ ہے۔

بے پَر دگی زمانہ جاہلیت کی گندگی ہے۔
بے پَر دگی انحطاط اور پس ماندگی کا ذریعہ ہے۔
بے پَر دگی عظیم فتنے کا دروازہ ہے۔

(۱) عورت گھر کی دولت ہے اور دولت کو چُھپا کر گھر میں رکھا جاتا ہے ہر ایک کو دِکھانے سے خطرہ ہے کہ کوئی چوری کرے۔ اسی طرح عورت کو چُھپانا اور غیروں کو نہ دِکھانا ضروری ہے۔ گھر عورت کے لئے قید خانہ نہیں بلکہ اُس کا چمن ہے۔ گھر کے کاروبار اور اپنے بچوں کو دیکھ کر وہ ایسی خوش رہتی ہے جیسے چمن میں بلبل۔ عورت کو گھر میں رکھنا اُس پر ظلم نہیں بلکہ اُس کی عزت وعصمت کی حفاظت ہے اس کو قدرت نے اسی لئے بنایا ہے۔

(۲) عورت گھر میں ایسی ہے جیسے چمن میں پھول' اور پھول چمن میں ہی ہرا بھرا رہتا ہے۔ اگر توڑ کر باہر لایا گیا تو مُرجھا جائے گا۔ اسی طرح عورت کا چمن اُس کا گھر اور اس کے بچے ہیں۔ اُس کو بلا وجہ باہر نہ لاؤ ورنہ مُرجھا جائے گی۔

(۳) عورت کا دِل نہایت نازک ہے بہت جلد ہر طرح کا اثر قبول کر لیتا ہے اسی لئے اُس کو کچّی شیشیاں فرمایا گیا۔ ہمارے یہاں بھی عورت کو صنف نازک کہتے ہیں اور نازک چیزوں کو پتھروں سے دُور رکھتے ہیں کہ ٹوٹ نہ جائے۔ غیروں کی نگاہیں اُس کے لئے مضبوط پتھر ہیں اس لئے اُس کو غیروں سے بچاؤ۔

(۴) عورت اپنے شوہر اور اپنے باپ دادا بلکہ سارے خاندان کی عزت اور آبرو ہے اور اس کی مثال سفید کپڑے کی سی ہے۔ سفید کپڑے کا معمولی سا داغ دھبّہ دُور سے چمکتا ہے اور غیروں کی نگاہیں اُس کے لئے ایک بدنما داغ ہیں۔ اس لئے اُس کو اُن دھبّوں سے دُور رکھو۔

غیرمحارم جن سے پَردہ ضروری ہے

میکے کے غیرمحارم Marriagable Persons :

(۱) چچازاد بھائی اور اُن کی اولاد وغیرہ (۲) تایازاد بھائی اور اُن کی اولاد وغیرہ (۳) خالہ زاد بھائی اور اُن کی اولاد وغیرہ (۴) ماموں زاد بھائی اور اُن کی اولاد وغیرہ (۵) پھوپھی زاد بھائی اور اُن کی اولاد وغیرہ (۶) خالو (۷) پھوپھا (۸) بہنوئی (۹) باپ کے ماموں زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، تایازاد، خالہ زاد بھائی (۱۰) منہ بولا بھائی، بیٹا، منہ بولا باپ، منہ بولا چچا یا تایا......وغیرہ۔

مسئلہ : ماں کے چچازاد، تایازاد، پھوپی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد (کزنس) اگرچہ عرف میں ماموں، چچا وغیرہ کہلاتے ہیں لیکن یہ رشتے ماں کے بھی غیرمحارم ہیں اور لڑکی کے بھی غیرمحارم ہیں۔

مسئلہ : خواتین خیال کرتی ہیں کہ منہ بولے بیٹے وغیرہ سے پَردہ نہیں۔ کسی کو اپنا بیٹا، بھائی، باپ وغیرہ کہہ دینے سے وہ باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ نہیں ہوجاتے ہیں۔ وہ سب غیرمحارم ہیں لہٰذا اُن سے پَردہ کرنا فرض ہے۔

سسرال کے غیرمحارم : (۱) جیٹھ (۲) دیور (۳) نندوئی (۴) دیور کے بچے یعنی شوہر کے بھتیجے، جیٹھ کے بچے یعنی شوہر کے بھتیجے (۵) نند کے بچے یعنی شوہر کے بھانجے (۶) شوہر کے ماموں، چچا، خالو وغیرہ (۸) شوہر کے چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد اور خالہ زاد وغیرہ۔

رضاعی غیر محارم :

(۱) دودھ شریک بھائی کی دودھ شریک یا حقیقی بہن (۲) حقیقی بھائی کی رضاعی ماں (۳) رضاعی بیٹے یا بیٹی کی رضاعی یا حقیقی بہن یا دادی (۴) حقیقی بیٹا یا بیٹی کی رضاعی بہنیں یا دادی (۵) رضاعی چچا یا پھوپھی کی رضاعی یا حقیقی ماں یا حقیقی چچی (۶) پھوپی کی رضاعی ماں (۷) رضاعی ماموں اور خالہ کی رضاعی یا حقیقی ماں (۷) حقیقی ماموں اور خالہ کی رضاعی ماں

چچی تائی ممانی اور بھاوج : چچی، تائی، ممانی اور بھاوج کے شوہر یعنی چچا، تایا، ماموں اور بھائی کے مَر جانے یا طلاق دینے پر عدت گذر جانے کے بعد چچی، تائی سے بھتیجا، ممانی سے بھانجہ، بھاوج سے دیور خواہ عمر میں چھوٹے ہوں یا بڑے اپنا نکاح کر سکتے ہیں۔ انہیں ماں کے برابر سمجھنے، ماں کی حیثیت دینے سے وہ مائیں نہیں بن جاتیں۔ ان سب عورتوں سے بھتیجے، بھانجے، جیٹھ اور دیور کا نکاح دُرست ہے بشرطیکہ بھتیجے، بھانجے، دیور نے اُن کا دودھ نہ پیا ہو......ان سب سے پَردہ ضروری ہے۔

اسی طرح سوتیلی ماں کی حقیقی خالہ، ساس کی حقیقی بہن، سوتیلی ماں کی سوتیلی بہن، سوتیلی ساس کی حقیقی بہن سے بھی نکاح دُرست ہے۔ یہاں بھی یہی ہے کہ لڑکے نے اُن کا دودھ نہ پیا ہو، کیونکہ مذکورہ تمام عورتیں، چچی، تائی، ممانی اور بھاوج اور سوتیلی ماں اور ساس کی حقیقی بہن اور سوتیلی ساس کی بہن ﴿**واحل لکم ماراء ذالکم**﴾ میں داخل ہیں، اس لئے ان تمام سے نکاح بالاتفاق جائز ہے لہذا پَردہ بھی ضروری ہے۔

احکامِ سورۃ احزاب

حضورﷺ فرماتے ہیں **اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله** مومن کی دانائی وفراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

غالبًا اسی حدیث کے مفہوم کو علامہ اقبال نے یوں بیان فرمایا ہے:

تقدیرِ اُمم کیا ہے' کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی کا کیا حال ہوگا جن کے بارے میں حضورﷺ نے فرمایا: **لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب** (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے)۔

حضور سید عالمﷺ کے زمانہ ظاہری جس میں نزولِ قرآن ہوا کرتا تھا اُس مبارک ومقدس زمانے میں بھی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجاویز' رائے ومشوروں اور فیصلوں کو حضورﷺ کی تائید وپسندیدگی حاصل تھی اور قرآن مجید میں کئی مقامات پر تجاویز مشوروں اور فیصلوں کی حمایت وتائید میں آیات کا نزول ہوا ہے۔

مقام ابرہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف تعمیر کیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ پتھر معظم ہے ہم اسے کیوں نہ مصلّیٰ بنالیں؟ یعنی اس کے

سامنے کھڑے ہوکر کعبہ شریف کو رُخ کر کے نماز کیوں نہ پڑھیں؟ حضورﷺ نے اس رائے کو پسند فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ تب آفتاب ڈوبنے سے پیشتر ہی آیت کریمہ۔ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ﴾ نازل ہوگئی۔ ('اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ')

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نیک و اَحسن رائے اور تجویز کو حضورﷺ نے پسند فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی خواہش کے مطابق تائید میں آیت کریمہ نازل فرمائی۔

جنگ احزاب سے بیشتر تک عام معاشرہ کا یہ حال تھا کہ مسلمان عورتیں اپنی پوری زینت اور آرائش کے ساتھ بے حجاب پھرتی تھی۔ مسلم گھرانوں میں غیر مَردوں کے داخلہ پر کسی قسم کی پابندی نہ تھی۔ بے حجابی اور بے حیائی کا دَور دَورہ عام تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش تھی کہ مسلمان عورتیں گھروں میں ٹھہری رہیں اور اُن پر پَردہ کی پابندی عائد کی جائے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریمﷺ سے یہ گذارش کی کہ آپ کی ازواج مطہرات کے سامنے اچھے بُرے ہر قسم کے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں' کیا ہی اچھا ہو کہ آپﷺ انہیں پَردہ کا حکم صادر فرما دیں ...... **فانزل الله اٰية الحاب** اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی اس خواہش پر آیۃ حجاب (پَردہ کے حکم والی آیت) نازل فرمائی۔

جہاں تک اسلامی تصریحات کا تعلق ہے عورت کا تعلق گھر سے بہ نسبت مَرد کے زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی بناء پر عورت کو اہل البیت (گھر والی House Hold) کہا جاتا ہے' گویا گھر کی مالکہ وہی ہے۔ عام محاوروں میں بھی غیرت مند لوگ بیوی کے نام کی بجائے Home Minister گھر کی منسڑی کہتے ہیں۔

ازواجِ مطہرات اور پَردہ :

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفاً ۚ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ (الاحزاب/۳۳)

اے نبی کی بیویو (ازواج (مطہرات) ! تم (عام) عورتوں میں سے کسی ایک کی (بھی) مثل نہیں ہو۔تم اللہ سے ڈرتی رہو، سو کسی سے لچکدار لہجہ میں بات نہ کرنا کہ جس کے دِل میں بیماری ہو وہ کوئی (غلط) امید لگا بیٹھے، اور دستور کے مطابق بات کرنا۔ تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور اپنی آرائش (بناؤ سنگھار) کی نمائش نہ کرو جیسے سابق دَور جاہلیت میں رواج تھا۔

حضور اقدس ﷺ کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواج مطہرات کا بھی بہت ہی بلند مرتبہ ہے۔ 'النسآء' میں صنف نازک کا ہر فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی۔ جس سے ثابت ہے کہ ازواج النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر اور شانِ خاص کا حامل ہے۔ دُنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی اُن کا ہمسر نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی مصاحبت کے باعث اُن کا اَجر دُنیا بھر کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔اُن کے درجات اور احکام جدا گانہ ہیں۔

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں تو خود حضور ﷺ تو بدرجہا اس کے سزاوار ہیں '**کاحد من الرجال**' ہیں یعنی آپ ایسے نہیں ہیں جیسے ہر مَرد اپنے خصائص وکمالات میں عام انسانوں سے بدرجہا بلندتر اور ممتاز ہیں اور حضور ﷺ کی بیویاں تمام جہاں کی عورتوں سے افضل ہیں۔کیونکہ یہاں 'النسآء' میں کوئی قید نہیں۔حضرت مریم اور حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے اپنے وقت کی

عورتوں سے افضل تھیں لیکن حضور ﷺ کی ازواج پاک ہر زمانہ کی بیویوں سے افضل وبہتر ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل کے لئے فرمایا گیا کہ ﴿فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْن﴾ ہم نے تم کو تمام عالم والوں پر بزرگی دی تو اُس زمانہ کے لوگوں پر واقعی وہ افضل تھے اور اب غلامانِ مصطفٰی علیہ السلام سب اُمتوں سے افضل۔

حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا (والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور حضرت آسیہ (زوجہ فرعون) جنّت میں حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں گی۔

(مرقات، اشعۃ، تفسیر نعیمی)

الغرض تمام ازواج مطہرات جہاں بھر کی عورتوں سے افضل ہیں مگر پھر بھی اُن میں آپس میں درجات ہیں حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما باقی ازواج سے افضل ہیں۔

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (الاحزاب/۳۲) اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی طرح (تم بے مثل نبی کی بے مثل بیبیاں ہو) ساری اُمت کی بچیوں اور خواتین کے لئے تمہاری زندگی ایک نمونہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا بڑا اونچا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے تمھیں رفعتِ شان اور عظمتِ مقام عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے معاشرہ کی اصلاح کا آغاز حضور نبی کریم ﷺ کے گھرانوں سے کیا ہے۔ اس کی دو وجوہ تھیں۔ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اُمت مسلمہ کے لئے اسوۂ حسنہ بنا کر پیش کرنا تھا لہٰذا ضروری تھا کہ اصلاح' نبی کے گھرانوں سے ہو۔اور دوسرے یہ کہ جب کبھی اصلاح کی ضرورت پیش آئے تو اس کا آغاز اگر کسی بڑے گھرانہ سے ہوگا تو تب ہی مؤثر ہوگا ورنہ نہیں۔

عورت کا مَردوں سے اپنی آواز کو مستور رکھنے کا حکم :

عورت کی آواز پر پابندی :

عورت کی آواز بھی عورت ہے :

VOICE OF A WOMAN IS ALSO WOMAN (VEIL)

آواز کا جادو بھی اپنا اثر دِکھاتا ہے اسی لئے عام بے حیائی کی روک تھام کے لئے سب سے پہلی پابندی عورت کی آواز پر لگائی گئی ہے کہ وہ لوچ دار، شیریں اور نرم گوشہ لیے ہوئے نہ ہونی چاہئے۔ ایسی لوچدار اور شیریں آواز بذاتِ خود دِل کا روگ ہے۔ پھر جس مخاطب کے دِل میں پہلے سے اس قسم کا روگ ہو وہ صرف اسی بات سے کئی غلط قسم کے خیالات وتصوّرات دِل میں جمانا شروع کردے گا۔ عورت کی آواز غیر مَرد نہ سُننے پائیں۔ اگر کسی مجبوری کے باعث تمہیں کسی نامحرم سے بات کرنی پڑے تو اُس کے ساتھ ایسے باوقار انداز سے بات کرو کہ اُس کے بیمار دِل میں کوئی فاسد خیال پیدا ہی نہ ہو۔ گفتگو کا لہجہ کئی غلط فہمیوں کا سبب بن سکتا ہے۔ اس دروازے کو ہی بند کردیا۔ اس کے ساتھ ساتھ گفتگو میں کوئی ایسی تلخی اور ناشائستگی بھی نہ ہو جسے شریعت ناپسند کرے، اور لوگوں کی دِل شکنی اور دلآزاری ہو۔

عورت کی آواز پر پابندی عائد کی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ عورت اذان نہیں کہہ سکتی اور نماز باجماعت کے دوران امام غلطی کر جائے تو نہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے اور نہ ہی لقمہ دے سکتی ہے۔

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ بعض ازواج مطہرات جب کسی ضرورت کی بناء پر اجنبی مَردوں سے بات کرتیں تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتی تھیں مبادا اُن کے آواز میں کوئی نرمی یا لچک ہو۔ (روح المعانی)

جب غیر محرم اور عورت کے درمیان بے جھجک بات چیت کرنے کی عادت پڑ جائے تو معاملہ ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے یعنی ایک دوسرے کو دیکھنے کو دِل چاہتا ہے۔

ہمارے زمانہ میں خواتین کا مَردوں کے ساتھ عام اور آزادانہ میل جول ہے' اسکولس اور یونیورسٹیز میں مخلوط تعلیم کا رواج ہے اور شرعی حدود و قیود کے بغیر عورتیں مَردوں کے دوش بدوش مختلف دفاتر و اِداروں میں آزادی کے ساتھ کام کرتی ہیں' آفس سکریٹریز اور ٹیلیفون آپریٹرس کی حیثیت سے کام کرتی ہیں' ٹی وی پروگرامس پیش کرتی ہیں۔ غیر محرم سے بات کرتے ہوئے طبیعت میں جھجک کا ہونا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے اس کی وجہ سے گناہ کا دَروازہ بند رہتا ہے۔ عام حالات میں بوقت ضرورت کوئی مَرد غیر عورت سے گفتگو کرے گا تو عورت کی نگاہیں شرم وحیاء کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوگی۔ جب مخلوط تعلیمی ماحول میں غیر محرم سے بات کرنے کی جھجک ختم ہو جاتی ہے تو پھر نگاہیں جھکنے کی بجائے دوسرے کے چہرے پر پڑتی ہیں۔ اسلام کا حکم یہ ہے کہ شرعی ضرورت کے بغیر خواتین اجنبی مَردوں سے باتیں نہ کریں خصوصاً نرم و ناوک لہجہ میں۔

(☆) عورت کو جب نامحرم مَردوں سے گفتگو کی ضرورت پیش ہی آجائے تو بات میں اور لہجہ میں ایسی نزاکت اور لوچ Softness نہ ہو کہ سُننے والے کے جذبات میں اشتعال پیدا ہو اور اس کے دل میں بُرے خیالات اور وسوسے آئیں۔ بات نہایت سادگی سے کی جائے۔ عِفت مآب خواتین کے لئے یہی شایانِ شان ہے۔ عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلاضرورت آواز سُنانے کی اجازت نہیں۔ (بہارِ شریعت)

ایک لڑائی میں حضور ﷺ تشریف لے جا رہے تھے۔ آگے آگے حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ کچھ گیت گاتے ہوئے جا رہے تھے' لشکر کے ساتھ کچھ با پردہ عورتیں بھی تھیں حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انجشہ اپنا گیت بند کر دو کیونکہ میرے ساتھ کچی شیشیاں ہیں۔ (دیکھو مشکوٰۃ باب البیان والشعر) اس میں عورتوں کے دِلوں کو کچی شیشیاں فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ پردہ میں رہ کر بھی عورت' مَرد کا۔۔ اور مَرد' عورت کا گانا ہرگز نہ سُنیں۔

عورت کو عورت سے قرآن مجید پڑھنا، غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے کہ اگرچہ وہ اُسے دیکھتا نہیں مگر آواز تو سُنتا ہے۔ اور عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی اجنبی اور غیر محرم کو بلاضرورت آواز سُنانے کی اجازت نہیں۔ (بہارِ شریعت)

(☆) عورتیں بلاضرورت اپنی آواز غیر مَردوں کو نہ سُنائیں۔ ضرورت پڑنے پر بات کرنے کی اجازت تو خود قرآن کریم میں دی گئی ہے لیکن جہاں نہ اس کی ضرورت ہو اور نہ کوئی دینی یا اخلاقی فائدہ، وہاں اس بات کو پسند نہیں کیا گیا ہے کہ عورتوں کی آوازیں غیر مَردوں کے کانوں سے ٹکرائیں۔ عورتیں بازار میں موَبائل فون لیے پھر رہی ہیں انھیں احساس تک نہیں ہوتا کہ اُن کی آواز اجنبی و غیر مَرد سُن رہے ہیں۔ فون پر گھر گھر کی کہانیاں بیان ہوتی ہیں' گھریلو دَاستانیں وقصّے بیان ہوتے ہیں' شکوے شکایتیں ہوتی ہیں' زندگی کے سارے واقعات وحالات بیان ہوتے ہیں' اپنے شوہر سے ہونیوالی گفتگو......' ماںباپ یا بہن بھائی سے ہونے والی گھریلو باتیں...... سہلیوں کے باہم ہونیوالی گفتگو...... خاندان و پڑوس کی باتیں سب فون پر ہو رہی ہیں۔ تفریح طبع اور گشت کی خاطر بازاروں اور دُکانوں پر جانے والی عورتیں ذَرا اس کا

خاص خیال رکھیں اور یہ بات تو بڑی بے غیرتی کی ہے کہ شوہر دُکان کے باہر کھڑا رہے یا بچوں کو تھامے رہے اور بیگم صاحبہ خریداری میں مصروف ہوں اور دُکاندار سے ہنس ہنس کر گفتگو کریں اور قیمت کم کروانے کی کوشش کریں۔

عورتوں کا میلاد پڑھتے وقت آواز باہر جانا :

چند عورتیں مل کر میلاد شریف پڑھتی ہیں اور اُن کی آواز باہر جاتی ہے یہ ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اور عورت کی خوش الحانی کہ اجنبی سُنے یہ محل فتنہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

مذہب اہلحدیث میں عورت بھی مؤذن ہوسکتی ہے :

نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلد) صدیق حسن خاں کہتے ہیں :

'مؤذن کے لئے مَرد ہونا شرط نہیں' بلکہ عورتوں اور مَردوں کا ایک حکم ہے یعنی عورت بھی مؤذن بن سکتی ہے۔ (بدور الاہلہ/۴۶)

حدیث پر عمل کا دعویٰ کرنے والوں کو چاہئے کہ ثبوت میں کوئی ایک حدیث پیش کرے ...... یا اس عمل کی کوئی ایک نظیر بھی پیش کردے۔

ہمارے فقہاء نے عورت کی اذان کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اذان میں آواز بلند کرنی پڑتی ہے اور عورت کو آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (احکام القرآن)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں پر اذان اور اقامت نہیں ہے کیونکہ اذان اصل میں خبر دینے کے لئے ہے اور عورتوں کے لیے خبر دینا مشروع نہیں ہے اور اذان میں آواز بلند کی جاتی ہے اور عورتوں کے لیے آواز بلند کرنا مشروع نہیں ہے۔ (تبیان القرآن)

بغیر شرعی ضرورت کے عورتوں کو گھروں سے نکلنے کی ممانعت:

عورتوں کا اصل مستقر گھر کی چار دِیواری :

عورت کا اصل جائے مستقر (ٹھہرے رہنے کی جگہ) اُس کا گھر ہے۔ یہی اُس کا دائرہ عمل ہے۔ یہاں سے وہ کسی خاص ضرورت کے تحت نکل کر باہر جا سکتی ہے یعنی تفریحِ طبع اور گھومنے پھرنے کے لئے اُسے گھر نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ کسی مسلمان عورت کے لئے شرعی ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔ عورت کو اپنا زیادہ سے زیادہ وقت گھر میں رہ کر گھر کے کام کاج اور بچوں کی تربیت پر صرف کرنا چاہیئے۔ رہے باہر کے کام کاج تو وہ مَردوں کے ذمہ ہیں۔

عورتوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے گھروں میں برقرار رہو (سکونت پذیر رہو) اور بغیر شرعی ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلو ......

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں مستور ہو۔ (مسلم)

سیدۃ النساء خاتونِ جنّت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دَفن کیا جائے اس لئے کہ اگر دِن میں دَفن کیا گیا تو کم از کم دَفن کرنے والوں کو میرے جسم کا تو اندازہ ہو جائے گا، مجھے یہ بھی منظور نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **ان المراۃ عورت فاذا خرجت استشرفها الشيطان واقرب ما تكون بروجة ربها وهى قعر بيتها** یعنی عورت پَردے کے اندر رہنے کے قابل

چیز ہے جب وہ نکلتی ہے (مطلب گھر سے باہر قدم رکھتی ہے) تو شیطان اُس کو تا کتا ہے (یعنی اس عورت کو مسلمانوں میں بُرائی پھیلانے کا ذریعہ ونشانہ بناتا ہے) اور عورت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قریب تر اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں رہے۔
(بیہقی واحیاء العلوم)

شیطان جھانکتا ہے تا کتا ہے۔ اس کے دو معانی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ شیطان لعین اُسے گھر سے نکلتا دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ اب مجھے اُس کو غیر محرم کی طرف اور غیر محرم کو اس کی طرف مائل کرنے میں آسانی ہوگئی۔ شیطان اس عورت کو بدنظری کا مرتکب کرواتا ہے اور غیر محرم کو اُس کے جال میں پھنساتا ہے۔

دوسرے معنی یہ ہے کہ شیطانی شہوانی نفسانی زندگی گذارنے والے لوگ عورت کو گھر سے باہر دیکھ کر للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ایسے فاسق وفاجر لوگ شیطان کے نمائندے ہوتے ہیں اُن کے جھانکنے کو شیطان کا جھانکنا کہا گیا ہے۔

یہ ارشاد مبارک جہاں باحیاء عورتوں کے لئے درسِ عبرت ہے وہیں مَرد کی نفسیاتی کمزوری اور شیطان کی فتنہ طرازی کے خطرات سے آگاہی بھی ہے اور مشاہدہ بھی ہے کہ اجنبی عورتیں خواہ کیسی بھی ہوں جب اچھے کپڑوں اور بناؤ سنگھار کے ساتھ گھر سے باہر بے پَردہ نکلتی ہیں تو مَردانہیں تاک تاک کر دیکھنا اپنا فریضہ اوّلین سمجھتے ہیں حتی کہ بعض تو حدِ نگاہ تک اُن کا پیچھا کرتے ہیں، انھیں وہ عورتیں اپنی بیویوں سے بھی زیادہ اچھی اور پُرکشش لگتی ہیں۔ اوباش لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ سب کو اپنی اولاد اور پرائی عورت (دوسرے کی بیوی) اچھی لگتی ہے۔ ایسا نہیں کہ عورتیں اس بات سے ناواقف ہوتی ہیں بلکہ وہ انتہائی بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بات پر بیحد شاداں اور مسرور ہوتی ہیں کہ جب وہ نکلتی ہیں تو مَردوں کے لئے توجہ کا مرکز بن

جاتی ہیں اوراس کی قطعی پرواہ نہیں کرتیں کہ اُن کی یہی بے پَردگی اورخواہش نمود اکثر اُن کی عصمت دَری کے دَردناک مواقع فراہم کرتی ہیں۔ **الامان والحفیظ**

عربی کا مقولہ ہے :

لکل ساقطة لاقطة ہر گری پڑی چیز کواُٹھانے والا کوئی نہ کوئی ہوتا ہے

لہذا عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے کو پَردے میں محفوظ رکھیں اور اپنی عِفت وعصمت کو سنبھال کر رکھیں۔

پَردے کا منشاء حیاء ہے اور حیاء عورت کی فطرت ہے جب عورت ضمیر کے خلاف کام کرتی ہے تو بے حیاء بن جاتی ہے اور شرم وحیاء کو ایک طرف رکھ دیتی ہے۔

عورتوں کے لئے پَردہ بہت ضروری چیز ہے اور بے پردگی بہت ہی نقصان دہ ہے۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی مقدس ازواج پاک مسلمانوں کی مائیں ہیں ۔۔ ایسی مائیں کہ تمام جہاں کی مائیں اُن کے قدم پاک پر قربان ۔ اگر امہات المؤمنین مسلمانوں سے پَردہ نہ کرتیں تو ظاہراً کوئی حرج نہیں تھا' کیونکہ اولاد سے پَردہ کیسا؟ مگر قرآن کریم نے ان پاک بیویوں سے خطاب کر کے فرمایا:

﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرَّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلیٰ﴾ (الاحزاب/۳۳)

تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو جیسے سابق دور جاہلیت میں رواج تھا۔

امہات المومنین کو اپنے گھروں میں سکون ووقار سے ٹھہرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور بلاضرورت گھروں سے نکلنے کی ممانعت فرمائی جارہی ہے۔

نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدین) کے نزدیک پَردہ کی آیت خاص ازواج مطہرات کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ اُمت کی عورتوں کے واسطے نہیں ہے۔

(البنیان المرصوص ۱۶۸)

نام نہاد اہلحدیث کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پَردے کے احکام ساری اُمت کی عورتوں کے لئے ہیں۔ نزول خاص ہوتا ہے اور احکام عام ہوتے ہیں۔

پَردے کے درجات :

پَردہ کا بہترین درجہ : پَردے کا مدار فتنے پر ہے اور فتنے سے بچنے کے لئے جتنی احتیاط ہو سکے اتنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ پَردہ کا بہتر درجہ حجاب بالبیوت ہے۔

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو۔

لہذا عورت کے لئے پَردہ کی سب سے اعلیٰ صورت یہی ہے کہ گھر کی چار دیواری میں وقت گذارے۔ اپنے گھر کو اپنی جنّت سمجھے۔ عورت کام کاج اور ذِکر وعبادت سے فارغ ہو تو گھر کے صحن میں کھیل کود سکتی ہے۔ لڑکیاں آپس میں آنکھ مچولی کھلیں، رَسّی پھلانگیں، ہلکی ہلکی ورزش کریں، ٹریڈمل مشین پر دوڑ لگائیں، صحن چھوٹا ہو تو پَردے والی چھت استعمال کی جا سکتی ہے تا کہ ورزش بھی ہو جائے اور غیر مَردوں کی نظروں سے دور اپنے گھروں میں مستور عورتیں اپنی دُنیا میں مست رہیں۔ نہ ڈر نہ خوف، نہ فکر، نہ غم، اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے جسمانی ورزش کی ضرورت بھی پوری ہوگئی۔ اکثر عورتیں گھر میں جھاڑو پھونک، کپڑے دھونے، استری کرنے، کھانا پکانا، صفائی ستھرائی وغیرہ کے کام کر کے تھک جاتی ہیں، مزید ورزش کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی لہذا گھر میں رہتے ہوئے عورت کی ہر ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اس درجے پر عمل کرنے والی عورت ولایت کے درجات پانے والی اور قرب الٰہی کو حاصل کرنے والی ہوتی ہے۔

تسبیحات سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا : شہزادی کونین خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے مقدس ہاتھوں سے محنت ومشققت سے گھر کے سارے

کام خود انجام دیتی تھیں ۔حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مشورہ دیا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ باندیاں اور غلام آئے ہیں' حضور رحمتہ للعالمین ﷺ سے ایک باندی مانگ لیں' کام میں آسانی اور سہولت ہوگی ۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ' نے حضور ﷺ کی خدمت بابرکت میں معروضہ پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپکی لخت جگر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) گھر کے سارے کام اپنے ہاتھوں سے خود کرتی ہیں چکّی پیستی ہیں پانی مشکیزہ میں بھر کے وزن اُٹھا کر لاتی ہیں' ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں' سینے پر رسّی کے نشان بن گئے' جھاڑو دینے کی وجہ سے کپڑے بھی گرد آلود ہو جاتے ہیں ۔ اگر ایک باندی آپ کی شہزادی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کے لئے مل جائے تو کام میں آسانی اور سہولت ہوگی ۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اللہ عزوجل سے ڈرتی رہو' فرائض کی پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کے کام بھی اپنے ہاتھوں ہی کرتی رہو اور جب تھک کر سونے کا ارادہ ہو تو **سُبْحَانَ اللّٰہِ** ۳۳ مرتبہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** ۳۳ مرتبہ اور **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو ...... یہ تمھارے لئے باندی سے بہتر ہے ۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میں اللہ عزوجل اور اُس کے رسول ﷺ سے راضی ہوں ۔ (ابوداؤد)

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو عطا کردہ یہی وظیفہ نمازوں کے بعد پڑھا جاتا ہے ۔

حضرت ملاّ علی قاری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے جو تسبیحات پڑھنے کی تعلیم فرمائی ہے اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ سوتے وقت ان تسبیحات کے پڑھنے سے تھکن دُور ہونے کے ساتھ ساتھ کام کاج کرنے کی قوت بھی بڑھ جاتی ہے اور فرماتے ہیں یہ عمل مجرب ہے (یعنی تجربہ سے ثابت ہے)

حصن حصین میں حضرت علامہ محمد ابن جوزی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں

’جب کوئی شخص کام کرنے میں تھک جاتا ہو یا کام کرنے کے لئے قوت و طاقت کی زیادتی کا خواہشمند ہوتو سوتے وقت یہ تسبیحات پڑھ لیا کرے۔

پَردہ کا درمیانہ درجہ : پَردے کا درمیانہ درجہ حجاب بالبرقعہ۔ اگر باہر بامر مجبوری عورت کو گھر سے نکلنا ہی پڑے تو برقعہ یا چادر میں خوب اچھی طرف لپٹ کر نکلے۔ ﴿**یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡھِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِھِنّ**﴾ (بضرورت شرعیہ گھر سے نکلتے وقت) اپنی چادروں کا کچھ حصّہ اپنے (منہ) پر لٹکائے رہیں۔

آج کل پَردہ دار عورتیں برقعہ پہن کر جسم کو چُھپا لیتی ہیں۔ جب کہ دَستانے اور جرابیں پہن کر ہاتھ پاؤں کی زِینت چُھپا لیتی ہیں۔ یہ احتیاط کرنی ضروری ہے کہ برقعہ اتنا نقش و نگار والا نہ ہو کہ دیکھنے والا سمجھے کہ اندر حور کی بچی موجود ہے۔ آج کل مَردوں کی حریص نگاہیں عورت کے بقیہ جسم پر نہ بھی پڑیں تو بھی ہاتھ پاؤں پر نظر ڈالتے ہی عورت کے حُسن و جمال کا اندازہ لگا لیتے ہیں اس لئے ہاتھ بھی چُھپانے ضروری ہیں۔ یہ پَردے کا درمیانی درجہ ہے اس درجے پر عمل کرنے والی عورتیں تقویٰ پر عمل کرنے والوں میں شمار ہوتی ہیں۔

پَردہ کا آخری درجہ : پَردے کا آخری درجہ حجاب بالعذر۔ مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکلے اور چادر یا برقعہ اس طرح پہنے کہ اُس کے ہاتھ پاؤں آنکھیں وغیر کھلی ہوں۔ ﴿**وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنۡھَا**﴾ اپنا بناؤ سنگھار و آرائش نہ دِکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔

کام کاج اور نقل و حرکت کے وقت جو چیزیں عادۃً کھل ہی جاتی ہیں اُن کا چُھپانا بہت مشکل ہوتا ہے اُن کے اظہار میں کوئی گناہ نہیں۔

نکتہ : اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (الکہف)

مال اور بیٹے دُنیاوی زندگی کی زِینت ہے۔

اس آیت مبارکہ میں مال اور بیٹے کو دُنیا کی زِینت کہا گیا ہے بیٹی کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ چُھپانے کی چیز ہے نمائش کی چیز نہیں ہے۔ اس سے بھی عورت کے پَردہ میں چُھپے رہنے کا ثبوت ملتا ہے لہذا مسلمان عورت پَردے کا خوب اہتمام کرے۔

غیرت اور پَردہ :

امام حسن بصری نصیحت فرماتے' کیا تم اپنی عورتوں کو چھوڑ دیتے ہو کہ بازاروں میں کفار کے جسم سے مس کرتی ہوئی چلیں۔ بے غیرت انسانوں کا خدا بُرا کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں غیرت مند ہوں اور جو بے غیرت ہو اُس کا دِل اندھا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے پوچھا: **أی شئ خیر النساء** عورت کے لئے کون سی چیز بہتر ہے؟ انہوں نے عرض کیا: **لایراھن الرجال** بہتر یہ ہے کہ نہ وہ کسی مَرد کو دیکھے' نہ کوئی مَرد اُسے دیکھے۔ حضور اقدس ﷺ نے انہیں محبت میں گلے سے لگا لیا اور فرمایا' کیوں نہ ہو۔ کس باپ کی بیٹی ہے !!!

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بیویوں کو گھر میں رہنے کی عادت دلاؤ۔ عورتیں اگر اپنی لازمی ضرورتوں سے گھر کے باہر جائیں بھی تو شوہروں کی اجازت سے جائیں۔ چادر برقعہ اور نقاب وغیرہ کا اہتمام کر کے جائیں۔ راستوں میں نگاہیں نیچی رکھیں۔ سرِ راہ کسی سے باتیں نہ کرنے لگیں' جلد لوٹنے کی فکر کریں۔

ایک مَرد' ایک عورت اور تیسرا شیطان :

قرآن وحدیث نے بالغ عورتوں کو اپنے ذاتی معاملات میں کافی آزادی بخشی ہے مگر اُس کی آزادی مَرد کی حد تک کسی بھی حالت میں جائز نہیں' یعنی عورت جہاں چاہے مَرد کی طرح گھومتی پھرے اور مَردانہ اجتماعات میں گھل مِل جائے' یہ آزادی عورتوں کو نہیں عطا کی گئی ہے۔ مَرد اپنے اختیارات سے جہاں چاہے جا سکتا ہے لیکن عورت خواہ کنواری ہو یا شادی شدہ ہو' یا بیوہ ہو یا مطلقہ ہو' ہر حال میں ضرورت ہے کہ سفر میں اُس کے ساتھ ایک محرم ہو' اس سلسلے میں شارع اسلام رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کس قدر بامعنیٰ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ **من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یخلون بامرۃ لیس معھا ذو محرم منھا فان ثالثھما الشیطان** یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو (اور اپنی کامیابی اور خوشحالی چاہتا ہو) وہ کبھی کسی غیر عورت سے تنہائی میں نہ ملے جب تک کہ اس کے ساتھ اس عورت کا کوئی محرم نہ ہو' کیونکہ تیسرا اس وقت شیطان ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

عورتوں کو چاہئے کہ وہ غیر مَردوں سے دُور رہیں۔ اگر کسی مَرد پر اعتماد کریں گی تو یقینی طور پر دھوکا کھائیں گی۔ اکثر اوباش مَرد (جن کے دِل میں خوفِ خدا نہیں ہوتا) اس لئے گناہ نہیں کرتے کہ انھیں موقع میسر نہیں ہوتا۔ اگر انھیں عورت پر قدرت ملے (موقع مل جائے) تو گناہ کر بیٹھے ہیں۔ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ گناہ کے موقع سے ہی بچا جائے تا کہ ملوث ہونے کی نوبت ہی نہ آئے۔

عورت کے معاملے میں مَرد کی ہوس کبھی پوری نہیں ہوتی۔ شادی شدہ مَردوں میں عورت کا تذکرہ چھڑ جائے تو ہر ایک نئی شادی کرنے کے لئے تیار نظر آتا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ جن چیزوں سے دِل کبھی نہیں بھرتا اُن میں سے مَردوں کے لئے عورت بھی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ مَرد کا دِل عورت سے کبھی سیراب نہیں ہوتا۔ اگر وقتی طور پر ضرورت پوری ہونے کی وجہ سے کشش محسوس نہ ہو لیکن کچھ دنوں بعد پھر طبیعت کے اندر میل ملاپ کی خواہش پیدا ہوگی اور انسان کو خواہش کی تکمیل تک چین کی نیند نہیں آئے گی۔ اگرچہ جوانی سے بڑھاپے کی عمر میں پہنچ جائے مگر عورت کی کشش میں کمی نہیں آتی۔ شاید بھوک پیاس نیند کی مانند شہوانی ضرورت بھی انسان کی فطرت کا حصّہ ہے جو موت تک انسان کے ساتھ رہتی ہے۔

اسلام ان تمام خطروں سے عِفت وَعصمت کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے جن سے عِفت پر حرف آ سکتا ہے۔ کسی مَرد کا عورت سے تنہائی میں ملنا جس قدر خطرہ کا باعث ہوسکتا ہے وہ ظاہر ہے پھر مزید اُس سے جو جھوٹی تہمت آئے گی وہ بھی پوشیدہ نہیں۔ اس لئے رحمت عالم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا' ارشاد نبوی ہے:

لایخلون رجل بامرأة الا کان ثالثها الشیطان (ترمذی' مشکوٰۃ)

'جب مَرد، عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے'۔

ایسی حالت میں شیطان جانبین کی شہوت میں اُبھار پیدا کرنے کی سعی کرتا ہے اور مَرد وَعورت دونوں کے قلب میں بُرائی کا وسوسہ ڈالتا ہے۔ یہاں کامیابی نہیں ہوتی تو کسی تیسرے کو بہکاتا ہے کہ اُن کے حق میں سوئے ظن (بدگمانی) کا اظہار کرے اور اس طرح ناکردہ گناہ میں کلنک کا ٹیکہ لگانا چاہتا ہے۔ اسلام کی نظر میں وہ شخص ملعون ہے جو کسی پاک دَامن عورت یا مَرد کو بُرائی سے متہم کرتا ہے۔

اس مہذب زمانہ میں بُرائی کا سبب بہت کچھ یہی طریقہ ہے کہ عورتیں بے باکانہ تنہائی میں اجنبی مَردوں سے ملتی ہیں اور باتوں باتوں میں مَرد عورت پر اپنی محبت کا غلط سکّہ بٹھانا چاہتا ہے۔

غیر مَرد وَعورت اگر تنہائی میں ملیں تو شیطان کو فوراً انھیں ورغلانے کا موقع مل جاتا ہے لیکن اگر ملاقات کے وقت کوئی محرم رشتہ دار بھی ساتھ موجود ہو تو شیطان کو اُن کی نفسیات میں داخل ہونے کا موقع نہیں ملے گا۔ ایک صورت میں ملاقات کسی حد پر نہیں رُکتی' اور دوسری صورت میں ملاقات ایک حد پر رہتی ہے' وہ اس سے آگے جانے نہیں پاتی۔

جب کوئی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو شیطان اُنھیں فتنے میں مبتلا کرنے کے لئے خود پہنچتا ہے وہ اپنے کسی چیلے کو نہیں بھیجتا اور اس میں اکثر وہ کامیاب ہی ہو کر رہتا ہے۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو تین اہم نصیحتیں کیں۔

(۱) صحبتِ شیطان سے اجتناب کرو

(۲) کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو خواہ وہ رابعہ بصری ہی کیوں نہ ہوں' کیونکہ اس میں خاص شیطان کا ہاتھ رہتا ہے

(۳) گانا' راگ رنگ وغیرہ میں کبھی شرکت نہ کرو اور نہ گانا سنو' کیونکہ یہ چیزیں بُرائی اور جہنم کی طرف لے جانے کا پیش خیمہ ہیں (تذکرۃ الاولیاء)

ٹیوشن سنٹرس : عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلاضرورت آواز سُنانے کی اجازت نہیں۔ عورت کو غیر محرم نابینا سے بھی پَردہ ضروری ہے۔ عورت'

نابینا غیرمحرم سے قرآن مجید بھی نہیں پڑھ سکتی۔ لڑکیوں کے دینی مدارس میں مَرد اُستاد پڑھاتے ہیں' فرش پر ٹیبل کے ایک جانب اُستاد بیٹھتے ہیں اور اطراف سے یعنی ٹیبل کے تینوں جانب سے لڑکیاں قریب قریب بیٹھی رہتی ہیں جن کے جسموں کی گرمی اور سانسوں کی حرکت بھی محسوس ہوتی ہے۔ عورتوں کے مخصوص مسائل کو اگر اجنبی وغیرمحرم مَرد وضاحت سے بیان کرنا شروع کردے تو شرم وحیاء کے بھی خلاف ہے۔ یہ عمل فتنہ کا باعث ہوتا ہے۔ بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو مَرد اُستاد کے پاس ٹیوشن پڑھنے بھیجتے ہیں' یا انھیں ٹیوشن پڑھانے اپنے گھر بلاتے ہیں۔ دونوں صورت حال میں نتائج بُرے ہوتے ہیں۔ شرع شریف کے احکام سے غفلت برتنے کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔ شاگرد کو اُستاد کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے کا موقع ملتا ہے تو شیطان مشورہ دیتا ہے کہ کتابیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی شخصیت کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرو۔ جب ذاتی زندگی (پرسنل لائف) کی باتیں شروع ہوجاتی ہیں تو حرام کاری کے دَروازے کھل جاتے ہیں۔

پڑول اور آگ : پڑول کے نزدیک اگر آگ آجائے تو پڑول کی فطرت ہے کہ وہ بھڑک اُٹھے اور جل اُٹھے۔ آگ جب بھی پڑول کے نزدیک آئے گی پڑول لازماً جلے گا۔ یہی وجہ ہے کہ پڑول ٹینکوں پر لکھا ہوتا ہے کہ یہاں سگریٹ پینا منع ہے اور آگ اس جگہ سے دُور رہے۔ اب اگر آگ چولہے سے نکل کر خود بخود چل کر پڑول پمپ کے نزدیک آجائے اور پڑول بھڑک اور جل اُٹھے تو کیا آپ پڑول پمپ سے پوچھیں گے کہ اے پڑول بتاؤ' تم کیوں بھڑک اُٹھے؟ پڑول سے ایسا سوال لایعنی ہوگا۔ سوال تو آگ سے ہوگا کہ تم چولہے سے نکل کر پڑول کے پاس کیوں آئی اور کیوں پڑول کو بھڑک اُٹھنے کا موقعہ دیا؟

اسی طرح مَرد کی یہ فطرت ہے کہ عورت اگر بن سَنور کر مَرد کے قریب آئے گی تو مَرد کے جذبات بھڑک اُٹھیں گے۔ کیوں ایسی شاہراہ عام سے گزری جہاں سینکڑوں پڑول صفت مَردوں کے بھڑک اُٹھنے کا خطرہ تھا۔ آگ کا مقام چولہا ہے' یہ چولہے سے نکلی تو ہزار خطرے در پیش آئے۔ اسلام نے عورت کا مقام گھر بتایا ہے ﴿وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ﴾ تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ عورت گھر سے نکلی تو خطرات پیش آئے۔ یہ آگ' پڑول کا پیچھا کر رہی ہے اور پڑول سے ہاتھ تک ملانے کو تیار ہے پھر اس عالم میں پڑول کے بھڑکنے جلنے اور غلط نتائج کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

سالی بہنوئی اور بھاوج دیور کی بے تکلفی جائز نہیں:

Brother in Law is not Mahram

حضورﷺ نے ارشاد فرمایا عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ! دیور کے متعلق فرمائے۔ فرمایا دیور تو موت ہے۔ (مسلم و بخاری)

بھاوج دیور، سالی بہنوئی میں عموماً بے تکلفی ہوتی ہے۔ یہ آپسی بے تکلفی ہنسی مذاق موت کی طرح باعث ہلاکت ہے۔ حمو (دیور) سے مُراد صرف شوہر کا بھائی ہی نہیں بلکہ شوہر کے تمام وہ قرابت دار مُراد ہیں جن سے نکاح دُرست ہے۔ اور وہ جو بے تکلف و بے جھجک آیا جایا کرتے ہیں۔ جیسے شوہر کے چچازاد، خالہ زاد بھائی، شوہر کے دوست احباب، شوہر کے چچا ماموں اور تمام غیر محرم رشتے دار وغیرہ اسی طرح بیوی کی بہن یعنی سالی، بیوی کی سہلیاں، بیوی کی خالہ زاد پھوپی زاد بہنیں، بیوی کی بھانجی بھتیجی، بیوی کی بھاوجیں، بیوی کے گھر آنے والی تمام اجنبی عورتیں وغیرہ کا یہی حکم ہے۔ عموماً ان قریبی رشتوں میں پَردہ نہیں کیا جاتا بلکہ اُن سے ہنسی مذاق

دِل لگی بھی ہوا کرتی ہے۔ظاہر ہے اجنبی غیرمحرم عورت سے مذاق دِل لگی کس قدر فتنہ کا باعث ہے۔اب بھی زیادہ فتنے دیور بھاوج ، سالی بہنوئی (In-Laws) اور تمام قریبی رشتے دار ، بے تکلف دوست اور سہیلیوں (Relatives and Friends) کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں جو رشتے دار بے تکلف اور بے جھجک آتے ہیں وہی فتنے پھیلاتے ہیں۔آگ اور پٹرول میں دُوری بہت ضروری ہے۔اس دَور میں خوف خدا اور دِینداری ختم ہوتی جارہی ہے۔احتیاط کا تقاضہ تو یہاں تک ہے کہ جوان ساس اپنے جوان داماد اور جوان بہو اپنے جوان سسر کے ساتھ بھی تنہا نہ بیٹھے اگر چہ اُن کے لئے خلوت (تنہائی میں رہنا) دُرست ہے۔

عورتوں کا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا :

عورت کا اپنے گھر کے اندر نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کا تہہ خانے میں نماز پڑھنا گھر کے اندر نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے ساتھ مسجد میں نماز کے لئے جانے پر بھی کراہیت کا اظہار فرمایا ہے کیونکہ فتنہ کا خدشہ تھا۔

یہاں ہمارے لئے قابل غور بات یہ ہے کہ ہماری موجودہ سوسائٹی اور ماحول نہ تو اُس متذکرہ پاک اور خدا ترس سوسائٹی سے کوئی نسبت رکھتا ہے اور نہ اُس کی معمولی سی بھی جھلک ہے۔

حضور ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو بھی حکم تھا کہ نماز عید اور دوسری نمازوں میں بھی حاضر ہوا کریں، اسی طرح وعظ کی محفلوں میں شرکت کیا کریں۔کیونکہ اسلام

بالکل نیا نیا دُنیا میں آیا تھا' اگر حضور ﷺ کے وعظ عورتیں نہ سنتیں تو شریعت کے حکم اپنے لئے کیسے معلوم کرتیں۔ مگر پھر بھی اُن کے نکلنے میں بہت پابندیاں لگا دی گئی تھیں کہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں' بیچ راستہ میں نہ چلیں۔ فجر کی نماز اس قدر اندھیرے میں پڑھی جاتی تھی کہ عورتیں پڑھ کر نکل جاویں اور کوئی پہچان نہ سکے۔ عورتیں مَردوں سے پیچھے کھڑی ہوتی تھیں۔ لیکن حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانہ میں عورتوں کو مسجدوں میں آنے اور عیدگاہ جانے سے بھی روک دیا۔ عورتوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی کہ ہم کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیک کاموں سے روک دیا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کے اس بناؤ سنگھار کو دیکھ لیتے جو اب عورتوں نے ایجاد کرلیا ہے تو اُن کو (مساجد میں نماز پڑھنے سے) اس طرح منع فرما دیتے جس طرح بنو اسرائیل کی عورتوں کو مساجد میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ (صحیح مسلم' صحیح بخاری)

ان احادیث میں غور کرو کہ وہ زمانہ نہایت خیر و برکت کا' یہ زمانہ شر و فساد کا۔ اُس وقت عام مَرد نہایت پرہیزگار' اب نہایت فساق و فجار۔ اُس وقت کی عام عورتیں پاک دامن حیاء والی اور شرمیلی۔ اب عام عورتیں بے غیرت' آزاد اور بے شرم۔ جب اُس وقت عورتوں سے پَردہ کرایا گیا تو کیا یہ وقت اُس سے اچھا ہے؟

عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں۔ عید' بقرعید کی نماز واجب نہیں' کیونکہ یہ نمازیں جماعت سے مسجدوں میں ہی ہوتی ہیں اور عورتوں کو بلا ضرورت شرعی گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ عورت پر حج کے لئے سفر کرنا اس وقت فرض نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا اپنا محرم نہ ہو۔ یعنی باپ' بیٹا یا شوہر وغیرہ۔ عورت کا چہرہ غیر مَرد نہ دیکھے (شامی باب الستر)

مَحرم کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیک صالح دِیندار اور خدا ترس ہو جس محرم کو خدا اور رسول کا خوف نہ ہو اور شریعت کے احکام کا پاس ولحاظ نہ ہو ایسے مَحرم کے ساتھ بھی سفر پر جانا دُرست نہیں۔

غور تو کرو کہ عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہیں، عید گاہ میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں، تو بازاروں کالجوں، کمپنیوں اور سیر وتفریح کے لئے جانے کی اجازت کیوں کر ہوگی؟ کیا بازار، کمپنی پارک اور تفریحی مقامات مسجدوں سے بڑھ کر ہیں؟ عورت کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ اُس کی نگاہ اپنے شوہر کے سوا کسی پر نہ ہو۔ اسی لئے قرآن کریم نے حوروں کی تعریف میں فرمایا انہیں کسی آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ اگر عورت کی نگاہ میں غیر مَرد آ گئے تو یوں سمجھوں کہ عورت اپنے جوہر کھو چکی۔

عورت کے لئے جمعہ اور عیدین کی نماز

Friday and Eid Prayer

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو جماعت و جمعہ وعیدین اور دینی وعظ کی مجالس میں شامل ہونے کو مکروہ فرمایا ہے اور یہ فتنہ کے خوف سے ہے۔ (درمختار)

عورتوں پر جمعہ اور عیدین کی نماز واجب نہیں۔ پانچ نمازوں کے لئے بھی عورتوں کا مسجد میں جانا منع ہے۔ عورتوں کو چاہئے کہ جمعہ کی نماز کے وقت پر ہر روز کی طرح نماز ظہر اپنے گھر پر ہی پڑھ لیں۔ عید کی خوشی میں شکرانہ کے طور پر دو رکعت نماز نفل پڑھی جائے تو کوئی شرعی پابندی نہیں ہے لیکن عید کی نماز کی نیّت نہ کرے۔ ((عورتوں کے لئے عیدین کی نماز جائز نہیں، اس لئے کہ عید گاہ میں مَردوں کے ساتھ اختلاط ہوگا اور اسی لئے اب عوتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں

دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین،خواہ وہ جوان ہو یا بڑھیا۔ صرف عورتیں اگر جماعت کریں تو یہ بھی ناجائز ہے۔اس لئے کہ صرف عورتوں کی جماعت ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔ عیدین کی نماز عورتیں اگر تنہا پڑھیں تو بھی جائز نہ ہوگی اس لئے کہ عیدین کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے۔ ہاں عورتیں اس دن اپنے اپنے گھروں میں فرداً فرداً نفل نمازیں پڑھیں تو باعثِ ثواب وہ برکت اور انعامات میں اضافہ کا سبب ہے۔فرض نمازیں پابندی سے ادا کریں))

عورتوں کی بہترین مسجد اور سُنّتِ صحابہ :

مذہب اسلام ایک کامل نظام حیات اور فطرت کے مطابق قانون الٰہی ہے اس لئے اسلام میں جرائم ومعاصی کی حرمت کے ساتھ جرائم ومعاصی کے ان اسباب وذرائع کو بھی حرام وممنوع قرار دے دیا گیا جو بالعموم بطور عادت جاریہ کے ان جرائم تک پہنچانے والے ہیں مثلاً شراب پینے کو حرام کیا گیا تو شراب کے بنانے' بیچنے' خریدنے اور کسی کو دینے کو بھی حرام کر دیا گیا۔سود کو حرام کیا تو سود سے ملتے جلتے سارے معاملات کو بھی ناجائز اور ممنوع کر دیا گیا۔ شرک وبت پرستی کو جرم عظیم اور ناقابلِ معافی جرم ٹھہرایا گیا تو اس کے اسباب وذرائع' مجسمہ سازی وبت تراشی اور صورت گری کو بھی حرام اور ان کے استعمال کو ناجائز کر دیا گیا۔

اسی طرح جب شریعت اسلامی میں زنا کو حرام کر دیا گیا تو اُس کے تمام قریبی اسباب وذرائع اور مقدمات پر بھی سخت پابندی لگا دی گئی جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں وارد ہے: **العینان زنا هما النظر' والاذنان زنا هما الاستماع' واللسان زناه الكلام' واليد زناها البطش' والرجل زناها الخطى** آنکھوں کا زنا (اجنبی

عورت کی جانب شہوت سے) دیکھنا ہے' کانوں کا زنا شہوت سے اجنبی عورت کی باتوں کی طرف کان لگانا ہے' زبان کا زنا اُس سے گفتگو کرنا ہے' ہاتھ کا زنا اُس کو چھونا وپکڑنا ہے' پیروں کا زنا اُس کی طرف (غلط ارادہ سے) جانا ہے۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ مَردوں کا اجنبی عورتوں کو دیکھنا اور عورتوں کا اجنبی مَردوں کا دیکھنا اُن کی آنکھوں کا زنا ہے اور زنا حرام ہے اس لئے یہ دیکھنا بھی حرام ہے۔

بُرے ارادے سے کسی اجنبی عورت کی جانب دیکھنا' اُس کی باتوں کی جانب متوجہ ہونا' اس سے بات چیت کرنا' اس کو چھونا وپکڑنا' اس کے پاس جانا یہ سارے کام حقیقتاً زنا نہیں بلکہ زنا کے اسباب ومقدمات میں سے ہیں مگر انہیں بھی حدیث میں زنا سے تعبیر کیا گیا ہے تاکہ اُمت سمجھ جائے کہ زنا کی طرح اُس کے مقدمات واسباب بھی شریعت میں حرام وممنوع ہیں۔ ان ہی شہوانی جرائم سے بچانے کے لئے عورتوں کے واسطے پَردہ کے احکام نازل ونافذ کئے گئے۔ ترکِ پَردہ گناہ میں مبتلا ہونے کا سبب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے عہد خیر مہد میں عورتوں کے لئے گھر کی چہار دیواری سے باہر برقعہ یا دراز چادر سے پورا بدن چُھپا کر نکلنا فتنہ کا سبب نہیں تھا' عہد رسالت خیر وصلاح سے معمور اور فتنہ وفساد سے مامون تھا' جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو وہاں جائز ہوگا' اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اُس نور افشاں ہدایت افزا اور پاکیزہ ماحول میں عورتوں کو برقعہ وغیرہ میں سارا بدن چُھپا کر چند شرائط کے ساتھ مسجدوں میں آنے کی اجازت دی تھی' اگرچہ اُس وقت بھی عورتوں کو ترغیب اسی کی دی جاتی تھی کہ وہ گھروں میں ہی نماز ادا کریں کیونکہ اُن کے لئے مسجد کے مقابلہ میں گھر کے اندر نماز پڑھنا زیادہ باعثِ ثواب اور افضل ہے۔ اسی لئے اس صورت کا حکم زمانے اور حالات کے بدلنے سے بدل بھی سکتا ہے۔ اگر عہد زریں اور خیر وصلاح میں بھی فتنہ کا

سبب ہوتا تو ناجائز ہوتا جس طرح آج کے دورظلمت اورشروفساد کے زمانہ میں ہے۔ اب عورتوں میں پہلے جیسی احتیاط نہیں رہی اور جن شرائط کے ساتھ انہیں مسجد آنے کی اجازت دی گئی تھی ان کی پابندی سے غفلت ولاپرواہی برتی جارہی ہے اور یہ بات دینی غیرت وحمیت کے خلاف ہے۔ اب عورتوں کا مسجد میں نہ آنا ہی تقاضہ شریعت کے مطابق ہے۔

چند شرائط : مسجد میں حاضر ہونے والی عورت خوشبو سے معطر نہ ہو' بنی سنوری نہ ہو' ناز ونخوت سے نہ آئے' اپنی نظریں پست رکھی' حتی الوسع کسی نامحرم پر نظر نہیں پڑنی چاہئے' بڑی موٹی چادر (برقعہ) اوڑھ لیں جس سے آنکھوں کے سوا سر سے پاؤں تک پورا بدن ڈھک جائے' پَردہ کی پابند ہو' بجتے ہوئے پازیب پہنے ہوئے نہ ہو' دلکش وجاذب نظر کپڑے زیب تن نہ ہو' راستے ومسجد میں مَردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو' جوان نہ ہو' اور نہ ایسی ہو کہ جوانوں کی طرح اس سے فتنہ کا اندیشہ ہو' اور مسجد آنے کا راستہ بھی فتنہ وفساد وغیرہ سے مامون ہو' اپنی مرضی سے آزاد مسجد نہ جائے بلکہ مَرد کی اجازت ومرضی شامل ہو۔

ان سارے احکامات وہدایات اور پابندیوں کا مقصد بجز اس کے اور کیا ہے کہ اُن کے جوہرِ شرافت اور گوہرِ حفاظت پر ایسے پہرے بٹھا دیئے جائیں تاکہ اختلاطِ مَرد وزن سے تخم فتنہ کو اسلامی معاشرہ میں نشو ونما کا موقع فراہم نہ ہو سکے۔

خیر القرون اور عہد رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بعد وہ حالات باقی نہیں رہے کہ عورتیں مسجدوں میں آکر جمعہ وجماعت میں شریک رہیں' بلکہ طبیعتوں میں تغیر' قلبی اطمینان میں فتور پیدا ہوگیا' حالات میں فساد وبگاڑ اور مفسدین کی کثرت ہوگئی۔

امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام ہزاروں مربع میل کے علاقے میں پھیل گیا تھا۔ لاکھوں نئے نئے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ ان نومسلموں کے حالات پر نظر رکھتے ہوئے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے روک دیا۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے فیصلے کو اسلام کی روح کے مطابق سمجھتے ہوئے بغیر کسی اختلاف کے تسلیم کرلیا اور عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا۔حضور نبی مکرم ﷺ نے ہدایت کے راستہ کی نشاندہی فرمائی کہ جس پر میرے صحابہ ہیں' **ما انا علیه واصحابی** 'میری روش پر چلو' میرے صحابہ کی روش پر چلو۔ '**علیکم بسُنّتی وسُنّت الخلفاء الراشدین** 'تم پر میری سُنّت لازم ہے خلفائے راشدین کی سُنّت لازم ہے۔

فرقہ اہلحدیث' نجات یافتہ فرقہ قطعاً نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ سُنّت صحابہ کا مخالف فرقہ ہے' سُنّت صحابہ کو بدعت قرار دیتا ہے۔ اہلحدیث غیر مقلدین اس فتنہ وفساد کے دَور میں گرد وپیش سے آنکھیں بند کر کے آج بھی عورتوں کی مسجد میں باجماعت نماز کے قائل ہیں' نیز عید کے روز عیدگاہ میں عورتوں کو لانے پر مُصر ہیں حالانکہ ان دنوں عیدگاہ میں عموماً وہ لوگ شریک عیدین ہوتے ہیں جو سال بھر تارک صلوٰۃ اور فسق وفجور میں مبتلا رہتے ہیں ایسے ہی لوگ جم غفیر کی صورت میں آتے ہیں پھر عید کی مناسبت سے ظاہر ہے کہ عورتیں بھی بہترین لباس میں بن سنور کر ہی عیدگاہ پہنچیں گی۔اس سے کتنا بڑا فتنہ ہوسکتا ہے اس سے قطعاً بے پروا ہوکر اہلحدیث غیر مقلدین عیدگاہ میں عورتوں کی نماز کی پرزور وکالت کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں صحیح بخاری ومسلم کی وہ روایت بھی وہ لوگ فراموش کر جاتے ہیں جو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہے

فرماتی ہیں **لو ادرک رسول الله ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل** اگر حضور نبی کریم ﷺ ان باتوں کو دیکھتے جو عورتوں نے اختیار کی ہیں (عورتوں کی موجودہ بے اعتدالیاں) تو آپ خود انہیں مسجد کی حاضری سے منع فرما دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علم و تفقہ کا استعمال نہایت ہی اعلیٰ طریقے سے کیا ہے اور رُوحِ اسلام کے مطابق بہت ہی اچھا فیصلہ دیا۔ خود حضور نبی کریم ﷺ کا مزاج مبارک اس سلسلے میں کیا تھا اس کا پتہ مسند احمد کی ایک روایت سے چلتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہاری وہ نماز جو تم اپنے گھر کے اندرونی حصّے میں ادا کرتی ہو' اُس نماز سے بہتر ہے جو تم بیرونی دالان میں ادا کرتی ہو۔ اور بیرونی دالان میں تمہارا نماز ادا کرنا بہتر ہے اس نماز سے جو تم اپنے صحن میں ادا کرتی ہو۔ اور اپنے گھر کے صحن میں تمہاری نماز بہتر ہے اُس نماز سے جو کہ تم اپنے محلے کی مسجد میں ادا کرو۔ اور اپنے محلے والی مسجد میں تمہاری نماز اس سے بہتر ہے کہ تم میری مسجد میں ادا کرو......یعنی عورت کے لئے مسجد نبوی کی نماز سے بھی کئی گنا بہتر ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندرونی گوشے میں نماز ادا کرے'

ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا اسی منشاء نبوی کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی شدید خواہش کے باوجود گھر کی ایک کھوٹھری میں نماز پڑھتی رہیں اور مرضی رسول اللہ ﷺ کی تکمیل میں تا دمِ حیات مسجد جانے کے لئے گھر سے باہر قدم نہیں نکالا اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا احساس تو اس سلسلہ میں بہت قوی اور نہایت صحیح تھا اور بالخصوص نسوانی مسائل میں اُن سے بڑھ کر

اسرارِ شریعت سے واقف اور کون تھا انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صاف لفظوں میں اعلان فرمادیا تھا **لو ادرك رسول الله ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المسجد** اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی اس بدلتی ہوئی حالت کو دیکھتے تو انہیں ضرور مسجد آنے سے روک دیتے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان عالیہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا محل فتنہ ہے اور اُن کا اپنے مکان کے اندر رہنا اللہ کی رضا اور تقرب کا باعث ہے۔ فرمان الٰہی اور ارشاد رسول ﷺ کے مطابق عورت کے لئے اصل حکم تو '**قرار فی البیوت**' ہی ہے ﴿**وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ**﴾ اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ (اپنے گھروں میں قرار گیر رہو)۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسی حق کی ادائیگی میں عورتوں کو مسجد آنے پر سرزنش فرمایا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے منشاء و مزاج کے مطابق عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے روکنے کے فیصلے میں سیدنا عمر فاروق اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما دونوں میں توافق و ہم آہنگی تھی اس لئے از راہ تعصب شیعوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ وہ عورتوں کو آج بھی مسجد میں لاتے ہیں۔ اس معاملے میں شیعوں اور نام نہاد اہلحدیث کا مسلک ایک ہی ہے۔ شیعہ اپنی خواتین کو مسجد لے جانا پسند کرتے ہیں اور اہلحدیث کو بھی یہی پسند ہے۔ فقیہ ائمہ کرام، صحابہ کرام ہی کے مسلک کی پیروی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسلامی شریعت میں عورت کی عملی سَرگرمیوں کا مرکز اُس کا اپنا گھر ہے اور اُس کی زندگی کے سہانے اور رحمت آگیں لمحات وہی ہیں جو گھر کی چہار دیواریوں کے پُر اَمن ماحول میں بسر ہوتے ہیں۔

آج جولوگ گرد و پیش اور انجام وعواقب سے آنکھیں بند کر کے عورتوں کو گھروں کی چہار دیواری سے باہر نکلنے کی دعوت دے رہے ہیں کیا وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ حقوق نسواں کا پاس ولحاظ کرنے والے ہیں یا اُن کا معاشرہ اور سوسائٹی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوسائٹی سے عمدہ اور بہتر ہے یا وہ منشاء رسول اللہ ﷺ کو زبیر بن عوام' عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن عباس' عروہ بن زبیر' قاسم بن محمد' اسود علقمہ تلامذہ ابن مسعود' ابراہیم نخعی' سفیان ثوری' عبداللہ مبارک اور جمہور صحابہ وتابعین اور فقہاء ومحدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ سمجھتے ہیں۔

نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین کے مذہب میں جس طرح صحابہ کرام کا قول وفعل اور اُن کی رائے حجت نہیں ہے' اسی طرح صحابہ کرام کا فہم بھی حجت نہیں ہے۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں مفتی فتاویٰ نذیریہ کی گستاخی :

'ولو فرضنا تو یہ عائشہ اپنے فہم سے فرماتی ہیں (یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ اگر حضور ﷺ اس زمانہ میں ہوتے تو آپ عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے) اور فہم صحابہ حجت شرعی نہیں ہے۔
(فتاویٰ نذیریہ/۶۲۲)

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی نے اس مسئلہ کے ضمن میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں زبردست گستاخی کرتے ہوئے انھیں حضور ﷺ کے حکم کا مخالف بتایا ہے اور اُن کو قرآن کریم کی اس آیت کے مصداق قرار دیا ہے۔

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى ويَتَّبِعْ غَيْرِ سَبِيْلِ الْمُؤمِنِيْنَ نُوَلّٰهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَ تْ مَصِيْراً﴾۔ مفتی کی بات ملاحظہ ہو:

'پھر اب جو شخص بعد ثبوت قولِ رسول وفعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى ويَتَّبِعْ غَيْرِ سَبِيْلِ الْمُؤمِنِيْنَ نُوَلّٰهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَ تْ مَصِيْراً﴾ (النساء/۱۱۵) 'جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہوگئی اس کے لئے ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرنے دیں گے اُسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اُسے جہنم میں اور یہ بہت بُری پلٹنے کی جگہ ہے'۔ ....

جو حکم صراحۃً شرع شریف میں ثابت ہو جائے اس میں ہرگز رائے و قیاس کو دخل نہ دینا چاہئے کہ شیطان اس قیاس سے کہ **انا خير منه** حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ/۶۲۲)

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی نے دَر پَردہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یہ بیہودہ الزام لگایا کہ آپ نے اس مسئلہ میں حضور ﷺ کے حکم کی مخالفت کر کے آیتِ مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں...... دین کے حکم میں رائے اور قیاس کو دخل دے کر وہی کام کیا جو شیطان نے **انا خير منه** کہہ کر کیا تھا اور یہ کہہ کر کہ موجودہ وقت عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ جانا مناسب نہیں ہے شریعت کو بدل ڈالنے کی (معاذ اللہ) جرأت کی۔

دینی اور دُنیاوی ضروریات کی بناء پر ازواج مطہرات کو اپنے گھروں سے نکلنے کی اجازت :

اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات سے فرمایا: ﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنّ﴾ تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔

اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ ازواج مطہرات اور دیگر مسلمان خواتین کو گھر سے باہر نکلنے کی مطلقاً اجازت نہیں ہے۔ سَتر اور حجاب کے ساتھ وہ کسی شرعی، طبعی یا دُنیاوی ضرورت کی بناء پر گھر سے باہر نکل سکتی ہیں، حج اور عمرہ کے لئے، عیادت کے لیے، علاج کے لیے، اقارب کی زیارت اور اُن سے ملاقات کے لئے گھر سے باہر حجاب کے ساتھ جاسکتی ہیں۔اس کا ثبوت اس حدیث میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجاب کے احکام نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کسی کام کے لیے گھر سے باہر نکلیں۔ وہ قد آور اور جسیم خاتون تھیں جس نے اُن کو دیکھا ہو وہ اُن کو پہچان لیتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن کو دیکھ کر کہا: اے سودہ ! اللہ کی قسم ! آپ ہم سے مخفی نہیں رہ سکتیں۔ آپ دیکھ بھال کر گھر سے نکلا کریں، وہ اُلٹے پاؤں واپس آگئیں۔اور اس وقت رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے، آپ رات کا کھانا کھا رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی۔ حضرت سودہ آئیں اور کہا: یارسول اللہ ﷺ ! میں اپنی کسی حاجت کی بناء پر گھر سے نکلی تھی، مجھ سے عمر نے اس طرح کہا۔ حضرت عائشہ نے کہا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل کی، پھر وحی کی کیفیت ختم ہوگئی اور آپ نے اپنے ہاتھ سے ہڈی لے کر رکھ دی۔اس کے بعد فرمایا: تم کو اپنی حاجتوں کی بناء پر گھر سے نکلنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ (صحیح البخاری، صحیح مسلم، مسند احمد)

باہر نکلنے پر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دوبار ٹوکنے کی وضاحت :

امام بخاری نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلنے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اُن کو آواز دینے کا واقعہ کتاب الوضو میں روایت کیا ہے اور وہاں یہ بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ حجاب کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور یہاں پر یہ بیان کیا ہے کہ یہ حجاب کے احکام نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ یہ ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ دوبار پیش آیا ہو' حجاب سے پہلے بھی اور حجاب کے بعد بھی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مرضی یہ تھی کہ اجنبی لوگ حرم نبوی پر بالکل مطلع نہ ہوں اگر وہ مستور ہوں پھر بھی اُن کی جسامت سے یہ متعین نہ ہو کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں' اور نبی کریم ﷺ نے اُن سے مشقت اور حرج کو دُور کرنے کے لئے اُن کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی۔ (فتح الباری' تفسیر تبیان القرآن)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی لکھتے ہیں :

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر جو حجاب فرض ہے وہ عام مسلم خواتین کی بہ نسبت زیادہ سخت اور مؤکدہ ہے' عام مسلم خواتین تو گواہی یا علاج کی ضرورت کی وجہ سے اجنبی مَردوں کے سامنے چہرے اور ہاتھوں کو کھول سکتی ہیں اور ازواج مطہرات کو اس کی بھی اجازت نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری)

شیعہ مذہب

اسلام میں رونما ہونے والے فرقہ ہائے باطلہ میں شیعہ فرقہ قدیم ترین فرقہ ہے یہودیوں نے منافقانہ طور پر عبداللہ ابن سبا کے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہوئے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے، عقائد کو مشکوک ومشتبہ بنانے، دین کی اسپرٹ ختم کرنے کے لئے شیعہ فرقہ کو وجود میں لایا۔ اسلام کو جس قدر فرقہ شیعہ سے نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے کسی بدترین سے بدترین دشمن سے نہیں پہنچا۔ آج تک اُمت اس نقصان کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ عہد رسول اللہ ﷺ میں یہی جماعت آپ کی مخالفت میں پیش پیش رہی۔ اسی جماعت نے اصحاب رسول میں پھوٹ ڈالنے کی ناپاک کوشش کی۔ اسی جماعت کے ایک فرد نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے کعبۃ اللہ کے حج کے بہانے مدینۃ الرسول کو عثمانی خون سے دلہن بنادیا۔ اسی فرقہ نے سیدنا امام حضور حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی حمایت کا دعویٰ کیا اور بے وفائی کی نبیاد ڈالی، حضرت کو مدینۃ الرسول چھوڑنے پر مجبور کیا اور کوفہ میں لے جاکر شہید کرڈالا۔ اسی جماعت نے سیدنا امام حسن کی بے حرمتی کی اور زہر دے کر ابدی نیند سلا دیا۔ اسی فرقہ نے سیدنا امام حسین اور اہلبیت اطہار کو اپنی نصرت کے بہانے مدینے سے بلا کر کربلا کی سیج سجائی۔ اسی شیعہ فرقہ نے امریکی ایجنٹ بن کر عراق اور افغانستان میں مسلمانوں کا قتلِ عام کروایا۔ شیعوں کی رَد میں اہلسنت کی ان کتابوں کا مطالعہ بہت ضروری ہے :

تحفہ جعفریہ ۔ فقہ جعفریہ ۔ تحفہ حسینیہ ۔ شیعوں کے گیارہ اعتراضات ۔ سیدنا علی مرتضیٰ اور خلفائے راشدین ۔ تحفہ اثناعشریہ ۔ آیات بینات ۔ اہلحدیث اور شیعہ مذہب ۔ جماعتِ اسلامی اور شیعہ مذہب ۔ خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۔ شیعہ مذہب (محرم اور تعزیہ) ۔ حضور ﷺ کی صاحبزادیاں ۔ امہات المومنین ۔ قصص المنافقین ....

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلنے پر (روافض)شیعوں کے اعتراضات :

شیعہ (روافض) کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو گھروں میں ٹھہرے رہنے کی تاکید کی لیکن حضرت عائشہ نے اس کی خلاف ورزی کی۔ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ گئیں۔ وہاں سے بصرہ کا رُخ کیا۔صرف اسی پر اکتفانہیں بلکہ خلیفہ برحق حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف جنگ لڑی۔ یہ حکم الٰہی کی صریح خلاف ورزی ہے اور سخت گناہ ہے۔

اس کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ حضرت ام المؤمنین حج کی نیّت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئیں اور حج کے لئے گھر سے نکلنے کی قطعاً ممانعت نہیں۔ اس آیت کے نزول کے بعد بھی حضورﷺ کی معیت میں اُمہات المؤمنین نے حج اور عمرہ کے لئے سفر کیے بلکہ اکثر غزوات میں بھی کسی نہ کسی رفیقہ حیات کوشرفِ ہمرکابی سے مشرف فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اس آیت سے مطلقاً گھروں سے نکلنے کی ممانعت نہیں بلکہ بلاضرورت بن سنور کر باہر نکلنا ممنوع ہے۔نیز اس سفرِ حج میں حضرت ام سلمہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما بھی ساتھ تھیں۔اور یہ بھی نہیں کہ کسی محرم کی معیت کے بغیر آپ تشریف لے گئی ہوں بلکہ آپ کے ساتھ آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (حضرت اسماء رضی اللہ عنہا) کے فرزند اور آپ کی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے بھی ساتھ تھے۔

مناسک حج سے جب فارغ ہوئیں اور واپسی کی تیاری کر رہی تھیں تو اطلاع ملی کہ باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ مدینہ طیبہ میں فتنہ وفساد کے شعلے بھڑکنے لگے ہیں اور یہ باغی حضرت سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں داخل ہو گئے ہیں۔ یہ المناک خبریں سُن کر آپ کے غم واندوہ کی حد نہ رہی۔ مسلمانوں میں رونما ہونے والے اس خونی انقلاب نے آپ کو حد درجہ متاثر کر دیا۔ آنے والے خطرات کا تصور کر کے مضطرو پریشان ہو رہی تھیں۔ آپ بھی اسی حالت میں تھیں کہ باغیوں سے خوفزدہ ہو کر حضرت طلحہؓ زبیرؓ نعمان بن بشیرؓ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم کئی دوسرے صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آ گئے اور آ کر بتایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دینے کے بعد باغیوں نے بڑی ڈینگیں مارنی شروع کر دیں اور خلیفہ شہید (سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کو گالیاں بکنے لگے۔ جس سے یہ لوگ بہت رنجیدہ خاطر ہوئے اور اُن ظالموں کو اُن کی قبیح اور مذموم حرکتوں پر سَرزنش کی۔ وہ باغی اپنی طاقت کے نشہ میں اس قدر مخمور تھے کہ انہوں نے ان حضرات کا صفایا کرنے کا بھی منصوبہ بنانا شروع کر دیا۔ انہیں اس امر کا بھی احساس ہوا کہ اگر وہ باغی انہیں قتل کرنا چاہیں گے تو اُن کو کوئی روک نہیں سکے گا۔ اس لئے وہ مکہ مکرمہ چلے آئے۔ حضرت ام المؤمنین نے فرمایا کہ جب تک حالات پُرسکون نہ ہو جائیں اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ اُن ظالموں کو اپنے ہاں سے دُور نہ بھگا دیں، اُس وقت تک ہمیں واپس نہیں جانا چاہیئے۔ فی الحال کسی محفوظ مقام پر ٹھہر کر حالات کے رُوبہ اصلاح ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے عارضی قیام کے لیے بصرہ کو منتخب کیا، کیونکہ یہاں مسلمانوں کے لشکر موجود تھے۔ ان حضرات نے ام المؤمنین کو بھی بصرہ جانے پر مجبور کیا تاکہ اُن کی

معیت سے حالات کومعمول پر لانے میں مدد ملے کیونکہ ہر دل میں اُن کی عظمت اور اُن کا احترام موجود ہے۔ آپ بھی صرف اس خیال سے اُن کے ساتھ بصرہ جانے پر آمادہ ہوئیں کہ اُن کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی جلیل القدر صحابہ باغیوں کی دَست درازی سے محفوظ ہو جائیں گے۔

اُن باغیوں کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے بڑے غلط رنگ میں یہ خبر امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کی اور آپ کو چڑھائی کرنے پر برانگیختہ کیا۔ **وحملوا علی ان یخرج الیھم ویعاقبھم** ۔ حضرت امام حسن، امام حسین، عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ہنوز یہ اقدام مصلحت کے خلاف ہے اور ہمیں انتظار کرنا چاہیے تاکہ صحیح حالات معلوم ہو جائیں۔ لیکن تقدیر الٰہی میں کچھ اور تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندوں اور مخلص بھتیجوں کے اس مشورہ کو قبول نہ فرمایا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بصرہ کے قریب پہنچے تو امیر المؤمنین نے قعقاع کو ام المؤمنین کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے حاضر ہو کر عرض کی: **یا اماھا اشخصك واقدمك ھذہ البلدہ** اے مادر محترم ! آپ کا اس شہر میں آنے کا مقصد کیا ہے، یعنی کیا آپ اس پر قبضہ کرنے کی نیت سے آئی ہیں؟ **فقالت ای بنی الاصلاح بین الناس** میرے فرزند ! میرے یہاں آنے کا مقصد تو اس آتش فساد کو بجھانا اور لوگوں کے درمیان صلح کرانا ہے۔ آپ نے وہیں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی بُلا لیا۔ قعقاع نے ان حضرات سے پوچھا صلح کی پھر کیا صورت ہے؟ انہوں نے جواب دیا **اقامة الحد علی قتلة عثمان وتطییب قلوب او لیائه** قاتلانِ عثمان سے قصاص اور آپ کے وارثوں کے دِلوں کو خوش کرنا۔ قعقاع نے کہا یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک باہمی انتشار ختم نہیں ہوتا۔ ہم سب متحد

ہو جائیں ۔فتنہ وفساد کی آگ بجھ جائے ۔حالات معمول پر آ جائیں تو پھر ان باغیوں سے انتقام لیا جا سکے گا۔اس لئے پہلے آپ لوگ صلح کے لئے اپنی آمادگی کا اظہار کریں ۔ **قالا اصبت واحسنت** طلحہ وزبیر نے کہا' اے قعقاع تم نے بجا کہا ہے اور نہایت عمدہ بات کی ہے۔ہم صلح کے لئے کلیتہً آمادہ ہیں۔ قعقاع نے واپس جا کر امیر المؤمنین کی خدمت میں سارا ماجرا بیان کیا اور ان حضرات کے صلح کرنے کی خواہش سے حضرت امیر المؤمنین بڑے خوش ہوئے ۔ صلح ہونے میں کسی کو کوئی شبہ نہ رہا۔ اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کی تیاریاں شروع ہوگئیں ۔

تین راتیں گزر گئیں ۔اگلے روز صلح کا اعلان ہونے والا تھا اور صبح سویرے حضرت امیر المؤمنین اور حضرات زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہم کی ملاقات کا پروگرام بن چکا تھا۔ جب قاتلانِ عثمان (اصلاً شیعوں) کو ان حالات کا علم ہوا تو اُن کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ انہیں یقین تھا کہ اُن کی سلامتی مسلمانوں کے باہمی انتشار میں ہے۔ اگر صلح ہوگئی تو اُن کی خیر نہیں ۔ چنانچہ ساری رات مشورہ کرنے میں گزر گئی ۔آخر یہ طے پایا کہ کچھ باغی حضرت ام المؤمنین کے لشکر میں گھس جائیں اور کچھ یہیں رہیں ۔ صبح کے دھندلکے میں ام المؤمنین کے لشکر پر تیر برسانا شروع کردو۔ وہ یہ خیال کریں گے کہ امیر المؤمنین نے صلح کو توڑ دیا ہے اور امیر المؤمنین سمجھیں گے کہ صلح شکنی کی ابتداء دوسری جانب سے ہوئی ہے۔ جب تیروں کی بوچھار شروع ہو جائے گی اور لشکر آپس میں گتھم گتھا ہو جائیں گے تو اس وقت یہ تحقیق کرنے کی کسے فرصت ہوگی کہ ابتداء کس نے کی ہے ۔اس طرح صلح کا یہ منصوبہ دَھرا کا دَھرا رہ جائے گا اور ہم (یہودی عبداللہ ابن سبا کی معنوی اولاد اصلاً شیعہ) رُسوا ہونے سے بچ جائیں گے۔

اسی سازش کے مطابق (شیعوں کی جانب سے) عمل کیا گیا۔ چنانچہ دونوں لشکروں میں اتنی خونریز جنگ چھڑ گئی جس کا کسی کو سان گمان بھی نہ تھا۔ حضرت ام المؤمنین اُونٹ پر سوار تھیں۔ آپ کے لشکر کے جوان ایک ایک کر کے ناموسِ سالت پر سَر کٹا رہے تھے اور پسپا ہونے کا نام نہ لیتے تھے۔ سینکڑوں بہادر اپنی ہی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ڈھیر ہو رہے تھے۔ اسلام کے لیے یہ حادثہ بڑا جانکاہ تھا۔ دُشمنانِ اسلام کی چال کتنی گہری اور خطرناک تھی۔ یہ گھاؤ ابھی تک مندمل نہیں ہوئے۔

یہ ہے جنگِ جمل کے اسباب وعوامل کی صحیح اور سچی تصویر جو علامہ طبری اور دیگر ثقہ مؤرخین نے مختلف طرق سے حضرت امام حسن، عبداللہ بن جعفر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ جس کسی نے لکھا ہے وہ اُن رافضیوں (شیعوں) کی اختراع اور بہتان تراشی ہے جو اُن قاتلانِ عثمان کے پیروکار تھے۔ کسی حق کے متلاشی کو ان لغویات کی طرف التفات نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں اُن باغیوں کے اثر کا کیا عالم تھا اس کے لئے صرف نہج البلاغۃ کی یہ عبارت پڑھ لیجیے۔ 'حضرت امیر سے آپ کے بعض نیازمندوں نے کہا: اگر آپ اُن لوگوں کو سزا دیں جنہوں نے حضرت عثمان پر چڑھائی کی تھی تو سارا فتنہ ختم ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اے بھائیو ! میں اس چیز سے بے خبر نہیں ہوں جسے تم جانتے ہو لیکن ہم ابھی انہیں سزا نہیں دے سکتے کیونکہ حملہ آور طاقتور ہیں، وہ ہم پر غالب ہیں۔ ہمیں اُن پر غلبہ نہیں ہے اور اب تو تمہارے غلام بھی اُن کے ساتھ مل کر شور مچا رہے ہیں اور تمہارے بدّو اُن کے ساتھ مل گئے ہیں اور وہ تمہارے ہاں موجود ہیں۔ جس طرح چاہتے ہیں سلوک کرتے ہیں۔

ان حالات کو پڑھنے کے بعد ایک منصف مزاج، حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر کوئی الزام لگانے کی جرأت نہیں کرسکتا اور بد باطن کو کوئی باز نہیں رکھ سکتا۔ ام المؤمنین اپنے محرم بھانجوں کی معیت میں حج کی نیّت سے روانہ ہوئیں اور ازواج طاہرات سے حضرت ام سلمہ اور حضرت صفیہ بھی ہمراہ تھیں۔ حج سے فراغت کے بعد حضرت عثمان کی شہادت کا حادثہ فاجعہ پیش آیا۔ آپ کا بصرہ کی طرف سفر بھی جس غرض سے تھا وہ بھی آپ نے پڑھ لیا۔ آپ قطعاً بغاوت یا امیر المؤمنین کے خلاف جنگ کرنے کی نیّت سے اُدھر تشریف نہیں لے گئی تھیں۔ فسادی چالوں اور سازشوں سے بلاتوقع جنگ چھڑ گئی۔ اس میں کسی کا قصور نہ تھا۔ نہ امیر المؤمین کا اور نہ ام المؤمنین کا۔

اس کے بعد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تقویٰ اور خوفِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ جب بھی یہ آیت پڑھتیں تو اس قدر روتیں کہ دوپٹہ آنسوؤں سے بھیگ جاتا۔

حضرت امیر المؤمنین کو بھی اس اچانک لڑائی پر از حد افسوس تھا۔ اس معرکہ میں اپنے لشکر کی فتح پر آپ کو قطعاً کوئی خوشی نہ تھی۔ جنگ ختم ہوئی۔ آپ میدانِ جنگ میں تشریف لے گئے۔ قدم قدم پر بہادر اور غیور جوانوں کی لاشوں کے ڈھیر دیکھے تو فرطِ غم سے آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے **یالیتنی مت قبل هذا وکنت نسیا منسیا** کاش ! اس سے پہلے میری زندگی کا چراغ بجھ گیا ہوتا اور میں بُھلا دیا گیا ہوتا۔

یہ الزام بھی اصلاً بے بنیاد ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں امیر المؤمنین سے بغض وعناد تھا۔ اسی وجہ سے آپ نے اُن سے جنگ کی۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کبھی حضرت امیر المؤمنین کے مناقب اور اوصافِ جمیلہ بیان نہ کرتیں۔ حالانکہ آخر دم تک حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اوصافِ جمیلہ بیان کرتی رہیں۔

ویلمی نے یہ حدیث حضرت ام المؤمنین سے ہی روایت کی ہے :

'حب علی عبادة' 'حضرت علی سے محبت عبادت ہے'۔

اس واقعہ کے بعد بھی آپ حلفیہ بیان فرمایا کرتیں **واللہ لم یکن بینی وبین علی الا ما یکون بین المریدة واحماء ھا** یعنی خدا کی قسم میرے اور علی مرتضیٰ کے درمیان قطعا کوئی ناراضگی یا دُشمنی نہ تھی بجز اس کے کہ جو عورت اور سسرال والوں کے درمیان ہوا کرتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اس جنگ کے اختتام کے بعد حضرت ام المؤمنین کو بڑی عزت وتکریم اور ادب واحترام کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ اس بات کا پورا انتظام کیا کہ راستے میں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ بصرہ کی معزز ومحترم خواتین کو آپ کے ہمراہ روانہ کیا۔ آپ کے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھی ساتھ بھیجا اور سب کو تاکید فرمائی کہ ام المؤمنین کو راستہ میں کسی طرح کی بھی تکلیف نہ پہنچے۔ اس برتاؤ سے پتہ چلتا ہے کہ امیر المؤمنین کے دِل میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کتنا احترام تھا۔

جنگِ جمل کا واقعہ بیشک تاریخِ اسلام کے ان المناک واقعات میں سے ایک ہے جس پر قلبِ سلیم آج بھی گریاں اور سوگوار ہے لیکن ان انتہائی ناخوشگوار حالات میں بھی ان حضرات کے باہمی عزت واحترام کا یہ حال تھا۔

تبرج اور جاہلیت اولیٰ کی تفسیر :

نمائش حُسن وَ جمال کا امتناع :

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورتوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ حدودِ شرعی کے اندر رہیں' جاہلیت کی رسم ترک کر ڈالیں۔ زمانہ جاہلیت کی طرح تبرج نہ کرو۔ تبرج کے معنی ہے زِینت اور خوب صورتی کا اظہار کرنا اور عورت کو اپنے محاسن مَردوں کو دِکھانا' عورتوں کے مٹک مٹک کر چلنے کو بھی تبرج کہا جاتا ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن)

امام ابن جریر نے الحکم سے نقل کیا کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان آٹھ سو سال تھے' اُن کی عورتیں بدصورت اور مَرد خوب صورت ہوتے تھے' اُن کی عورتیں مَردوں کو اپنی طرف مائل اور راغب کرنے کے لئے بناؤ سنگھار کرتی تھیں اور یہ قدیم جاہلیت ہے۔

جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ عورتیں بَن سنور کر مَردوں میں بے باک گھومتی تھیں۔ زِینت کی عجیب وغریب تدبیریں عمل میں لائی جاتی تھیں۔ دوپٹہ کو اس طرح ڈالتی تھیں کہ سینہ کا اُبھار' گلے کے زیوارات' کانوں کی بالیاں اور اُن کی ہیئت فتنہ سامان ہوتی۔ مَرد اس ادا کو دیکھ کر مسحور ہو جاتے' پھر جاہلیت میں عورتیں مٹکتی چلتی تھیں اور اُن کا بانکپن اور اُن کی ادائیں غضب ڈھاتی تھیں۔ اس لئے اسلام جب آیا تو اُس نے اصلاح کی' عورتوں کو پہلے رسم ورواج سے روکا اور پاک زندگی کا سلیقہ بتایا' پہلی بات یہ ہے کہ عورتیں گھر ہی میں رہیں اُمور خانہ داری انجام دے اور ضرورتاً نکلیں تو جاہلیت کے طریقہ پر بن سنور کے نہ نکلیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر آنکھ زانیہ ہے اور جب عورت معطر ہو کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ زانیہ ہوتی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد نسائی)

نمائش حُسن وَ جمال اسلام سے پہلے کی جاہلیت کا دستور ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ جاہلیہ اولیٰ سے مُراد غیر شرعی اُمور ہیں جو اسلام کے آنے سے پیشتر عرب وغیر عرب ہر جگہ وَبا کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔ تبـرج بھی انہیں میں سے ایک ہے تبرج میں پانچ چیزیں شامل ہیں :

(۱) اپنے جسم کے محاسن کی نمائش
(۲) زیورات کی نمائش اور جھنکار
(۳) پہنے ہوئے کپڑوں کی نمائش
(۴) رفتار میں بانکپن اور ناز و ادا
(۵) خوشبویات کا استعمال جو غیروں کو اپنی طرف متوجہ کرے

گویا معاشرہ میں پھیلی ہوئی عام بے حیائی کے سدّ باب کے لئے ان آیات کا نزول ہوا۔

عورتوں کو حکم ہے کہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کی نمائش نہ کرنا۔ اگر کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلنا ہی پڑے تو وہ جاسکتی ہے مگر اس کا مقصد صرف اس ضرورت کی تکمیل ہو۔ نمائش آرائش اور حُسن وَ جمال سے غیر مَردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا کسی صورت گوارا نہیں۔

زمانہ جاہلیت میں عورتیں جس طرح بن ٹھن کر بازاروں میں بے حجاب پھرا کرتی تھیں اور اپنے حُسن و جمال کی نمائش کیا کرتی تھیں اس سے سختی سے روکا جارہا ہے۔

اگر چہ یہاں خطاب صرف ازواج الرسول سے ہے لیکن اُمت کی ساری خواتین کے لئے یہی حکم ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں ناز وادا سے مٹکتی اور لچکتی ہوئی سرِ بازار ٹہلا کرتی تھیں اس سے باز رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

اسلام کے نزدیک عِفت وَعصمت کی جو قدر وَ منزلت ہے اس کے پیش نظر یہ احکام صادر فرمائے جا رہے ہیں۔ ان راستوں کو ہی بند کیا جا رہا ہے اُن اسباب کا ہی قلع قمع کیا جا رہا ہے جن کے ذریعہ اس متاعِ گرانمایہ کے لُٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کوئی زیور قیمتی جواہرات رکھ کر اپنے گھر کے دروازے چوروں کے لئے نہیں کھولتا، جو لوگ اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ اُن کے گھروں کی خواتین، اُن کی بچیاں، بہنیں پختہ کردار کی مالک ہیں، وہ اگر چہ قیمتی اور بھڑکیلے ملبوسات پہن کر بے پَردہ گھومتی رہیں تو اُن کی عزت وآبرو پر کوئی آنچ نہیں آسکتی۔ انہیں ہم نرم سے نرم الفاظ میں 'بھولا' کہہ سکتے ہیں اور اُن کا یہ بھولا پن انہیں ایک روز ایسے گڑھے میں پھینک دے گا جس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ فطرتِ انسانی کے حیوانی تقاضوں کی شدت سے اُن کی دانستہ چشم پوشی انہیں ایسے بھیانک نتائج سے دوچار کردے گی کہ اُن کا قلبی سکون برباد اور ذہنی توازن بگڑ کر رہ جائے گا۔ اُس وقت وہ پچھتائیں گے جب چڑیاں کھیت چُگ گئی ہوں گی۔ اس وقت وہ روئیں گے لیکن اُن کو اپنے درد کا درماں نہیں ملے گا۔

اسلام نے مسلمانوں کو جو ثقافت اور تہذیب عطا کی ہے وہ تو ان آیات میں مذکور ہے۔ اب اگر ہم اپنی ملت کی بچیوں کو کوئی دوسری ثقافت سکھانا چاہیں اور مغربی تمدن

ومعاشرت کے آداب کی تعلیم دینا چاہیں تو جو انجام ہوگا وہ خود ہی جان لیں۔ اسلام نے' قرآن نے' حاملِ قرآن نے تو مسلمان عورتوں کے لیے اس حیاء سوز اور غیرت باختہ طرزِ معاشرت سے سختی سے روکا ہے۔

مَردوں اور عورتوں کا بے دریغ اختلاط' کالجوں اور یونیورسٹیز میں مخلوط تعلیم' عورتوں کا اُن دفتروں میں ملازمت کرنا جہاں مَرد ہوتے ہیں' ایسے اجتماعات اور مذاکروں میں شرکت کرنا' عام بازاروں اور شاہراہوں پر ننگے سَر' چست لباس پہنے نیم عُریاں ہوکر گھومنا پھرنا ایک بہت بڑا المیہ ہے اور ہمارا طرزِ عمل اسلام کی تہذیب وثقافت پر ناروا زیادتی بلکہ اُسے مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

پاکدامنی (عِفت وعصمت کی حفاظت) قرآن مجید میں :

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْراً عَظِيْمًا﴾ (احزاب/ ۳۵)

بیشک مسلمان مَرد اور مسلمان عورتیں' مومن مَرد اور مومن عورتیں' فرمانبردار مَرد اور فرمانبردار عورتیں' سچ بولنے والے مَرد اور سچ بولنے والی عورتیں' صابر مَرد اور صابر عورتیں' عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیا' روزہ دار مَرد اور روزہ دار عوتیں' اپنی عِصمت (شرمگاہوں)

کی حفاظت کرنے والے مَرد اور عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مَرد اور عورتیں۔ اُن کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

یہ اُمّت جسے خیر الامم کے لقب سے نوازا گیا ہے اس کے افکار اور اُس کا کردار، نظریات اور اعمال کیسے ہونے چاہئیں اس آیت میں تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ بتا دیا کہ یہاں مرد اور عورت میں کوئی امتیاز نہیں۔ اللہ تعالیٰ اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ واجمل التحیۃ کے ہر مَرد اور عورت کو ان صفاتِ عالیہ سے متصف اور اخلاقی اور عملی لحاظ سے اس مقامِ رفیع پر فائز دیکھنا چاہتا ہے۔

الحافظین اور الحافظات :

اپنے دامنِ عصمت کو آلودہ نہیں ہونے دیتے خواہ جذبات کتنے شدید ہوں اور ماحول کتنا رُومان انگیز ہو۔ یہ اپنے ربِّ کریم کی حکم عدولی کی جراءت نہیں کرتے۔ مُدعا یہ بھی ہے کہ ان تمام ذرائع سے کلیۃً اجتناب کرتے ہیں جو اس فعلِ بد کے ارتکاب کا ذریعہ یا محرک بنتے ہیں۔

ذاکرین اور ذاکرات :

مسلمان مَرد اور عورت کی سب سے اہم اور جامع صفت یہ ہے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کا شوق کبھی مدہم نہیں پڑتا۔ سوتے، جاگتے، اُٹھتے، بیٹھتے، لین دین کرتے ہوئے، ہل چلاتے ہوئے، دفتر میں اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے غرضیکہ زندگی کی ہر ضرورت کو پورا کرتے ہوئے وہ اپنے رَبّ کی یاد میں کوشاں رہتے ہیں۔

جس اُمت کے مَرد و زن کا یہ کردار ہو اور جس معاشرہ میں ان اخلاقی قدروں کی بالا دستی ہو وہ اُمت کتنی عظیم ہوگی اور وہ معاشرہ کتنا پاکیزہ ہوگا۔

اس آیت میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ پاکدامنی کے ساتھ یادالٰہی میں زندگی گذارنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرعظیم تیار کررکھا ہے۔ اجر سے مُراد دُنیا کی برکتیں اورآخرت کی نعمتیں ہیں۔ جب کہ مغفرت سے مُراد یہ ہے کہ پاکدامن شخص سے ہونے والی دوسری غلطی کوتاہیوں کو اللہ تعالیٰ جلدی معاف کردے گا۔ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ جو طالبِ علم پڑھائی میں لائق اور محنتی ہوتا ہے اُستاذ اُس کی دوسری کوتاہیوں کو نظرانداز کردیتا ہے۔ اَجر کے ساتھ عظیم کا لفظ نشاندہی کررہا ہے کہ پاکدامنی پر ملنے والا انعام عام معمول سے زیادہ ہوتا ہے، ویسے بھی دستور یہی ہے کہ بڑے لوگ جس چیز کو بڑا کہہ دیں وہ واقعی بہت بڑی ہوتی ہے۔ یہاں تو پَروردگارِ عالم پاکدامنی پر ملنے والے اجر کو بڑا کہہ رہا ہے تو واقعی وہ انعام بہت بڑا ہوگا۔ مبارکباد کے لائق ہیں وہ خوش نصیب ہستیاں جو پاکدامنی کی زندگی گذار کر ایسے اجر کی مستحق بن جاتی ہیں۔

فلاح کامل کی خوشخبری : اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

﴿قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ﴾ (المؤمنون/۱)

بیشک دونوں جہاں میں بامُراد (دُنیا وآخرت میں مکمل کامیاب) ہوگئے ایمان والے۔ وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں عجز ونیاز کرتے ہیں۔ اور وہ جو ہر بیہودہ اَمر (بُرے کام سے) مُنہ پھیرے ہوتے ہیں۔ اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں (عِفت وعصمت) کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اسلام میں ایسا بھی نہیں کہ نفسانی خواہشات کی تکمیل کلیۃً ممنوع ہو اور مسلمان جوگیوں، راہبوں اور سنیاسیوں کی طرح شادیوں ہی سے کنارہ کش ہو جائیں۔ اور ایسا بھی نہیں کہ مست ہاتھی کی طرح لوگوں کی آبروئیں برباد کرتے رہیں اور انسانی معاشرہ کو لاعلاج بیماریوں کے تحفے دیتے رہیں اور نئی نئی الجھنیں پیدا کر کے سوسائٹی کے اَمن اور اُس کی سلامتی کو زِیروزَبر کرتے رہیں۔

اس آیت مبارکہ میں دونوں جہاں میں بامُراد (دُنیا و آخرت میں مکمل کامیاب) ہونے والے مومن کی چند صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں سے ایک صفت پاکدامنی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پس فلاحِ کامل پاکدامن لوگوں کو ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ عربی زبان میں فلاح کہتے ہیں ایسی کامیابی کو جس کے بعد ناکامی نہ ہو۔ ایسی خوشی کو کہ جس کے بعد غمی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسی عزت ملنے کو جس کے بعد ذِلّت نہ ہو **فطوبی لمن له هذا المقام**

عورتوں کو جہاد میں شریک ہونے کا ثواب :

بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عورتیں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ ! مرد ساری فضیلتیں لے گئے۔ جہاد میں شرکت کا شرف بھی صرف انہیں نصیب ہوتا ہے۔ کیا کوئی عمل ایسا ہے جو ہم کریں اور ہمیں مجاہدین کا درجہ حاصل ہو؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو عورت اپنے گھر میں بیٹھے گی اُسے مجاہدین فی سبیل اللہ کا درجہ ملے گا۔ (روح المعانی)

بن بُلائے مہمان بننے کی ممانعت :

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔــلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ (الاحزاب/۵۳)

اے ایمان والو ! نہ داخل ہوا کرو نبی کریم ﷺ کے گھروں میں بجز اس (صورت) کے کہ تم کو کھانے کے لیے آنے کی اجازت دی جائے (اور) نہ کھانا پکنے کا انتظار کیا کرو۔ لیکن جب تمہیں بُلایا جائے تو اندر چلے آؤ پس جب کھانا کھا چکو، تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور نہ وہاں جا کر دِل بہلانے کے لئے باتیں شروع کر دیا کرو۔ تمہاری یہ حرکتیں (میرے) نبی کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ پس وہ تم سے حیاء کرتے ہیں (اور چُپ رہتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے میں حیاء نہیں کرتا۔ اور جب تم (نبی کریم ﷺ کی بیویوں سے) کوئی استعمالی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ یہ تمہارے دِلوں اور اُن کے دِلوں کے لیے نہایت پاکیزگی کا باعث ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن)

حکم پَردہ نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے کہ لوگوں کا ایک دوسرے کے گھروں میں آنا جانا عام تھا۔ ان کا یہی طریقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی تھا کہ جو چاہتا، بلا اجازت حضور ﷺ کے گھروں میں آتا جاتا تھا بالخصوص کھانے کے اوقات میں اُن کا یہ معمول تھا کہ آکر بیٹھ جاتے تھے، کھانا پکنے کا انتظار کرتے رہتے تھے

کہ وہ دن غربت وافلاس کے تھے۔ اکثر غلام بھوکے ہوا کرتے تھے۔ آقا کے گھر پر کھانا کھانے کے لئے آنا کوئی شرم کی بات نہ تھی کہ غلاموں کو اگر آقا کے دَر سے روٹی نہ ملے تو کہاں جائیں۔ پس جونہی انہیں خبر ہوتی کہ آج ہمارے آقا کے گھر میں چولہا جلا ہے' کچھ پک رہا ہے تو وہ پہلے ہی سے جمع ہو جاتے تھے' کھانے کا انتظار کرتے رہتے اور کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہتے۔ اپنے آقا کی پیاری پیاری باتیں سُنتے رہتے تھے جس سے بعض اوقات حضور ﷺ کو تکلیف ہوا کرتی تھی کہ آپ کوئی دوسرا کام نہ کر پاتے یا اپنے اہل خانہ کے ساتھ بلا تکلف نہ بیٹھ پاتے تھے۔ شریعت مطہرہ حضور ﷺ تو درکنار کسی کی زندگی میں بھی ایسی مداخلت کی متحمل نہیں ہوسکتی لہذا بوسیلۂ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری اُمت کے لئے یہ حکم جاری کر دیا گیا۔ اگر تمہیں کھانے کے لئے بُلایا جائے تو آؤ۔ بلا بلائے مہمان نہ بنو۔ نیز وقت پر آؤ اور جب کھا چکو تو صاحب خانہ کی دیگر ضروریات کا احساس کرو اور فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ سوائے اس کہ کہ کبھی کھانے کے بعد میزبان کی طرف سے ملاقات یا گفتگو کی خواہش کا اظہار ہو۔ جیسا کہ آج کل عام طور پر ہماری محافل میں طریقہ ہے کہ کھانے کے بعد لوگ کچھ دیر جمع رہتے ہیں اور اس موقع کو باہمی بات چیت اور مسائل ومعاملات پر تبادلہ خیال کا موقع بنا لیتے ہیں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ میزبان اور اس کے اہل خانہ کو تکلیف نہ ہو۔ جیسا کہ اس زمانہ میں ہوتا تھا کہ دعوتیں چھوٹے گھروں میں ہوتی تھیں اور اہل خانہ کی طرف سے انتظار ہوتا تھا کہ مہمانوں کی ایک جماعت کھانا کھا کر جائے تو دوسری جماعت کو کھانا پیش کیا جائے یا جلدی لوگ چلے جائیں تو گھر والے اپنے دوسرے کام کریں لیکن آج کل عام طور پر ایسا نہیں۔

ہماری دعوتوں کا انتظام فنکش ہالوں یا ہوٹلوں وغیرہ میں ہوتا ہے پس اگر مہمان کچھ دیر رُکے رہیں تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی پھر بھی بہتر یہی ہے کہ جلدی چلے جانے کے حکم پر عمل کیا جائے (بلخصوص گھروں پر دعوت کا انتظام کیا جائے تو جلدی رخصت ہو جائیں)۔

یہ بات خصوصی طور پر قابل غور ہے کہ اس حکم کے نزول کی وجہ یہ بیان کی جارہی ہے کہ تمہارے دیر تک بیٹھے رہنے کی وجہ سے ہمارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف ہوتی ہے چاہے اس لئے کہ اُن کے دوسرے اہم کاموں میں غیر ضروری تاخیر ہوتی ہے یا اس لئے کہ اُن کے آرام میں خلل واقع ہوتا ہے اور ہمیں یہ پسند نہیں کہ ہمارے پیارے کو کسی بھی طرح تکلیف پہنچے۔ پس اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو میرے محبوب کی تکلیف کا احساس کرو اور کوئی عمل قصداً یا سہواً ایسا نہ کرو جو حضور ﷺ کی ایذاء کا باعث ہو۔ یہ حکم ہمیشہ کے لئے ہے کہ ہر اُمتی پر حضور ﷺ کی خوشنودی کا لحاظ کرنا لازم وضروری ہے۔ اس طرح کہ وہ نہ تو اپنی بدعملی سے آپ کو تکلیف پہنچائیں اور نہ اُن کے محبوبین' اولیاء کرام اور وارثین علماء کرام کو دُکھ دے کر بالواسطہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دُکھ نہ دیں۔

اور یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ حضور ﷺ باوجود تکلیف کے اپنے گھر آئے مہمانوں کو جانے کے لئے نہیں کہتے تھے کہ آپ کو شرم آتی تھی کہ آپ مہمانوں سے کہیں کہ اب آپ لوگ کھانا کھا چکے اب چلے جائیں جب کہ یہ مہمان کوئی غیر نہ ہوتے تھے بلکہ اپنے تھے' غلام تھے لیکن پھر بھی آپ نے مہمانوں کا احترام کیا اور اُن کی دِلجوئی کا خیال رکھا اور ہمیں بھی اسی کی تعلیم دی۔

راوی ہیں حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ کہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا 'جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے **فلیکرم ضیفه** اُسے اپنے مہمان کی

عزت کرنا چاہئے اور مہمان کو حق میز بانی تین دن اور تین رات حاصل ہے اس کے بعد میز بانی صدقہ اور خیرات ہے **ولا یحل له ان یتوی عنده حتی یحرجه** اور مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کے پاس اتنا زیادہ ٹھہرے کہ اُس کو تنگی میں مبتلا کردے'۔ (بخاری شریف)

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اُس نے دِین کی ہر بات کو واضح فرما دیا کہ وہ حق بیان کرنے سے شرم نہیں فرماتا' ورنہ دِین کے بہت سے احکام ظاہر نہ ہو پاتے' دِین نامکمل رہ جاتا اور ہم محروم ہو جاتے **فالحمد لله العظيم**

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ اس حکم کے نزول کے وقت میں خود وہاں حاضر تھا اور اس واقعہ کو میں بخوبی جانتا ہوں جو اس حکم کے نزول کا سبب بنا۔ یہ اس رات کی بات ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور آپ رخصت ہو کر حرم نبوی ﷺ میں تشریف لائیں۔ حضور ﷺ نے ہم غلاموں کو ولیمہ کی دعوت دی۔صحابہؓ آپ ﷺ کے یہاں جمع ہوئے اور کھانے سے فارغ ہو کر وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ حضور ﷺ بھی وہیں رونق افروز تھے اور آپ کے برابر ہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں جن کا شرم وحیاء سے یہ حال تھا کہ انہوں نے دیوار کی طرف اپنا رُخ کیا ہوا تھا اور سکڑ کر دیوار سے چپٹی جا رہی تھیں لیکن کسی کو حضور ﷺ کی تکلیف کا احساس نہ تھا۔ سب باتوں میں مصروف تھے بالآخر نبی مکرم ﷺ باہر تشریف لے گئے اور اپنی دیگر ازواج کے گھروں میں ہو کر واپس تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ اب تک لوگ اسی طرح بیٹھے ہیں اب بھی آپ ﷺ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو احساس ہوا اور وہ اُٹھ کر چلے گئے۔ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ باہر

تشریف لائے اور یہ آیۃ مبارکہ سُنائی جو اُس وقت نازل ہوئی تھی اور جس کے ذریعہ بواسطہ نبی مکرم ﷺ اہل ایمان کو بن بُلائے مہمان بننے یا کھانے سے فارغ ہوکر اتنی دیر بیٹھے رہنے کی جس سے اہل خانہ کو تکلیف ہو ہمیشہ کے لئے ممانعت کر دی گئی۔

حجاب کا آغاز :

﴿وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَاسۡئَلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِكُمۡ وَقُلُوۡبِهِنَّ﴾ (الاحزاب/۵۳)

اے مسلمانو ! جب تم (نبی کریم ﷺ کی بیویوں سے) کوئی استعمالی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ یہ تمہارے دِلوں اور اُن کے دِلوں کے لیے نہایت پاکیزگی کا باعث ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

اس آیت کو آیتِ حجاب کہتے ہیں جس کے نزول کے بعد ازواج مطہرات نے اپنے گھروں کے دَروازوں پر پَردے لٹکا دیئے پھر اُن کی دیکھا دیکھی دوسرے مسلمان گھرانوں میں بھی یہی طریقہ رائج ہوگیا۔ اس طرح کا حجاب کرنے سے باہر کے لوگ اندر کے لوگوں کو نہیں دیکھ سکتے تھے اور اندر کے لوگ باہر کے لوگوں کو۔

دِین اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے لہذا دِین اسلام نے حیاء کو ایمان کا حصّہ قرار دیا ہے۔ حیاء کا تقاضا ہے کہ معاشرے میں سے عُریانی وفحاشی کو یکسر ختم کر دیا جائے۔ اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا تو اجنبی عورت تک کو دیکھنے، چھونے، شہوت بھرا کلام کرنے اور دِل میں خیال جمانے کو بھی حرام قرار دیا۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ بے پردگی ہی زنا کا سبب بنا کرتی ہے اسی لئے دینِ اسلام نے عورت کو حجاب میں رہنے کا حکم دیا۔

کوئی شبہ نہیں کہ عورت اور مَرد کے میل جول کی حالت میں نفس انسانی کو بھٹکنے کا موقع ملتا ہے اور شیطان کے لئے دوسروں کو غلط فہمی میں مبتلاء کرنے کا غنیمت راستہ ہاتھ آجاتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں عورتوں پر اعتماد نہیں ہے اور مَردوں کو ہم شیطان سمجھتے ہیں بلکہ ہم عورت اور مَرد دونوں ہی کو قابلِ اعتماد اور لائق وثوق یقین کرتے ہیں مگر ساتھ ہی ہم اس کے بھی قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی سرشت میں شہوت ودیعت کی ہے۔ مَرد وعورت کی اس میں کوئی تفریق نہیں اور تاریخ کی روشنی میں ہم جانتے ہیں کہ دُشمنوں اور بدباطنوں نے پاک دامن عورت پر تہمت ڈالی ہے اور اس سے پیدا شدہ شَر وفتن بھی ہمیں معلوم ہیں، اس لئے عقل کی روشنی میں بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تدبیر اختیار کی جائے جس سے وہ راستے بند ہوجائیں جن سے ہو کر فتنہ وفساد کے چشمے اُبلتے رہتے ہیں۔

تاریخِ اخلاق یورپ نے مَرد وعورت کے باہمی میل جول کے نتائج سامنے پیش کردیئے ہیں اور خود ہمارے ملک میں کالج ویونیورسٹی کی ملی جلی زندگی نے جو تجربات فراہم کردیئے ہیں اُن کو سامنے رکھ کر عقلاً بھی پَردہ کا شرعی حکم بغیر افراد وتفریط سراپا رحمت ہے۔

دیکھو ازواج مطہرات کو اپنے گھروں میں ٹھہرنے کے لئے فرمایا گیا اور اب یہاں مسلمانوں کو ادب سکھایا جارہا ہے کہ تمہیں حضور ﷺ کے اہلِ خانہ سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پَردے کے پیچھے کھڑے ہو کر مانگو، اندر گھس آنے کی قطعاً اجازت نہیں، یہ طریقہ کار تمہارے لئے اور امہات المومنین کے لئے قلب کی پاکیزگی کا باعث ہے۔ یہاں اس تساہل کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے کہ کبھی اُستاد کی اہلِ خانہ اپنے شاگردوں

سے پَردہ کرنا ضروری نہیں سمجھتیں۔ اس آیت سے تنبیہ فرمادی کہ جب مسلمانوں کو ازواجِ طاہرات کے ہاں گھس آنے کی اجازت نہیں تو اور کون ہے جو اس رخصت کا مستحق ہو۔ شیطان کسی وقت بھی دِل میں فاسد خیال پیدا کرسکتا ہے۔ پَردے کا حکم جو تمہیں دیا گیا ہے اس میں ہرگز تساہل نہ کرو بلکہ سختی سے اس پر عمل کرو۔

امہات المؤمنین اور صحابہ کرام کی وساطت سے اُمت مسلمہ کو حکم دیا جارہا ہے کہ سب مسلمان مَرد اور عورتوں پر یہ پابندی عائد کی جاتی ہے کہ وہ غیر محارم سے پَردہ کیا کریں حتیٰ کہ اہم ضرورت کے وقت اگر کسی مَرد یا کسی عورت کو کسی سے کچھ مانگنا یا پوچھنا ہو تب بھی درمیان میں پَردہ حائل ہونا چاہئے ...... گویا بوقت ضرورت ایک دوسرے کی آواز سُننا تو جائز ہے لیکن کسی بھی وقت ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنا جائز نہیں۔

عورت کے چہرہ پر نقاب کو آج کی مہذب دُنیا میں انتہائی مکروہ اور گھناؤنی چیز سمجھا جاتا ہے اور اُسے ظلم، تنگ خیالی اور وحشت کی علامت قرار دیا جاتا ہے۔ مشرقی اقوام کی جہالت اور تمدنی پسماندگی کا سب سے بڑا سبب بھی پَردہ ہی بتلایا جاتا ہے۔اور جب کسی ملک کی ترقی کا ذکر مقصود ہو تو سرِ فہرست یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہاں سے پَردہ رخصت ہوا ہے یا نہیں؟ کیونکہ پَردہ کی موجودگی میں اس تہذیب کو اپنے کھیل کھیلنے کا موقع نسبتاً کم ہی نظر آتا ہے۔

ذوقِ بے حجابی اور شوقِ تبرج صرف چہرہ کی بے نقابی پر ہی قناعت نہیں کرتا، پہلے نقاب اُٹھتی ہے، پھر جھکی ہوئی نگاہیں آہستہ آہستہ بلند ہوتی ہیں، پھر لباس میں تخفیف ہونا شروع ہوتی ہے پھر آرائش اور بناؤ سنوار میں یہ جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ لوگ دیکھیں اور شوق قدر دانی کی نگاہ سے دیکھیں۔ ہوسنا کیوں، بے اعتدالیوں اور بُرائیوں کا یہ

سلسلہ شاخ دَر شاخ ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ جو عورت پہلی بار چہرہ کو بے نقاب کرتے ہوئے فرطِ شرم و غیرت سے پسینہ پسینہ ہوگئی تھی وہ آگے چل کر کلبوں میں غیر مَردوں سے بغل گیر ہو کر ناچتی اور تھرکتی ہے۔

پَردہ کا حکم انسدادِ فحش کے لئے ہے۔ عورت کا پَردہ بلا شبہ ایک شرعی اور دینی امر ہے اور یہ ایک ایسی مہلک اور خطرناک علّت سے بچانے کی تدبیر کے طور پر رکھا گیا ہے جو انسانیت' انسانی فرد اور انسانی سوسائٹی سب ہی کے لئے سمِّ قاتل ہے اور اس کے متعدی اثرات سے کسی بھی وقت قوم کی قوم تباہی و بربادی کے کنارے لگ سکتی ہیں۔ اس مہلک علّت کو قرآنِ مجید نے فحش سے تعبیر کیا ہے جس کا دوسرا نام بے حیائی' بے غیرتی' عریانی اور سیہ کاری ہے اور بلا شبہ اقوام کے لئے ہلاکت و بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ غرض یہ کہ پَردہ بے شمار فتنوں کا سدِّ باب کرتا ہے جو عورت کے لئے نہ تو قید و بند ہے اور نہ ہی اُس کی ترقی و آزادی میں حائل ہے بلکہ اس کی عزت و آبرو کی حفاظت اور اُسے پُرسکون باعزت زندگی فراہم کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔

ازواج مطہرات سے پَردہ کی اوٹ سے سوال کرنے کا حکم دیگر مسلم خواتین کو بھی متضمن ہے :

جس چیز کے مانگنے کا ذکر فرمایا' اس سے مُراد عام برتنے کی چیزیں ہیں جن کو لوگ عاریۃً مانگتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مُراد فتویٰ یعنی دِینی مسائل کا پوچھنا ہے' ایک اور قول یہ ہے کہ اس سے مُراد قرآن مجید کی آیات ہیں اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس سے مُراد دِین اور دُنیا کی وہ تمام چیزیں ہیں جن کی ضرورت پیش آتی ہے۔

نیز اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ مسلمان ازواج مطہرات سے پَردے کے اوٹ سے

دینی مسائل بھی معلوم کر سکتے ہیں اور دُنیاوی ضرورت کی چیزیں بھی طلب کر سکتے ہیں۔ اس اجازت میں عام مسلم خواتین بھی داخل ہیں کیونکہ عورتیں مجسم چُھپائی جانے والی جنس ہیں۔اُن کا بدن اور اُن کی آواز سب مستور ہے بلکہ واجب السَتر ہے اور سوا شہادت یا علاج کے اُن کے لیے اپنے جسم کے کسی حصّہ کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔

ہمارے زمانہ میں اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیز میں مخلوط تعلیم کا رواج ہے۔ دفتروں اور نجی اور سرکاری اداروں میں عورتیں اور مَرد ایک ساتھ کام کرتے ہیں، اُن کا آزانہ میل جول ہوتا ہے اور وہ بے تکلف ایک دوسرے کے ساتھ گپ شپ کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ اسلام میں منع نہیں ہے اور چہرے کا پَردہ اسلام میں نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں بس دِل میں پاکیزگی اور خوفِ خدا ہونا چاہئے اور پَردہ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اس آیت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حجاب میں رہنے کا حکم دیا ہے۔عورت کے چہرہ کا سَتر واجب نہیں ہے یعنی وہ چہرے کو نماز میں کھلا رکھ سکتی ہے اور محارم کے سامنے ظاہر کرسکتی ہے لیکن اجنبی مَردوں کے سامنے چہرے کو چُھپانا واجب ہے اور یہی حجاب ہے جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا ہے اسی لئے فرمایا ہے کہ جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو حجاب کی اوٹ سے مانگو حالانکہ نبی کریم ﷺ کی ازواج کے متعلق کس کے دِل میں کوئی بُرا خیال آ سکتا ہے؟

نیز فرمایا یہ تمہارے دِلوں اور اُن کے دِلوں کے لیے نہایت پاکیزگی کا باعث ہے۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ کسی کا چہرہ دیکھ کر انسان کے دِل میں اچانک اور غیر اختیاری طور پر کوئی بے ہودہ خیال آ جاتا ہے، یا کوئی ناجائز خواہش پیدا ہو جاتی ہے، اور جب تم ازواج مطہرات پر نگاہ نہیں ڈالو گے تو تمہارے دِل وَ دماغ اس قسم کے خیالات اور خواہشوں سے محفوظ رہے گا۔

عورت کے سَر پر چادر اور چہرے پر نقاب :

﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۚ ذٰلِكَ أَدْنٰٓى أَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ (الاحزاب/۵۹)

اے نبی مکرم ! آپ اپنی ازواج مطہرات' اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کوحکم دیں کہ وہ (بضرورت شرعیہ گھر سے نکلتے وقت) اپنی چادروں کا کچھ حصّہ اپنے (منہ) پرلٹکائے رہیں۔ اس طرح وہ بآسانی پہچان لی جائیں گی پھرانھیں نہیں ستایا جائے گا (کوئی اُن کوایذاء نہ دے گا)۔

تمام جاہلی تہذیبوں میں خواہ شرقی ہوں یا غربی' قدیم ہوں یا جدید۔عورت کو ایک کھلونا ہی سمجھا جاتا رہا اور سمجھا جاتا ہے۔ ہوسناک نگاہیں اُس کا تعاقب کرنے میں ذرا شرم محسوس نہیں کرتیں۔ جب تک عورت اپنے حقوق سے بے خبر اور محروم تھی' اسوقت تک حکماً اُسے محفلِ رقص وسرور کی زِینت بننے پر مجبور کیا جاتا رہا اور جب اُسے اپنے حقوق سے آگاہی ہوئی تو پُرانے شکاریوں نے اُس کو پھانسنے کے لئے نیا جال بچھادیا۔ انہوں نے اپنا سارا فلسفہ اور زورِقلم اُس کو یہ باور کرانے میں صرف کردیا کہ اب تو آزاد ہے تجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ تو بَن سَنور کر سات سنگھار کرکے گھر سے نکلے۔ اس کے بعد تیرا جی چاہے تو بازاروں اور شاہراہوں پر محوِ خرام رہے' چاہے کسی ہوٹل یا شراب خانے کی آرائش میں اضافہ کرے' چاہے کسی نائیٹ کلب میں بزمِ عیش وطرب میں اپنے حُسن کی نمائش کرے' کسی کوحق نہیں پہنچتا کہ تیری اس آزادی میں روڑا اٹکائے۔

اللہ تعالیٰ جس طرح مَردوں کا خالق ہے اسی طرح عورتیں بھی اس کی مخلوق ہیں، وہ دونوں سے پیار کرتا ہے اور اُسے دونوں کی خیر خواہی مطلوب ہے۔ وہ جس طرح مَردوں کو آبرومندانہ اور باوقار زندگی گذارنے کا حکم دیتا ہے اسی طرح وہ عورت کو بھی عِفت وَعصمت اور شرم وحیاء کا پیکر بن کر رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں یہود ومشرکین کی کافی تعداد تھی جن کے اوباش نوجوان شرم وحیاء کی قدروں سے ناواقف اور فسق وفجور کے دِلدادہ تھے۔ اُن کی دوسری کمینہ حرکات کے علاوہ ایک رذیل عادت یہ بھی تھی کہ جب عورتیں اپنے گھروں سے کسی ضروری کام کے لیے نکلتیں تو وہ اُن کا دُور تک تعاقب کرتے، خصوصاً شام کے دُھندلکے میں جب مستورات قضائے حاجت کے لئے باہر جاتیں تو راستوں پر نشیبی جگہوں پر، درختوں کی اوٹ میں کھڑے ہوجاتے اور جب کوئی عورت اُدھر آنکلتی تو اُس کو پھانسنے کی کوشش کرتے۔ یہ اُن کے ہاں عام دستور تھا اس کو زیادہ معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اُن کے بڑے بوڑھے بھی ایسی حرکتوں کو جوانی کی خرمستیاں کہہ کر ٹال مٹول کر دیا کرتے۔

جب حضور نبی کریم ﷺ نے یثرب کی سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف کیا اور مسلمان خواتین کو بھی ضروری کاموں کے لیے گھر سے نکلنا پڑتا تو وہ اوباش یہی رذیل حرکتیں کرتے۔ اگر انہیں ٹوکا جاتا، تو وہ کہتے ہم پہچان نہیں سکے کہ یہ مسلم خاتون ہے ورنہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم ایسا کرتے۔ چنانچہ مسلمانوں نے اپنی اس تکلیف کا تذکرہ بارگاہِ رسالت میں کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اے نبی مکرم ! آپ اپنی ازواج مطہرات، اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیں کہ وہ (بضرورت شرعیہ گھر سے نکلیں تو بڑے باوقار اور آبرومندانہ طریقہ سے نکلیں) ایک بڑی چادر سے اپنے آپ کو اچھی طرح لپیٹ لیا کریں، پھر اس کا ایک پلّو اپنے چہرے پر ڈال لیا کریں تاکہ دیکھنے والوں کو پتہ چل جائے کہ یہ مسلمان خاتون ہے اس طرح کسی بدباطن کو تمہیں ستانے کی جرأت نہ ہوگی۔

حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں :

خالقِ کائنات نے اپنی پاک کتاب میں رسول کریم کی صاحبزادیوں کا ذکر فرمایا ہے ارشاد خداوندی ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ﴾ (الاحزاب/۵۹)

اے نبی مکرم! آپ فرمایئے اپنی ازواج مطہرات کو اپنی صاحبزادیوں کو اور تمام اہلِ ایمان کی عورتوں کو کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) ڈال لیا کریں اپنے اُوپر اپنی چادروں کے پلو۔

مذکورہ بالا آیتِ مقدسہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی صاحبزادیاں ایک سے زیادہ ہیں۔ یاد رہے کہ آیت میں ازواج النبی (نبی کی بیویاں) بنات النبی (نبی کی بیٹیوں) نساء المؤمنین (مومنوں کی عورتوں) کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔ لفظ بنات، بنت کی جمع ہے اور عربی زبان میں جمع کا صیغہ دو سے زیادہ پر بولا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے اہلِ یقین کا یہ عقیدہ کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ہے اور روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔

یہ وہ حقیقت ہے جس کا کوئی بھی ذی ہوش اور صاحبِ علم انکار نہیں کرسکتا' کتب سیر میں کثرت سے احادیثِ رسول ﷺ میں واضح طور پر' بلکہ شیعہ حضرات کی بعض کتب میں بھی موجود ہے کہ سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔

ضیاء الامت تفسیر ضیاء القرآن میں رقمطراز ہیں کہ یہاں حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کا جب ذکر آیا تو قرآن نے بنت (ایک صاحبزادی) نہیں کہا بلکہ جمع کا لفظ بنات استعمال کیا۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضور کی ایک صاحبزادی نہ تھی بلکہ متعدد صاحبزادیاں تھیں۔

پَردہ کا حکم حضور نبی کریم ﷺ کی جمیع ازواج مطہرات' صاحبزادیوں اور اہل اسلام کی تمام خواتین کے لئے ہے۔ قرآن مجید کی یہ صریح عبارت بتلا رہی ہی کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اور صاحبزادیاں زیادہ ہیں' ایک نہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کی عورتیں بے شمار ہیں۔

عبارۃ النص کو چھوڑ کر اس میں تاویل وتوجیہ کرنا قرآن مجید کے واضح مضمون کا صاف انکار ہے جو مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔

آیت میں 'ازواج وبنات' اور 'نساء' تینوں صیغے جمع کے مذکور ہیں اور جمع کے معنی میں ہی یہاں مستعمل ہیں۔ اگر ان تینوں میں سے ایک مثلاً 'بنات' کو واحد کے معنٰی میں مُراد لیا جائے اور تعظیماً جمع کی تاویل کر دی جائے تو اس تاویل کی بناء پر ایک دوسرا شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ بھی ایک ہی تھی اور قرآن میں جہاں جمع کے صیغے کے ساتھ ازواج کے الفاظ وارد ہوئے ہیں مثلاً '**وازواجه امهاتهم**' اور '**قل لازواجك**' وغیرہ تو ان مقامات میں ایک زوجہ مُراد ہے اور جمع کا

صیغہ تعظیماً وارد ہوا ہے اُس کا یہ استدلال جس طرح سو فیصد غلط ہے اسی طرح بنات طاہرات کے حق میں آیت مذکورہ سے ایک دختر کی تاویل کرنا اور جمع کے صیغہ کو تعظیماً بتانا بھی دُرست نہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ کسی مسئلہ کو نص صریح سے ماخوذ کرنا اس کے استنباط کرنے سے مقدم ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں کے تعدد اور ایک سے زیادہ ہونے کا مسئلہ قرانی نص سے صریحا ثابت ہے یہاں کسی تاویل اور استنباط سے ثابت کرنا دُرست نہیں۔

شیعہ کی معتبر کتابوں میں بھی اس بات کی تصریح ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور نبی کریم ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھی' یہاں فقط دو حوالے پیش کرتا ہوں۔اصولِ کافی جو اسی فرقہ کی معتبر ترین کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں: **وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم ورقيه وزينب وام كلثوم وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر وفاطمة عليها السلام** حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی جب کہ حضور کی عمر مبارک پچیس سال کے قریب تھی اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی: بعثت سے پہلے رقیہ' زینب اور ام کلثوم اور بعثت کے بعد طیب' طاہر اور فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں۔ (اصول کافی ج اول ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران)

اُن کی دوسری کتاب حیٰوۃ القلوب میں علامہ مجلسی رقمطراز ہیں: در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب (حیٰوۃ القلوب/۸۳۳)

قریب الاسناد میں معتبر سند سے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی: طاہر' قاسم' فاطمہ' ام کلثوم' رقیہ اور زینب (تفسیر ضیاء القرآن)

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب فروع کافی کتاب العقیہ باب فضل البنات مطبوعہ تہران جلد دوم صفحہ ۸۲ میں ہے: **عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال کان رسول اللہ** ﷺ **ابا بنات** یعنی سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضور بھی کئی لڑکیوں کے باپ تھے۔

جارُود بن منذر جو لڑکی پیدا ہونے پر اُسے معیوب خیال کرتا تھا تو امام جعفر صادق نے فرمایا: **قد کان رسول اللہ** ﷺ **ابا بنات** رسول اللہ ﷺ بھی کئی لڑکیوں کے باپ تھے۔ (ایضاً فروع کافی ج ۲ ص ۸۲ بحوالہ القول المقبول فی بنات الرسول ص ۶)

القول المقبول فی بنات الرسول کے صفحہ ۲۰ پر شیعہ حضرات کی مشہور ترین کتاب 'تحفۃ العوام' مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۱۲۳ اور 'تہذیب الاحکام' جلد اول صفحہ نمبر ۲۸۴ کے حوالہ سے لکھا ہے: **اللھم صل علی القاسم والطاہر ابنی نبیك اللھم صل علی رقیہ بنت نبیك اللھم صل علی ام کلثوم بنت نبیك والعن من اذیٰ نبیك فیھا** اے اللہ رحمت نازل فرما سیدنا قاسم و طاہر اپنے نبی کے فرزندوں پر اور اے اللہ رحمت فرما سیدہ رقیہ اور ام کلثوم اپنے نبی کی بیٹیوں پر اور لعنت کر اُن پر جو ایذاء دیتے ہیں تیرے نبی کو اُن کے بارے میں۔

خیال رہے کہ مصنف تحفۃ العوام نے جو لکھا ہے اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ جو شخص رقیہ و ام کلثوم کو حضور سرور عالم ﷺ کی حقیقی بیٹیاں ہونے سے انکار کر کے سَرکار علیہ السلام کو اذیت پہنچائے تو اے رب العزت اس پر لعنت کر۔

ایک شبہ کا ازالہ: بعض لوگ دانستہ طور پر ان حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے لایعنی تاویلات اور ناپختہ قیاس سے کام لیتے ہوئے اپنے باطل نظریات کو چُھپانے کی خاطر یہ کہہ دیتے ہیں کہ مذکورہ آیت میں نبی پاک کی سوتیلی بیٹیوں کو مجازاً بنات کہا گیا ہے۔ حالانکہ سوتیلی بیٹیوں کے لئے قرآن مجید میں لفظ ربائب (جو ربیبہ کی جمع ہے) استعمال ہوا ہے **وربائبکم الّتی فی حجورکم** بنات استعمال نہیں ہوا اور ارباب علم و دانش اس بات کو پوری طرح جانتے ہیں کہ کلام الٰہی کے سامنے انسانی قیاس کی کوئی وقعت نہیں اور حقیقت کے سامنے مجاز کی کوئی حقیقت نہیں۔

ہر ذِی عقل کے لئے یہ امر قابلِ غور ہے کہ حضور سَرورِ عالم ﷺ کی صرف ایک صاحبزادی سیدہ فاطمہ بتول سلام اللہ علیہا کو تسلیم کرنا اور دیگر صاحبزادیوں کا انکار کرنا ظلم عظیم ہے۔ وہ اس طرح کہ اُمت کی بیٹیوں کو آپ کی بیٹیاں کہہ دینے میں کوئی خاص حرج نہیں کیونکہ وہ روحانی اولاد تو ہیں ہی مگر آپ کی اولاد کو غیر کی اولاد قرار دینا 'نعوذ باللہ' اس اولاد کی بھی بے حرمتی و تنقیص ہے اور سَرکارِ دو عالم ﷺ کی حرمِ محترم کی بھی اور خود نبی اکرم ﷺ کے لئے بھی اذیت رسانی کا باعث ہے اور قرآن وحدیث کے ساتھ بھی مذاق ہے۔

قرآنِ عزیز میں نہایت واضح اور غیر مبہم انداز میں ارشاد موجود ہے کہ اُن کو اُن کے باپوں کی نسبت سے پُکارو۔

قرآنی فیصلہ : ﴿**اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآءِهِمۡ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ**﴾ (الاحزاب)

بلاؤ لے پالکوں کو اُن کے باپوں کی طرف نسبت کر کے، یہی انصاف ہے اللہ کے ہاں۔

اس آیتِ مبارکہ میں دورِ جاہلیت کے ان قبیح رسم ورواج کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنا متبنّیٰ بنالیتا یا کسی یتیم کی پرورش کیا کرتا تو اسے اُن کا باپ کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس عادت سے منع فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ یہ ارشادفرمارہا ہے کہ تم انہیں اُن کے باپوں کی نسبت سے پُکارو، یہی بات اللہ کے نزدیک سچ اور انصاف کی ہے، تو پھر یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ احکم الحاکمین ایسی لڑکیوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی بیٹیاں فرمائے جو دراصل حضور ﷺ کے خون سے نہ تھیں۔

معمولی سے معمولی شعور رکھنے والا غیرت مند انسان اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ کسی کی اولاد کو کسی غیر کی طرف منسوب کیا جائے تو اسے نہایت دُکھ پہنچتا ہے اور وہ اس بات کو اپنے لئے غیر معمولی ہتک وتوہین تصور کرتا ہے وہ لوگ جو حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں وہ اپنے اس بے ہودہ نظریہ پر نظر ثانی کریں اور ایسی باتیں نہ کریں جن سے حضور اکرم ﷺ کو اذیت پہنچے اور جو شخص حضور ﷺ کو اذیت پہنچاتا ہے وہ لعنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿**إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا**﴾ (الاحزاب) بے شک جو لوگ ایذاء پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو اللہ تعالیٰ کی اُن پر لعنت ہے دنیا وآخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے تیار کررکھا ہے اُن کے لئے دردناک عذاب۔

خیال رہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا اذیت ہوسکتی ہے کہ حضور ﷺ کی اولاد پاک کو آپ سے جُدا کر کے دوسروں کی طرف منسوب کیا جائے۔

جلباب بڑی چادر :

اس آیت مبارکہ میں جو لفظ استعمال ہوا ہے جلابیب جمع ہے جلباب کی جس کے معنٰی بڑی چادر کے ہیں جو سارے جسم کوڈھانپ لے **انــــه الثـوب الـذی یستر جمیع البدن** (جو کہ دوپٹے کے اُوپر اُوڑھی جاتی ہے)۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جلباب اس لمبی چادر کو کہتے ہیں کہ جس میں عورت سَر سے پیر تک مستور (چھپ) جائے۔

علامہ زمخشری ﴿**یدنین**﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **یـرخینها علیهن ویـغطین بها وجوههن واعطافهن** یعنی اپنی چادروں کو اپنے اُوپر ڈال لو' اپنے چہروں اور کندھوں کو چادر سے چُھپا لو۔ علامہ زمخشری کے اس قول سے معلوم ہوگیا کہ لغوی طور پر بھی ﴿**یـدنین علیهن**﴾ کا یہ مفہوم ہے کہ چادر کو اپنے اُوپر اس طرح ڈالا جائے کہ سارا جسم ڈھک جائے' کندھے اور چہرہ بھی برہنہ نہ رہے۔

علامہ ابوحَیان لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں اندلس میں مسلمان خواتین اس طرح پَردہ کرتی ہیں کہ سارا چہرہ چُھپا ہوا ہوتا ہے صرف ایک آنکھ کھلی ہوتی ہے **وکذا عادة بلاد الاندلس لایظهر من المرأة الا عینها الوحده** (بحر)

اگر عورتیں اس طرح چادر اوڑھ کر چہرہ ڈھانک کر باہر نکلیں گی تو انہیں دُور سے پہچان لیا جائے گا کہ یہ عِفت مآب اور عصمت شعار مومنہ ہے۔ کسی کو جرأت نہیں ہوگی کہ اس کی طرف بُری نظر اُٹھا کر دیکھ سکے۔ نیز اگر عورت شرم وحیاء کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور بن سنور کر باہر نہ نکلے' اپنے لباس' اپنی چال سے کسی کو دعوتِ نظّارہ نہ دے تو کسی کو مجال نہیں ہوتی کہ وہ اس کی طرف ہوسناک نگاہوں سے دیکھے۔

اس جملہ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا گیا کہ اگر تم اسطرح چادر اُوڑھ کر نکلو گی تو تمہارے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرے گا اور تم ہر قسم کی اَذیت سے بچ جاؤ گی۔ اسلام نے پَردہ اور شرم وحیاء کے جو اُصول تمہیں بتائے ہیں اُن پر عمل کرنے سے تمہارا ہی بھلا ہوگا۔

جب عورتیں اپنے چہرے کا بھی پَردہ کریں گی تو یہ پتہ چل جائے گا کہ یہ شریف زادیاں ہیں اس طرح لوگوں کو جرأت نہ ہوگی کہ کوئی اُن کو چھیڑے یا ستائے۔

چہرے کا پَردہ :

امام ابن جریرؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کی بناء پر اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنی چادروں سے سَر کو اور چہرے کو اس طرح ڈھانپ لیں کہ فقط ایک آنکھ کھلی رہے۔ (جامع البیان)

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں آزاد عورتیں اور باندیاں چہرہ کھول کر باہر نکلتی تھیں اور فساق اور فجار اُن کے پیچھے دوڑتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے آزاد عورتوں کو چادر سے چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا۔ (تفسیر کبیر)

دورِ نبوی سے لے کر آج تک دِیندار گھرانوں میں عورتوں کا یہی معمول رہا ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں کو بھی عورتیں غیروں سے چھپائیں۔ اس دعویٰ کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ منکرین حجاب (غیر مقلد ناصر الدین البانی) کو اس طرزِ عمل کے خلاف باقاعدہ جہاد اور اجتہاد کرنے کی ضرورت محسوس ہورہی ہے۔

یہ تو ایک کھلی ہوئی بدیہی بات ہے کہ احکام حجاب نازل ہونے سے پہلے مسلمان عورتیں جب کسی ضرورت کی بناء پر گھر سے باہر نکلتی تھیں تو چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ اُن کا سارا جسم مستور (چُھپا ہوا) ہوتا تھا۔ اب سورۂ احزاب میں احکام حجاب نازل ہونے کے بعد بھی اگر مسلمان عورتیں اسی طرح کھلے منہ پھرتی رہیں یا اُن کا اسی طرح کھلے منہ پھرنا جائز ہوتا تو احکام حجاب نازل ہونے کا کیا ثمرہ مرتب ہوا اور آیات حجاب کو نازل کرنے سے کیا مقصد حاصل ہوا؟ اس لیے لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آیاتِ حجاب میں عورتوں کو اپنے منہ اور ہاتھوں کو چُھپانے کا حکم دیا ہے اور حجاب' سَتر سے زائد چیز ہے۔ سَتر' عورت کے جسم کے اس حصّہ کو چُھپانا ہے جس کو شوہر کے سوا کسی اور شخص کے سامنے ظاہر نہیں کیا جا سکتا اور یہ ہاتھوں اور چہرے کے سوا عورت کا سارا جسم ہے۔ عورت اپنے محارم (باپ' بھائی ...... وغیرہ) کے سامنے صرف چہرہ اور ہاتھ ظاہر کر سکتی ہے اور باقی جسم چُھپائے گی اور حجاب کا تقاضا یہ ہے کہ عورت' غیر محرم اجنبیوں کے سامنے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو بھی چھپائے گی' چونکہ پہلے مسلمان عورتیں اور ازواج مطہرات اجنبی مَردوں کے سامنے چہرے کو نہیں چُھپاتی تھیں اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مضطرب رہتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے آیاتِ حجاب نازل کر دیں تو ازواج مطہرات اور عام مسلمان عورتوں نے اجنبی مَردوں سے اپنے چہروں کو حجاب میں مستور کر لیا۔

اگر عقلاً بھی اس بات کا جائزہ لیا جائے تو چہرے کو دیکھ کر ہی پسند یا ناپسند کا اعتبار ہوتا ہے۔ عورت کا چہرہ ہی وہ چیز ہے جو مَرد کے لئے عورت کے تمام بدن سے زیادہ پُرکشش ہوتا ہے۔ اگر چہرہ کو ہی حجاب سے مستثنیٰ قرار دیا جائے تو پھر حجاب کے دوسرے احکام کا فائدہ کیا ہے' مثلاً جب لڑکی کا رشتہ لینے کے لئے جاتے ہیں تو

چہرے کو دیکھ کر ہی پسند یا ناپسند کیا جاتا ہے۔ آپ اپنی شادی سے بیشتر اپنی ہونے والی بیوی کی شکل وصورت دیکھنا چاہتے ہیں۔اب اگر آپ کو اس لڑکی کا چہرہ نہ دِکھایا جائے اور باقی تمام بدن ہاتھ پاؤں وغیرہ دِکھلا دیئے جائیں تو کیا آپ مطمئن ہوجائیں گے؟ اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اس لڑکی کا آپ کو صرف چہرہ دِکھلا دیا جائے اور باقی بدن نہ دِکھایا جائے۔اس صورت میں آپ پھر بھی بہت حد تک مطمئن نظر آئیں گے۔ پھر جب یہ چیزیں روزمرہ تجربہ اور مشاہدہ میں آرہی ہیں تو پھر آخر چہرہ کو حجاب سے کیونکر خارج کیا جاسکتا ہے۔

عورت سَر سے پاؤں تک پوشیدہ رکھنے کی چیز ہے۔ انصاف سے بتائیے کہ اُس کا چہرہ اور ہاتھ و پاؤں کا کھلا رہنا کیونکر گوارا ہوسکتا ہے۔

انسان کو جو چیز سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے وہ چہرہ ہی ہے۔جس طرح کتاب کی فہرست (Index) دیکھ کر کتاب کے مضمون کا اندازہ ہوتا ہے اسی طرح چہرے کو دیکھ کر شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ چہرہ دماغ کا انڈکس ہوتا ہےFace is index of mind لہذا کسی شخص کے چہرے کو دیکھ کر اس کی پوری شخصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے شرم وحیاء' نیکی بدی' غم وخوشی کا اندازہ چہرے سے ہی ہوجاتا ہے لہذا چہرے کا چُھپانا ضروری ہے۔ چہرہ ہی سب سے زیادہ محل فتنہ ہے لہذا چہرے کو پَردے سے مستثنٰی کرنا جہالت اور گمراہی کی دلیل ہے۔ اسی لئے شعراء بھی چہرہ ہی کو زیادہ تر اشعار میں باندھتے ہیں مثلاً اُس کا چاند سا چہرہ ہے' اُس کے رخسار گلاب کے پھول ہیں' ہونٹ گلابی ہنستا چہرہ' کالی کالی آنکھیں' مسکراتا چہرہ' ہونٹوں پر ہنسی' گورے گورے گال' رُوپ تیرا سہانا' گورا گورا مکھڑا' گال پر کالا تِل' شیریں لب' آنکھیں تیری کتنی حَسیں' رُخ سے ذرا نقاب اُٹھاؤ' چودھویں کا چاند' زلفیں تیری' بالوں کی چھاؤں میں ...... وغیرہ۔

آج بھی یہی طریقہ ہے جو عورت پَردہ میں باہر نکلتی ہے وہ کسی شخص کی ہوا و ہوس کا نشانہ نہیں بنتی' اُس پر کوئی بُری نظر نہیں ڈالتا۔ نہ کوئی آواز و فقرے کستا ہے اور نہ ہی اُس کا پیچھا کرتا ہے۔ اور جو عورت بے پَردہ تنگ اور چست لباس پہن کر میک اپ و سنگھار کے ساتھ بن سَنور کر' خوشبو و پرفیوم میں گھر سے سج دھج کر نکلتی ہے وہ تمام ہوسناک نگاہوں کا ہدف بنتی ہے' ہر طرف سے بدنگاہی کے شیطانی تیر چلتے رہتے ہیں۔ اوباش لوگ اُس پر آوازے کستے ہیں اور چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں کہ آیئے' آپ کا انتظار تھا۔ بسا اوقات اُس کی عزت لُٹ جاتی ہے۔ العیاذ باللہ۔ ان لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ اسلام' عورت کو پَردے کی بوبو بنانا چاہتا ہے ! مغربی ممالک میں جہاں کوئی پَردہ ہے نہ کوئی حدود و قیود ہیں لڑکیاں نیم عریاں لباس میں برسرِ عام پھرتی ہیں اور راہ چلتے برسرِ عام مَرد اور عورت بوس و کنار کرتے ہیں۔ پارکوں اور تفریح گاہوں میں بغیر کسی پَردے اور حجاب کے حیوانوں کی طرح مَرد اور عورتیں ہم آغوش ہوتے ہیں اور جنسی عمل کرتے ہیں۔ ایک لڑکی کئی بوائے فرینڈز رکھتی ہے۔ دفتروں' کارخانوں' ہوٹلوں اور سیرگاہوں میں ہر جگہ مَرد اور عورت ساتھ ساتھ رہتے ہیں اور ایک ساتھ کام کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں ناجائز بچوں سے اُن کی سڑکیں بھری رہتی ہیں اور ہسپتالوں میں اسقاطِ حمل کرانے والی عورتوں کی بھرمار رہتی ہے اور اس جنسی بے راہ روی سے اُن کا ذہنی سکون جاتا رہتا ہے اور وہ لوگ مالیخولیائی کیفیات میں مبتلاء ہو جاتے ہیں پھر وہ سکون اور نروان کی تلاش میں سستے نشوں کی تلاش میں پھرتے ہیں۔ پہلے وہ اپنے آپ کو شراب میں ڈبو دیتے تھے لیکن اس سے بھی اُن کو سکون نہیں ملا۔ اب وہ چرس' کوکین' ہیروئن' اور راکٹ کی پناہ لیتے ہیں۔ وہ ایسا تیز سے تیز نشہ چاہتے ہیں جو اُن کے ذہن کو زیادہ سے زیادہ دیر کے لئے سُلا دے'

بے حس کردے اور دُنیا ومافیہا سے بے خبر کردے۔ مغربی ممالک کی حکومتیں ان منشیات پر پابندیاں لگارہی ہیں اس کے باوجود منشیات کی کھپت بڑھتی جارہی ہے۔ پابندیوں سے کام نہیں چلے گا۔ لوگ سکون چاہتے ہیں اُن کو سکون مہیا کیجئے۔ منشیات کا سکون ناپائیدار اور عارضی ہے۔صحت کے لئے تباہ کن ہے۔حقیقی سکون صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت میں ہے۔

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ (الانعام/۵۲) جو لوگ ایمان لائے اور ایمان کے ساتھ انہوں نے گناہ نہ کئے (یعنی اسلامی احکام کی مخالفت اور ان سے بغاوت نہیں کی) انہی کے لیے اَمن اور سکون ہےاور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جنسی بے اعتدالی اور بے راہ روی انسان کے ذہنی سکون کوختم کر دیتی ہےاس لئے اگر ہم دُنیا کو ذہنی سکون فراہم کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو جنسی بے راہ روی اور بدچلنی کوختم کرنا ہوگا اوراس کی پہلی بنیاد پَردہ اورحجاب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ﴾ (الاحزاب/۵۹) یہ پَردہ اُن کی شناخت کے بہت قریب ہے (وہ بآسانی پہچان لی جائیں گی کہ وہ آزاد اور شریف عورتیں ہیں آوارہ گروہ باندیاں نہیں ہیں) پھرانھیں نہیں ستایا جائے گا (کوئی اُن کوایذاء نہ دے گا)

چہرہ کا حجاب اور غیر مقلدین :

غیر مقلد ناصر الدین البانی نے اپنی کتاب 'حجاب المرأۃ المسلمہ (مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت۔طبع ششم) میں چہرے کے حجاب کا انکار کرتے ہوئے لکھا :

'عورت کا شرعی پَردہ یہ ہے کہ جب گھر سے باہر نکلے تو چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ اپنا تمام بدن ڈھانپ لے'۔
(حجاب المرأۃ المسلمہ/۵۳)

'برقع یا اسی طرح کی کسی چیز سے چہرہ کا پَردہ کرنا واجب نہیں ۔اگر کوئی کر لے تو بہتر ہے نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں'
(حجاب المرأۃ المسلمہ/۵۳)

'چہرہ کا پَردہ عہد نبوی میں معروف تھا مگر چہرہ کا پَردہ صرف ازواج مطہرات کے لیے تھا اور وہ کیا بھی کرتی تھیں' پھر ان کے بعد یہ چہرہ کا پَردہ صاحب فضیلت عورتوں میں بھی رائج ہو گیا'
(حجاب المرأۃ المسلمہ/۵۳)

حجاب (چہرہ چُھپانے) کے چند دلائل :

(☆) اگر عورت کا چہرہ محلِ حجاب نہیں ہے تو حجاب کے اس حکم کی ضرورت بھی کیا رہ جاتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ گھر کے باہر کھڑے ہو کر چیز مانگ لیا کرو بلکہ ﴿مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ فرمایا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ غیر محرم مَردوں سے عورت کے لیے منہ چھپانا واجب ہے۔

(☆) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت احرام کی حالت میں نہ نقاب اوڑھے اور نہ دَستانے پہنے۔ (نسائی ۔کتاب الحج)

اس حکم سے صاف واضح ہے کہ پَردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد مسلم معاشرہ میں عورتوں نے منہ اور ہاتھوں کو چُھپانا شروع کر دیا تھا جبھی تو حالتِ احرام میں رسول اللہ ﷺ نے نقاب اُوڑھنے سے منع فرمایا۔اگر چہرہ کا پَردہ رائج نہ ہوتا تو یہ حکم دینے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

(☆) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما ترکت بعدی فتنة اضر علی الرجال من النساء (بخاری شریف)

میرے بعد تمام فتنوں سے زیادہ نقصاندہ فتنہ مَردوں کے لئے عورتوں کا فتنہ ہے۔

اب یہ آپ خود دیکھ لیجئے کہ عورت کے چہرہ کھلا رکھنے سے یہ فتنہ زیادہ ہوتا ہے یا کم۔

(☆) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت پوری کی پوری سَتر ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اُسے تاکتا ہے (گھور گھور کر دیکھتا ہے تاکہ اُسے اپنا آلہ کار بنائے) اور اللہ کی رحمت سے قریب تر وہ اُس وقت ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے کسی گوشہ میں ہو۔

اس حدیث میں عورت کے تمام جسم کو 'عورۃ' کہا گیا ہے جس میں چہرہ اور ہاتھ بھی شامل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ کا پَردہ واجب ہے۔

(☆) حضور نبی کریم ﷺ نے پیام نکاح سے پہلے ایک نظر عورت کو دیکھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ اس بات کے تمام مقلدین (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) قائل ہیں۔ اگر عام طور پر عورت کے لئے چہرہ کھلا رکھنا جائز ہوتا تو پھر اس اجازت کی ضرورت کیا تھی؟ یہ رخصت کیسی اور استحباب کیسا؟

لہذا عورتوں کو چاہئے کہ اپنا چہرہ کھلا نہ رکھیں۔ حجاب یہی ہے کہ چہرہ چُھپائیں۔

(☆) یہ بات تو واضح ہے کہ امہات المؤمنین چہرہ کا پَردہ کرتی تھیں حالانکہ وہ قرآن کی نص صریح کے مطابق تمام مسلمانوں کی مائیں تھیں اور قابلِ احترام۔اُن سے بعد وفات النبی ﷺ کوئی نکاح بھی نہیں کرسکتا ہے۔گویا تمام مسلمانوں پر حرام تھیں۔ پھر اُن سے چہرہ کا پَردہ ساقط نہ ہوا تو مسلمان عورتوں سے کیسے ساقط ہوسکتا ہے؟

(☆) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حج کے دوران بھی ہم (چہرہ کے پَردہ کی رخصت کے باوجود) راہ گیروں سے پَردہ کرلیا کرتی تھیں پھر جب یہ لوگ گذر جاتے تو پَردہ اُٹھا دیا کرتی تھیں۔ اس روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نــحــن (ہم) کا لفظ استعمال فرمایا۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ کے پَردہ کا رواج صرف امہات المؤمنین تک محدود نہ تھا بلکہ پورے مسلم معاشرے میں یہ رواج پڑ چکا تھا۔

(☆) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ایـاکـم والـدخول علی النساء' فقال رجل من الانصار یارسول الله ! افرایت الحمو' فقال الحمو الموت** (بخاری۔کتاب النکاح)

خبردار ! عورتوں پر داخل نہ ہوا کرو۔ایک انصاری صحابی نے پوچھا' یارسول اللہ ﷺ! شوہر کے رشتہ دار بھی؟ آپ نے فرمایا: یہ خاوند کے رشتہ دار (دیور) تو موت ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر مسلمان عورتوں میں چہرہ کا پَردہ رائج نہ تھا تو حضور ﷺ نے کس بات سے منع فرمایا تھا اور کیوں؟ اوراس صحابی نے شوہر کے رشتہ داروں کے متعلق بالخصوص کیوں پوچھا تھا۔

دوپٹہ' اوڑھنی' چادر اور برقعہ :

ایام جاہلیت میں عورتیں سَر پر جو کپڑا ڈالتی تھیں اُن کے پلّو اپنی پشت پر لٹکا دیا کرتی تھیں ۔اس طرح اُن کی گردن' کان' سینہ وغیرہ ظاہر رہتے تھے۔اس آیت نے یہ حکم دیا کہ سَر پر جو اُوڑھو اُس کے پلّوں کو پُشت پر پیچھے نہ پھینک دو بلکہ انھیں اپنے گریبانوں پر ڈال دو تاکہ تمہارے سینے' گردن وغیرہ لوگوں کی نظروں سے چُھپ جائیں ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی اور مَردوں نے جاکر اپنی بیویوں بیٹیوں اور بہنوں کو سُنائی تو اسی وقت انھوں نے اس کی تعمیل کی اور اپنی ایک پُرانی عادت کو چشم زدن میں چھوڑ کر اطاعت وانقیاد کی ایک نادر مثال پیش کی ۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ کی بھتیجی حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں ۔انھوں نے ایک باریک (Transparent) اوڑھنی سَر پر ڈالی ہوئی تھی ۔ آپ کو یہ چیز سخت ناگوار گزری اور فرمایا **انما یضرب بالکثیف الذی یستر** اے بیٹی ! ایسی اوڑھنی اُوڑھنے کا حکم ہے جو موٹی ہو اور جس سے پَردہ کا مقصد پورا ہو۔

دُخترانِ اسلام ! ذرا خود ہی انصاف کریں کہ جو باریک (Transparent) دوپٹے' اوڑھتی ہیں اور جس طرح انہیں سَر کے بجائے اپنے کندھوں پر ڈال لیتی ہیں اور سینہ تان کر سرِ بازار چلتی ہیں ان کا یہ طریقہ کار اسلام کی تعلیمات کے کتنا منافی ہے۔

اس آیت سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ سَر' گردن اور سینہ کا چُھپانا فرض ہے۔

اِسکارف سے جھلکتے بال :

جس طرح چہرہ اور دیگر اعضاء کو ڈھانکنا ضروری ہے اسی طرح سَر کے تمام بالوں کو ڈھانپنا بھی ضروری ہے۔

معراج کی رات حضور ﷺ نے ایک منظر ملاحظہ فرمایا کہ ایک عورت بالوں سے لٹکی ہوئی تھی اور اس کا دماغ اس طرح کھول رہا ہے جس طرح پتیلی کھولتی ہے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ عورت غیر مَردوں سے اپنے بال نہیں چُھپاتی تھی۔ (درۃ الناصحین)

شرعی پَردہ پر عورت کا مذاق اُڑانا :

اگر کوئی عورت کسی دوسری عورت کا شرعی پَردے پر اس لئے مذاق اُڑاتی ہے کہ وہ پابند شریعت ہے تو شریعت کی کسی چیز کا مذاق اُڑانا حد کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ کسی بھی مسلمان عورت کو شرعی پَردے کا مذاق نہیں اُڑانا چاہئے۔ پَردے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا مذاق اُڑانا اللہ تعالیٰ پر ہنسنا ہے یہاں تک کہ ہنسی اور مذاق میں بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے اور شریعت کے حکم کو ہنسی میں نہیں اُڑانا چاہئے۔

عہدِ رسالت میں حجاب اور نقاب کے معمولات :

ہماری صحابیات رضی اللہ عنہن چہرے کا بھی پَردہ کیا کرتی تھیں۔

(☆) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (خیبر سے) مدینہ منورہ تشریف لائے اس حال میں کہ آپ نے حضرت صفیہ بنت حی (رضی اللہ عنہا) سے شادی کی ہوئی تھی۔ انصار کی عورتوں نے آ کر حضرت صفیہ

کے متعلق بیان کیا' میں نے اپنا حلیہ بدلا اور نقاب پہن کر (انہیں دیکھنے) گھر سے نکلی۔ رسول اللہ ﷺ نے میری آنکھ کو دیکھ کر پہچان لیا۔ میں (واپس) تیزی سے دوڑی' آپ نے مجھے پکڑ کر گود میں اُٹھا لیا اور فرمایا: تم نے (اُن کو) کیسا پایا؟ (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نقاب پہننے کا ذکر ہے اور یہ کہ ازواج مطہرات اور مسلم خواتین جب کسی ضرورت سے گھر سے باہر نکلتی تھیں تو نقاب پہنتی تھیں یا چادروں سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیتی تھیں۔

(☆) امام بخاری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ افک کی حدیث میں روایت کرتے ہیں:

میں اپنے پڑاؤ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ پر نیند غالب آگئی' اور میں سوگئی اور حضرت صفوان بن معطل اسلمی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے تھے' وہ رات کے آخری حصّہ میں چلے اور صبح کے وقت میرے پڑاؤ پر پہنچے تو انہوں نے ایک انسانی ہیولا دیکھا' جب وہ میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے پہچان لیا کیونکہ انہوں نے حجاب کے حکم سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ انہوں نے **انا للّٰہ وانا الیہ راجعون** پڑھا۔ اُن کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ (صحیح البخاری)

یہ حدیث اس بات کی واضح اور روشن دلیل ہے کہ احکام حجاب نازل ہونے کے بعد ازواج مطہرات چادروں سے اپنے چہروں کو ڈھانپتی تھیں۔ واللہ الحمد

(☆) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ احرام میں ہمیں کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: قمیص اور شلواریں نہ پہنو۔

عمامے اور ٹوپیاں نہ پہنو۔ البتہ اگر کسی کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن اُن کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس (ایک گھانس جس سے سرخ رنگ نکلتا ہے) سے رنگا ہوا ہو اور احرام کی حالت میں عورت نہ نقاب ڈالے اور نہ ہی دَستانے پہنے۔ (صحیح البخاری' ابوداؤد' مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں مسلم خواتین عموماً نقاب ڈالتی تھیں ورنہ حالت احرام میں نقاب ڈالنے کی ممانعت کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

(☆) حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: (عہد رسالت میں) عورتیں مساجد' بازار اور سفروں میں ہمیشہ نقاب پہن کر جایا کرتی تھیں تا کہ اُن کو مَرد نہ دیکھیں۔

(☆) حضرت شماس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ایک صحابیہ) ام خلاد رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے بیٹے کا حال دریافت کرنے آئیں جو کہ جنگ میں شہید ہو گئے تھے تو نقاب پہنی ہوئی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے اُن کی اس استقامت پر تعجب کیا کہ نقاب پہن کر آپ اپنے بیٹے کا حال دریافت کرنے آئی ہیں۔ اُن صحابیہ نے فرمایا: میرا بیٹا مرا ہے میری حیاء نہیں مری (میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے اپنی حیاء نہیں کھوئی) (ابوداؤد)

(☆) عہد رسالت میں عورتوں کے حجاب اور نقاب پہننے کے معمول اور رواج پر یہ واقعہ بھی دلیل ہے کہ علامہ زرقانی نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کی ایک عورت چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے بنوقینقاع کے بازار میں گئی' یہودیوں نے اُس کا چہرہ کھولنا چاہا۔ اُس عورت نے انکار کیا' انھوں نے اُس کی چادر کو پیچھے سے کسی چیز کے ساتھ اس طرح اٹکا دیا کہ جب وہ اُٹھی تو اُس کا چہرہ کھل گیا۔ اس کے نتیجہ میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جنگ ہوئی اور غزوۂ قینقاع واقع ہوئی۔ (شرح مسلم شریف)

پس اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح جسم کا پَردہ ضروری ہے اسی طرح چہرے کا پَردہ بھی ضروری ہے۔

عہدِ توریت میں نقاب اور حجاب کا معمول :

اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب میں بھی حجاب اور نقاب کے ساتھ گھروں سے باہر نکلنے کی ہدایت کی جاتی تھی۔ (شرح مسلم شریف)

پَردے کے احکام پر احوال وظروف کی اثر اندازی :

پَردے کے احکام پر۔ خواہ وہ سَتر سے تعلق رکھتے ہوں یا حجاب سے۔ ماحول کا بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔ اگر حالات ایسے پیدا ہو جائے کہ عورت اور مَرد کے درمیان فحاشی و بدنظری کے امکانات کسی ہیبت' آفت و مصیبت' حادثہ یا تکلیف' بھیانک تباہی و بَربادی کی وجہ سے ختم ہو جائیں تو پَردے کے احکام بھی ختم ہو جائیں گے .... اور جوں جوں یہ امکانات زیادہ ہوتے جائیں گے' اسی نسبت سے پَردے کے احکامات بھی شدّت اختیار کرتے جائیں گے۔ اب احکام پَردہ کی اس حکمت کے نقطہ نظر سے درج ذیل مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

روزِ قیامت :

ہیبت' مصیبت اور سختی کے لحاظ سے قیامت کا دن سب سے سخت ہوگا لہذا وہاں پَردہ اور اُس کے احکام تو دَرکنار کسی کا لباس تک بھی نہ ہوگا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بن ختنہ اکٹھے کئے جاؤ گے تو میں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! مَرد اور عورت ایک دوسرے کے سَتر کو دیکھیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ ایسا سخت معاملہ ہوگا کہ ان باتوں کا کسی کو خیال بھی نہ آئے گا۔ (بخاری شریف، باب الحشر)

قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿اَلْقَارِعَةُ ۙ مَاالْقَارِعَةُ ۚ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالْقَارِعَةُ ۗ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۗ﴾

دِل دہلانے والی، کیا ہے وہ دِل دہلانے والی، اور آپ کیا سمجھے وہ دل دہلانے والی کیا ہے، (وہ قیامت ہے) جس دن سب لوگ پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہوجائیں گے اور پہاڑ ہوجائیں گے دُھنی ہوئی رنگ برنگی اُون کی طرح۔

دورانِ جنگ، خونریز فسادات، قتلِ عام، بھیانک لڑائیاں:

اس دُنیا میں سب سے زیادہ سختی اور تنگی کا وقت لڑائی کا وقت ہوتا ہے جس میں ہر انسان موت سے کھیل رہا ہوتا ہے اور ہر ایک کی جان پر بنی ہوتی ہے لہذا ایسے مواقع پر حجاب کے احکام تو درکنار سَتر کے احکام میں بھی نمایاں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہا روایت کرتے ہیں: جس دن احد کی لڑائی ہوئی، مسلمان مایوسی و پریشانی میں منتشر ہوکر حضور نبی کریم ﷺ سے جُدا ہوگئے اس دن میں نے حضرت عائشہ اور ام سلیم (رضی اللہ عنہا) کو دیکھا کہ وہ دونوں پنڈلیاں کھولے ہوئے جلدی جلدی پانی کی مشکیں اپنی پیٹھ پر لاتی تھیں اور مسلمانوں کو پلا کر پھر لوٹ جاتی تھیں پھر اور مشکیں بھر کر لاتیں اور پلاتیں۔ میں اُن کے پاؤں کی پازیبیں دیکھ رہا تھا (یعنی میری نظروں نے اچانک اُن کے پازیب کو دیکھا)۔ (بخاری کتاب الجہاد باب)

یہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعات زیادہ تر جنگ احد سے تعلق رکھتے ہیں جب کہ ابھی پَردے کے احکام نازل ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ بات اپنی جگہ پرُدرست ہے مگر سوال یہ ہے کہ عورتوں کی زخمیوں کی مرہم پٹی سے تعلق رکھنے والی روایات صرف جنگ احد سے مختص نہیں ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ عورت سَتر وَحجاب کے تقاضوں کی پابندرہ کر جنگ کے دوران زخمیوں کی مرہم پٹی نہیں کرسکتی لہذا ان پابندیوں میں نرمی کی اصل وجہ یہی ہے کہ ایسے ماحول میں جنسی خواہشات کے پیدا ہونے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔

اگر ایسے حالات میں بھی کوئی عورت اپنے احوال کو برقرار رکھ سکے اور پَردہ کا اہتمام کر سکے تو یہ بہت اچھی بات ہے چنانچہ ایک صحابیہ (ام خلاد رضی اللہ عنہا) کا لڑکا ایک جنگ میں شہید ہوگیا تھا۔ وہ صورت حال کی دریافت کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو نقاب اُوڑھے ہوئے تھیں۔ کسی صحابی نے حیرت سے کہا کہ اس وقت بھی تمہارے چہرے پر نقاب ہے۔ بیٹے کی شہادت کی خبر سُن کر تو ایک ماں کو تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور تم اطمینان کے ساتھ باپَردہ آئی ہو؟ ام خلاد کہنے لگیں: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے مگر حیاء نہیں کھوئی۔ (ابوداؤد، کتاب الجہاد)

آفاتِ ارضی وسماوی :

دورانِ جنگ کی شدت یا اس سے کم وبیش دہشت شدت وکلفت یعنی ارضی وسماوی آفتوں مثلاً زلزلہ، سیلاب میں مکانات وغیرہ کا ِگر پڑنا، بجلی کا گرنا، کشتی کا غرق ہونا، بس کا حادثہ، ٹرین کا حادثہ، سواری کا حادثہ، چوری اور ڈکیتی کے واقعات میں بھی پائی جاتی ہے۔ جب شہوانی خواہشات کے بیدار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لہذا

ایسے اوقات میں سَتر وَ حجاب کے احکام کی بجا آوری کی تکلیف نہیں دی گئی۔ اگر چند جا نثار کسی آتش زدہ مکان سے سامان اور انسانی جانوں کو نکالنے میں مصروف ہوں پھر اگر وہ کسی عورت کو دیکھ بھی لیں اور عورتیں انہیں دیکھ لیں تو ایسے وقتوں میں شہوانی ہیجانات کی بیداری کا کوئی امکان ہوتا ہے؟ ایسے حالات میں اجازت حاصل کرنے کی بھی پابندی نہیں رہی۔

سَتر اور حجاب کے احکام کا صحیح اور پورا پورا اطلاق حالتِ امن یا نارمل حالات میں ہوتا ہے یہ صورتِ حال چونکہ ایسی ہوتی ہے کہ اس میں غیر مَرد اور غیر عورت کا میل جول' فحاشی کے تمام محرکات کو بروئے کار لاسکتا ہے لہذا ایسی حالت میں سَتر اور حجاب کے تمام تر احکامات کی پابندی لازمی ہے اور پَردہ کے تمام تر احکام اصولی طور پر اسی حالت سے متعلق ہیں۔

دورانِ احرام :

احرام کے دوران حجاب کے احکام اُٹھا دیئے گئے ہیں لیکن سَتر کے احکام کی پابندی بہرحال لازمی ہے۔ حج کا تمام زمانہ سفر اور صعوبت میں گزرتا ہے اور احرام کا زمانہ تو فقیرانہ زندگی کی یاد تازہ کرتا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد دِل میں رہتی ہے۔ ایسی حالت میں حاجی اپنی عورت تک سے مباشرت نہیں کرسکتا اور مباشرت تو دُور کی بات ہے وہ مباشرت سے پہلے کی چھیڑ چھاڑ' خواہ یہ زبانی کلامی ہو یا عمل سے تعلق رکھتی ہو (یہی رفث کا صحیح مفہوم ہے) بھی نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿**فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج**﴾ (البقرۃ/۱۹۷)

حج کے دوران جائز نہیں ہے بے حیائی کی بات (جماع کرنا یا اس کے متعلق باتیں کرنا ،شہوانی گفتگو)'اور نہ نافرمانی اور نہ جھگڑا۔

حج کا زمانہ دَہشت کا اور بے چینی کا زمانہ نہیں بلکہ اُسے امن کا زمانہ ہی کہنا چاہئے۔ تاہم اس میں جو پاکیزہ ماحول پیدا کر دیا جاتا ہے اس کا لحاظ رکھتے ہوئے' نیز ان مناسک کی بجا آوری کا لحاظ رکھتے ہوئے جو دورانِ حج ضروری ہیں' عورتوں پر سے حجاب کے احکام میں رخصت دی گئی ہے۔ احرام کے دوران عورتیں اپنا چہرہ ڈھانپ نہیں سکتیں' نہ دستانے پہن سکتی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اگر وہ کسی وقت حجاب یعنی چہرہ کو غیر مَردوں سے چُھپانے کی ضرورت محسوس کریں اور آسانی سے یہ کام کر بھی سکتی ہوں تو بھی نہ کریں جیسے دستی پنکھا سے منہ چُھپا لینا یا چادر کا پلو منہ کے آگے کر لینا وغیرہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حجۃ الوداع کے سفر میں ہم لوگ بحالت احرام مکہ مکرمہ کی طرف جا رہے تھے جب مسافر ہمارے پاس سے گزرنے لگتے تو ہم عورتیں اپنے سَر سے چادریں کھینچ کر منہ پر ڈال لیتی تھیں اور جب وہ گزر جاتے تو ہم منہ کھول لیتی تھیں۔

اسی طرح عورت نماز کی حالت میں بھی حجاب کی پابندیوں سے آزاد ہے خواہ وہ نماز گھر میں اکیلی ادا کر رہی ہو یا باجماعت یا مسجد میں جا کر نماز باجماعت میں شریک ہو۔

(☆) حج میں بھی حتی الامکان مَرد و عورت کو آپس میں خلط ملط ہونے سے روکا گیا ہے عطاء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے دور میں عورتیں' مَردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں لیکن آپس میں خلط ملط نہیں ہوتی تھیں۔ مقصد یہ ہے کہ عورتیں مطاف کے کنارے پر چلتی تھیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ طواف میں عورتوں اور مَردوں کو خلط ملط ہونے سے روکا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مَرد کو عورتوں کے مجمع میں دیکھا تو پکڑ کر کوڑے لگائے۔ (فتح الباری)

نکاح سے پہلے مَرد وعورت کا آپس میں دیکھنا :

جس عورت سے نکاح (Marriage) کرنے کا ارادہ ہوتو اس نیّت (Intention) سے دیکھنا جائز ہے، حدیث میں آیا ہے کہ جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت (Perpetuity of happy married life) کا ذریعہ ہوگا اسی طرح عورت اس مَرد کو جس نے اس کے پاس پیغام (Marriage Proposal) بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے اگرچہ اندیشہ شہوت ہو (Even though there is sexual feelings) مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیّت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ (دُرِّ مُختار)

شادی سے پہلے ایک دوسرے کی اچھی طرح خوب جانچ کرلے تا کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں دیکھنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ایک نظر دیکھ لے اور بس یہ نہیں جیسا کہ یورپ میں ہوتا ہے کہ نکاح سے پہلے ہی تمام مراحل طئے کرلئے جاتے ہیں۔

حجاب اور چہرہ چُھپانا :

حضور نبی کریم ﷺ نے پیام نکاح سے پہلے ایک نظر عورت کو دیکھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ اس بات کے تمام مقلدین (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) قائل ہیں۔ اگر عام طور پر عورت کے لئے چہرہ کھلا رکھنا جائز ہوتا تو پھر اس اجازت کی ضرورت کیا تھی؟

لہذا عورتوں کو چاہئے کہ اپنا چہرہ کھلا نہ رکھیں۔ حجاب یہی ہے کہ چہرہ چُھپائیں۔

نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ ہمارا عمل حدیث نبوی پر ہوتا ہے۔ ساتھ ہی وہ اجتہاد کا دعویٰ بھی کرتے ہیں

جس کے نتیجہ میں اُن کے یہاں بہت سے عقائد اور مسائل میں اختلاف اور تناقص پیدا ہوا۔ اُن کے پیشواؤں میں کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے۔ انہوں نے تقلید شخصی کا دامن چھوڑ کر اپنی خواہشاتِ نفسانی کے مطابق مسائل وعقائد گڑھنا شروع کیے۔

صحابہ کرام سے عموماً اور خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) سے خصوصاً اہلحدیث کا اختلاف شیعوں کے طرز فکر کا مرہونِ منّت ہے۔

شیعہ خواتین چہرہ کھلا رکھنا جائز سمجھتی ہیں۔ قطر' مصر' لبنان' عمان' سوریہ' بحرین' ابوظہبی' اور دبئی جہاں عورتیں بے حجاب آزاد گھومتی ہیں وہاں کے غیر مقلدین (ناصر الدین البانی' یوسف القرضاوی...... وغیرہ) بھی یہی مسلک رکھتے ہیں کہ عورتوں کا چہرہ کھلا رہنا چاہیئے۔

اس کے برخلاف سعودی عرب کے بعض شہروں میں غیر مقلدین اس معاملے میں بہت شدید رویہ اختیار کرتے ہیں۔ بریدہ' عنیزہ' الرس (القصیم) کے غیر مقلدین نہ صرف چہرہ ڈھانکنے پر سختی کرتے ہیں بلکہ دَستانے اور ساؤکس پہننے کے لئے بھی سختی کرتے ہیں اور عورتوں کو چھڑی سے مارتے بھی ہیں۔

افغانستان کے غیر مقلدین (طالبان) نہ صرف جہالت اور شدّت کی تمام حدیں پار کردیتے ہیں بلکہ ظلم وزیادتی کی انتہاء کردیتے ہیں۔ عورتوں کے چہروں پر تیزاب پھینک دیتے ہیں' پتھروں سے مارتے ہیں' چہرے بگاڑ دیتے ہیں۔

دیوث :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' تین آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنّت کو حرام کر دیا ہے۔

(۱) دائمی شرابی

(۲) ماں باپ کا نافرمان

(۳) دیوث جو اپنے بیوی بچوں میں بے حیائی برداشت کرتا ہے۔

(مسند احمد' سنن نسائی)

اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے تین طرح کے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے جنّت کو حرام کر دیا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہمیں بخوبی اندازہ لگا لینا چاہیے کہ یہ کتنے عظیم ترین گناہ ہیں جو جنّت کے داخلہ سے محروم کر دیتے ہیں۔ 'جنّت میں داخلہ' یہ انسان کی سب سے بڑی طلب ہے۔ ساری عبادات اور نیکیوں کا حاصل یہی کوشش ہوتی ہے کہ ہمارا جنّت میں داخلہ ہو جائے۔

پہلا وہ بدبخت انسان ہے جو کہ مستقل شراب کا عادی ہے۔ دوسرا جنّت سے محروم شخص وہ ہے جو کہ اپنے والدین کا نافرمان ہے۔۔اور تیسرا بدبخت' بے غیرت' بے شرم و حیاء شخص 'دیوث' ہے۔

'دیوث' اسے کہتے ہیں کہ جس کے گھر میں کوئی غیر شخص آ کر اس کی بیوی' لڑکیوں' بہوؤں کے ساتھ بے حیائی کے کام کرے اور وہ چشم پوشی کرے اور چپ رہے۔ اس غیرت نا آشنا 'دیوث' کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس

پر جنّت حرام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا دیوث وہ بے حیاء مَرد ہے جس کو اس بات کی پروانہیں کہ اس کی بیوی کے پاس کون آتا ہے اور کیوں آتا ہے؟ اور اسی طرح وہ بے مروت و بے حیاء عورتیں جو باہر گھومتی پھرتی ہیں اور غیر مَردوں سے لاپروائی اور بے حیائی کے ساتھ باتیں کرتی ہیں (ان کے نزدیک کیا اپنا اور کیا پرایا سب برابر ہے)۔ (ابن ماجہ)

امام اہلسنّت فاضل بریلوی فرماتے ہیں'عورت اگر کسی نامحرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اس کے بال اور گلے اور گردن اور پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصّہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک(Transparent) ہو کہ ان چیزوں میں سے کوئی حصّہ چمکے یہ بالاجماع حرام اور ایسی وضع ولباس کی عادی عورتیں فاسقات ہیں' ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں اور حسب مقدور بندوبست نہ کریں تو دیوث ہیں' (فتاویٰ رضویہ جلد ششم)

'دیوث وہ شخص ہے جو اپنی بیوی پر غیرت نہیں کھاتا' (فتاویٰ رضویہ جلد ششم)

موجودہ دَور میں دِیوثیت یہ ہے کہ آدمی اپنی بہو' بیٹی اور بیوی کو اس حال میں برداشت کرتا ہے کہ وہ غیر محرم کے ساتھ آتی جاتی اور بغیر روک ٹوک کے باتیں کرتی ہیں۔ اسی طرح اپنے گھر کی عورت کو اجنبی اور غیر محرم کے ساتھ خلوت میں دیکھنا اور کچھ نہ کہنا۔ اور اپنی بہو' بیٹیوں کو بے پَردہ نکلنے کی اجازت دینا کہ ہر کوئی انہیں دیکھتا پھرتا ہے۔ اجنبی اور غیر محرم مَرد خاندان کی ماؤں' بہنوں اور بہو بیٹیوں کو ہوس ناک نگاہوں سے دیکھتے رہیں' دل لگی و ہنسی مذاق کرتے رہیں اور یہ برداشت کرتا رہے۔ جو لوگ عورتوں کے چہرے پر نقاب کی مخالفت کرتے ہیں یا عورتوں کے لئے چہرہ کھلا رکھنے کی حمایت کرتے ہیں ایسے لوگ بھی حقیقت میں دیوث ہیں۔

دیوثیت یہ بھی ہے کہ اپنی عورتوں کو غیر محرموں کے لئے میک اپ اور سنگھار کرنے کی اجازت دے دینا اور غیر مَردوں کی محفلوں میں پیش کرتے ہوئے ہر طرح کی بے حجابی کو برداشت کرلینا۔ آزادانہ ماحول میں مَردوں کے ساتھ بیوی کو ملازمت کی اجازت دینا اور غیر مَردوں کے درمیان چھوڑ دینا یہ بھی دیوثیت ہے۔ دیوث مَرد اپنی بیوی کو غیر مَردوں کے سامنے لے جاتے ہیں بلکہ اُن سے مصافحے کراتے ہیں حتیٰ کہ غیر مَردوں کے ساتھ اپنی بیوی کو نچواتے ہیں اور اُسے احباب کا کھلونا بنانا پسند کرتے ہیں ۔۔ دیوث مَرد چاہتا ہے کہ اس کی بیوی غیر مَردوں سے ملے جلے اور ماڈرن نظر آئے، بیوی کے بیہودہ حرکات کو ترقی کی علامت سمجھ کر خوش ہوتا ہے۔ دیوثیت کی یہ بھی بدترین شکل ہے کہ اپنی بیوی، بہو، بیٹی کو اپنے کاروبار اور ملازمت کی ترقی کے لئے پیش پیش رکھتے ہوئے اُن کی خدمات حاصل کرنا ۔۔ آفیسرس کے گھروں اور دفاتر پر حاضری دینا اور دلجوئی کے مظاہرے کرنا ...... (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

بہرحال اپنی عورتوں کے لئے ہر طرح کی آزادخیالی، فیشن پرستی اور بے پَردگی کو برداشت کرلینا ہی دیوثیت ہے۔ اسی طرح بے ہودہ اور فحش قسم کے جریدوں کا گھر میں لگوانا یہ سب بے غیرتی اور دیوثیت کے زمرے میں ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان کبھی بھی بے غیرت نہیں ہوسکتا اور ہرگز یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کی بیوی پر کسی غیر مَرد کی نظر پڑے یا ہاتھ لگے اور نہ ہی مسلمان عورت یہ پسند کرتی ہے کہ شوہر کے علاوہ کسی کے ساتھ نفس ونظر والا تعلق رکھے۔

اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ سارے گناہوں کو معاف فرماتا ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا﴾ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں کسی کو برداشت نہیں فرماتا اور یہی صفت بندوں کو بھی عطا فرمایا ہے کہ باعزت اور غیرت مند بندے اپنی ذات میں بیوی کے لئے غیرمحرم مَردوں کو برداشت نہیں کرتے۔ دیوث مَرد صحیح مسلمان تو کیا ہوتے' ٹھیک طرح سے انسان بھی نہیں ہوتے ہیں۔۔ دیوث چونکہ بہت ہی بے غیرت' بےضمیر اور ذلیل فطرت ہوتے ہیں اس لئے یہ بے حیاء لوگ عنداللہ اور عندالناس مَردود اور لعنتی بھی ہوتے ہیں۔

عورت کے چہرہ چُھپانے میں ہی تحفظ ہے :

آج بھی یہی طریقہ ہے جو عورت مکمل پَردہ میں باہر نکلتی ہے وہ کسی شخص کی ہوا وہوس کا نشانہ نہیں بنتی' اس پر کوئی بُری نظر نہیں ڈالتا' کوئی آواز نہیں کستا' اور نہ ہی کوئی اُس کا پیچھا کرتا ہے۔ جو عورت بےپَردہ تنگ اور چست لباس پہن کر لپ اسٹک سے میک اپ کرکے اور اپنے لباس پر پرفیوم اسپرے کرکے خوشبوؤں کی لپیٹوں میں گھر سے نکلتی ہے وہ تمام ہوس ناک نگاہوں کا ہدف بنتی ہے۔ اوباش لوگ اس پر آوازے کستے ہیں اور چھیڑ خانی کرتے ہیں اور بسا اوقات اُس کی عزت لٹ جاتی ہے۔

گھروں سے باہر کی ضروریات :

عورتوں کی وہ ضروریات جن کی بناء پر وہ گھر سے باہر نکل سکتی ہیں ......مثلاً فریضہ حج کی ادائیگی' اپنے اقارب سے ملاقات اور اُن کی تقاریب شادی وغیرہ میں شامل ہونا' عیادتِ مریض' تعزیت' موتی یا نکاح وغیرہ میں شامل ہونا وغیرہ وغیرہ۔

سفرِ حج میں بھی عورت کے ساتھ شوہر یا مَحرم (Unmarriageable Person) ہونا شرط ہے :

سفر حج جس میں قدم قدم پر نیکیاں اور مغفرت وبخشش کی دولت نصیب ہوتی ہے اس مبارک سفر میں بھی عورت کو مکہ مکرمہ تک جانے کے لئے اس کے ساتھ شوہر یا مَحر م (Unmarriageable Person) ہونا شرط ہے خواہ عورت جوان ہو یا بڑھیا۔ مَحرم سے مُراد وہ مَرد ہے جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہے خواہ نسبت کی وجہ سے حرام ہو یا دودھ کے رشتے سے نکاح کی حرمت ہو یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی۔ (مَحرم کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیک صالح دیندار اور خدا ترس ہو جس محرم کو خدا اور رسول کا خوف نہ ہو اور شریعت کے احکام کا پاس ولحاظ نہ ہو ایسے مَحرم کے ساتھ بھی سفر پر جانا دُرست نہیں) عورت اگر بغیر شوہر یا مَحرم کے حج کو گئی تو سخت گناہ گار ہو گی۔ قدم قدم پر گناہ لکھا جائے گا اگر چہ فرض ادا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ - جوہرہ)

اسلام نے عفت وَعصمت کو کہیں بھی بے سہارے نہیں چھوڑا۔ ہر جگہ گنجائش پر اس کے تحفظ کی سعی کی ہے۔ زندگی میں اگر کبھی عورت کو سفر کی ضرورت پیش آتی ہے تو اسلام سفر میں بھی اس کی عصمت کا سامان کرتا ہے چنانچہ قانونِ الٰہی ہے کہ عورت سفر میں اس وقت تک نہیں جاسکتی جب تک کوئی محرم اس کے ساتھ نہ ہو۔ حج جو عبادات میں داخل ہے اور اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے اس کی ادائیگی بھی وہ بغیر محرم کے نہیں کر سکتی۔ ظاہری احتیاط کو بھی اسلام نے اس باب میں فراموش نہیں کیا ہے۔ عقل میں بھی بات آتی ہے کہ گھر چھوڑ کر عورت جب باہر جاتی ہے تو اُسے خطرات سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ راستہ میں نیک وبَد ہر طرح کے آدمیوں

سے ہوکر راستہ طے کیا جاتا ہے۔ فطری (پیدائشی) عورتیں کمزور ہوتی ہیں' جذبات کی نازک ہوتی ہیں' اُن کی عقل وشعور میں نسبتاً وہ پختگی نہیں ہوتی جو ہونی چاہئے۔ اس لئے ایسے موقع پر کسی خاص آدمی (جیسے شوہر' باپ' بیٹا' اپنا بھائی...... وغیرہ) ہی کا ساتھ ہونا ضروری ہے جو اس کی ہر موقع پر مناسب امداد کرسکے اور کبھی رفیقِ سفر کی امداد وَاعانت سے متاثر ہوتو کوئی غلط جذبہ اُبھانے والا نہ ہو۔

بھیڑیئے اُس شخص پر حملہ کردیتے ہیں جس کے پاس محافظ کتّے نہ ہوں' مگر وہ خود خونخوار شیر کے حملے سے ڈرتے ہیں۔

عربی کا مقولہ ہے: **لایحفظ المراۃ الا بیتھا او زوجھا او قبرھا**

عورت کی حفاظت گھر کرتا ہے یا شوہر کرتا ہے یا قبر کرتی ہے۔

جس محرم سے اطمینان نہ ہو اُس کے ساتھ سفر اور خلوت دُرست نہیں :

مَحرم کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیک صالح دیندار اور خدا ترس ہو جس محرم کو خدا اور رسول کا خوف نہ ہو اور شریعت کے احکام کا پاس ولحاظ نہ ہو' اس کی جانب سے اطمینان نہیں ہے بلکہ شرارتِ نفس کا اندیشہ ہو (جیسا کہ آجکل واقعات ہوتے رہتے ہیں) ایسے فاسق وفاجر مَحرم سے احتیاط لازم ہے اُس کے ساتھ بھی سفر کرنا یا (privacy) تنہائی میں رہنا جائز نہیں خواہ سفر دینی ضرورت سے ہو (مثلاً سفرِ حج) یا دُنیاوی ضرورت سے (جیسے میکہ جانا یا سسرال پہنچنا) یہ ممانعت بہرحال ہے۔ پیدل سفر کرے یا ہوائی جہاز سے یا ریل سے یا موٹر کار سے' جس محرم کے ساتھ سفر میں جائے اُس کا صالح ہونا ضروری ہے جس سے اطمینان ہو کہ کوئی خراب عمل نہ کرے گا اور خراب خیال سے نہ چھوئے گا اگر ایسا محرم ہوتو اس کے ساتھ سفر کرنا دُرست ہے)

عورت کے لئے سفر کے مسائل :

(☆) عورت کے لئے تنہا یا اجنبی و غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے، عورت کے لئے ضروری ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔ آج کل جو رواج ہو گیا ہے کہ گھر کو خط لکھ دیا، یا فون کر دیا کہ ہم نے اپنی بیوی کو فلاں گاڑی پر سوار کر دیا ہے تم اسٹیشن آ کر اُتار لینا، یہ نا جائز بھی ہے اور خطرناک بھی۔ منزل سے منزل تک کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

(☆) محارم (Unmarriagable Persons) کے ساتھ خلوت (Privacy) جائز ہے یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہو سکتے ہیں بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر رضاعی بہن (Foster Sister) اور ساس (Mother-in-law) کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جب کہ یہ جوان ہوں، یہی حکم عورت کی جوان لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہو۔ (درمختار، ردالمحتار)

ساس اور داماد کا پَردہ نہیں ہے لیکن جوان ساس کو داماد سے پَردہ مناسب ہے یہی حکم سسر اور بہو کا ہے اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پَردہ واجب ہے۔ (فتاوی رضویہ)

اگر جوان ساس ہو تو فتنے سے بچنے کے لئے پَردہ بہتر ہے کیونکہ آج کل اس بے پَردگی سے بھی خوفناک واقعات رونما ہوتے ہیں۔ جوان سسر (Father in Law)، رضاعی بھائی (Foster Brother) اور شوہر کے جوان لڑکے جو دوسری بیوی سے ہے سب کا یہی حکم ہے۔ تنہائی جائز نہیں۔ ان سب کے ساتھ تنہا سفر قطعا جائز نہیں۔

مزارات پر عورتوں کی حاضری Women Visiting Graves

مزارات پر عورتوں کی حاضری کی سخت ممانعت ہے۔۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔
لعن الله زائرات القبور ۔ ان عورتوں پر لعنت جو زیارت قبور کو جائیں۔

عورتوں کا مزارات اولیاء مقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔ (احکام شریعت)

امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ٬ جو عالم اسلام کی عظیم اور عبقری شخصیت ہیں احیائے سُنّت اور رد بدعات ومنکرات پر آپ کے سینکڑوں رسائل ہیں۔ ان رسائل میں ٬**جمل النور فی نہی النساء عن زیارة القبور**٬ (مزارات پر عورتوں کی حاضری) یہ کتاب دور حاضر کی عمومی بدعت پر آپ کے قلم کا اصلاحی نشتر ہے جس میں احکام قرآن مجید٬ ارشادات نبوی ﷺ٬ اقوال صحابہ کرام اور مسائل فقہ کی روشنی میں مزارات پر عورتوں کی حاضری کو ایک غیر شرعی عمل بتایا گیا ہے۔ امام اہلسنّت علیہ الرحمہ اس رسالہ میں ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ امام قاضی رحمۃ اللہ علیہ سے استفتاء ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا٬ غنیّہ میں ہے٬ یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں٬ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے۔ ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں جب گھر سے چلتی ہے سب طرف سے شیطان اُسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اسے لعنت کرتی ہے۔ اور جب پلٹتی ہے اللہ تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ پھرتی ہے۔

سوائے روضہ انور حضور ﷺ کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ وہاں کی حاضری البتہ سُنّت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن عظیم نے اُسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا۔

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُ واللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں، پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے (کنز الایمان)

اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے آستانہ پر آجائیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور آپ بھی، یارسول اللہ ﷺ اُن کی سفارش کریں تو بیشک یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ (نور العرفان)۔

گناہ ہو جانے اور ظلم سَرزد ہونے کے بعد معافی کے لئے حضور ﷺ کے دروازہ پر جانا شرک نہیں ہے بلکہ دُعا کی قبولیت کا یہی واحد ذریعہ ہے۔ واضح رہے کہ ظلم سے مُراد شرک وکفر، گناہ کبیرہ وصغیرہ، چُھپے، کھلے، نئے پُرانے سارے گناہ ہیں۔ (تحقیق کے لئے دیکھیں ہماری کتاب 'مغفرت الٰہی بوسیلۃ النبی ﷺ)

خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ **من زار قبری و جبت له شفاعتی** ۔ جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اُس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگی۔ **من حج ولم یزرنی فقد جفا نی** ۔ جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بے شک اس نے مجھ پر جفا کی۔ ایک تو یہ ادائے واجب، دوسرے قبول توبہ، تیسرے دولت شفاعت حاصل ہونا، چوتھے سَرکار ﷺ کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا۔ یہ عظیم اہم اُمور ایسے ہیں جنہوں نے سب سَرکاری غلاموں اور سَرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستان عرش نشان لازم کر دی۔ بخلاف دیگر قبور و مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود۔ اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بے صبری کرے گی۔ اولیاء کے مزار ہیں تو بے تمیزی سے بے ادبی کرے۔ یا جہالت سے تعظیم میں افراط، جیسا کہ معلوم و مشاہد ہے۔ لہذا ان کے لئے طریقہ اسلم احتراز ہی ہے۔ (الملفوظ)

اس پُرفتن دور میں عورتوں کو چاہیئے کہ وہ بزرگانِ دین کی سیرت اور اُن کی تعلیمات پرمبنی کتب گھر میں رکھیں، خود بھی پڑھیں اور بچوں کو بھی پڑھوائیں اور جب کسی بزرگ کے عرس کا موقع آئے تو گھر ہی میں اُن کے لئے ایصال ثواب کے لئے محفل منعقد کرلیں جس میں اگر ہوسکے تو اُن کی سیرت وتعلیمات بیان کریں ورنہ کھانے پینے کی کسی چیز پر فاتحہ پڑھ کرانہیں ایصال ثواب کریں۔ اسی طرح وہ اپنے عزیز واقارب میں سے کسی کے لئے تلاوت قرآن اور ذکرواذکار کے بعد فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کرسکتی ہیں۔

عورت کو غیرمحرم کی عیادت کو جانا :

Visiting to a marriable person

کوئی بھی غیرمحرم رشتے دار خواہ سسرالی ہو یا میکے کا اُن کی عیادت وتعزیت (Condolence) کے لئے عورت بالکل نہیں جاسکتی۔ اگرچہ شوہر کی اجازت سے جائے، بلکہ اگر شوہر اس کی اجازت دے گا تو خود گنہگار رہوگا۔ (مروج النجاء لخروج النساء)

مغربی مما لک میں جنسی بےاعتدالی اور ذہنی بےسکونی کی اصل وجہ بےپَردگی اور بےحجابی ہے :

مغربی مما لک میں جہاں کوئی پَردہ ہے نہ کوئی حدود وقیود ہیں لڑکیاں نیم عریاں لباس میں برسرعام پھرتی ہیں اور راہ چلتے برسرعام مَرد اور عورت بوس وکنار کرتے ہیں، پارکوں اور تفریح گاہوں میں بغیر کسی پَردے اور حجاب کے حیوانوں کی طرح مَرد اور

عورتیں ہم آغوش ہوتے ہیں اور جنسی عمل کرتے ہیں۔ ایک لڑکی کئی کئی بوائے فرینڈز رکھتی ہے، دفتروں، کارخانوں، ہوٹلوں اور سیرگاہوں میں ہر جگہ مَرد اور عورت ساتھ ساتھ رہتے ہیں اور ایک ساتھ کام کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں ناجائز بچوں سے ان کی سڑکیں بھری رہتی ہیں اور ہسپتالوں میں اسقاط حمل کرانے والی عورتوں کی بھرمار رہتی ہے اور اس جنسی بے راہ روی سے ان کا ذہنی سکون جاتا رہتا ہے اور وہ لوگ مالیخولیائی کیفیات میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر وہ سکون اور نروان کی تلاش میں سستے نشوں کی تلاش میں پھرتے ہیں۔ پہلے وہ اپنے آپ کو شراب میں ڈبو دیتے تھے لیکن اس سے بھی اُن کو سکون نہیں ملا، اب وہ چرس، کوکین، ہیروئن اور راکٹ کی پناہ لیتے ہیں۔ وہ ایسا تیز سے تیز نشہ چاہتے ہیں جو ان کے ذہن کو زیادہ سے زیادہ دیر کے لیے سُلا دے، بے حس کردے اور دُنیا اور مافیہا سے بے خبر کردے۔ مغربی ممالک کی حکومتیں ان منشیات پر پابندیاں لگا رہی ہیں اس کے باوجود منشیات کی کھپت بڑھتی جا رہی ہے، پابندیوں سے کام نہیں چلے گا۔ لوگ سکون چاہتے ہیں، اُن کو سکون مہیا کیجئے۔ حقیقی سکون صرف اللہ تعالٰی کے احکام کی اطاعت میں ہے۔

یہ ایک مُسلّم حقیقت ہے کہ جنسی بے اعتدالی اور بے راہ روی انسان کے ذہنی سکون کو ختم کر دیتی ہے، اس کے لئے اگر ہم دُنیا کو ذہنی سکون فراہم کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو جنسی بے راہ روی اور بدچلنی کو ختم کرنا ہوگا اور اس کی پہلی بنیاد پَردہ اور حجاب ہے۔

ہمارے معاشرہ کا حال :

آج ہمارے معاشرے کا جو حال ہے اور نوجوان عورتوں نے جس طرح شرم وحیاء کی چادر کو اُتار پھینک دیا ہے ننگے سَر، نیم عُریاں لباس میں جس طرح وہ بن سنور کر

بازاروں میں پھرتی اور عام محفلوں میں شرکت کرتی ہیں' انہیں دیکھ کر کون یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ دخترانِ اسلام ہیں۔ ایک دفعہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بنو تمیم قبیلہ کی چند عورتیں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے باریک لباس پہنا ہوا تھا۔انہیں دیکھ کر ام المؤمنین نے فرمایا: **ان کنتن مؤمنات فلیس هذا بلباس المؤمنات وان کنتن غیر مؤمنات فتمتعن** (قرطبی) یعنی اگر تم مومن عورتیں ہو تو سُن لو کہ یہ لباس مومن خواتین کا نہیں ہوتا اور اگر تم مومن نہیں ہو تو پھر جو چاہو کرو۔

احکامِ سورۃ النور

سانحہ افک

اور رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی کی فتنہ انگیزی

اور حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت

Important incident of Ifk

and the game played by the hypocrites

This chapter deals with an important incident of Ifk, in which the hypocrites played their game and levelled unfounded blame against the pious wife of the Prophet. Allah annulled the libelous and false charges and declared the sanctity of the family of the Prophet and thus the biggest planned intrigue against Islam was totally foiled.

عہد رسالت کا ایک انتہائی المناک سانحہ اور رُوح فرسا المیہ تاریخ میں واقعہ افک کے نام سے مشہور ہے۔ اسلام کے دشمن' اسلام کی روز افزوں ترقی' شاندار فتوحات اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت' کامیابیاں اور ہادی اسلام کی عزت وشوکت کو دیکھ کر آتش زیر پا ہو رہے تھے اور اسلام کے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔کھل کا مقابلہ کرنے کی ہمت سلب ہو چکی تھی ان کی باطنی خباثت ہر روز نئے نئے فتنے جگا کر مسلمانوں کو پریشان کرتی رہتی تھی۔ان کے سَرغنہ عبداللہ ابن ابی نے اب ایسی چال چلی جس نے

قیامت برپا کردی ۔ اسلامی معاشرہ کا عضوعضو دَرد سے چیخ اُٹھا۔ ساری فضا میں شکوک وشبہات کا ایک اندھیرا چھا گیا۔ان ظالموں نے اس پاک ہستی کو اپنی بہتان تراشی کا ہدف بنایا جس کا براہ راست تعلق پیغمبر اسلام سَرور عالم رحمت عالمیان ﷺ کی ذات سے تھا جس کی گرد راہ بھی رہروان جادۂ ہدایت کے لئے نور افشاں تھی ۔ منافقین نے حضور سَرور عالم ﷺ کی ذاتی عزت پرحملہ کر کے کمینگی اور دناءت کی حد کردی ۔ اللہ تعالیٰ نے اس خانوادۂ رسالت کی عصمت وطہارت کی شہادت اپنی زبان قدرت سے دی اور اس سورۂ پاک میں وہ آیتیں نازل فرمائیں جن سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا اور منافقین کو یقین ہوگیا کہ اُن کا کوئی منصوبہ اور اُن کی کوئی سازش اسلام کے شجرہ طیبہ کو اب اُکھیڑ نہیں سکتی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب سفر پر تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے ۔جس کے نام کا قرعہ نکلتا اس کو ہمرکابی کا شرف بخشتے۔ جب حضور غزوۂ بنی مصطلق پر روانہ ہوئے تو حسب معمول قرعہ ڈالا گیا تو میرا نام نکلا چنانچہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ گئی۔ اُس وقت پَردہ کے احکام نازل ہو چکے تھے۔میں ہودج میں بیٹھی تھی ۔اور جب لشکر راونہ ہوتا تو میرا ہودج اُٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا جاتا اور جہاں قیام کیا جاتا وہاں ہودج اُتار دیا جاتا۔ جب جہاد سے فارغ ہوئی تو حضور ﷺ نے واپسی کا قصد فرمایا۔ہم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے اور رات بسر کی ۔ رات کے پچھلے حصّہ میں کوچ کی تیاری شروع ہوگئی۔ میں قضاے حاجت کے لئے باہر گئی۔جب واپس آئی تو میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر پڑا۔ میں اس کی تلاش میں پھر لوٹ گئی ۔ ہار تو مجھے مل گیا، لیکن جب واپس آئی تو لشکر وہاں سے کوچ کر چکا تھا۔ جو لوگ میرے ہودج

کو رکھنے اور پھر اُتارنے پر مامور تھے انھوں نے حسب عادت میرا ہودج اُٹھایا اور اونٹ پر کس دیا۔ انھیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ میں ہودج میں نہیں ہوں کیونکہ اس زمانہ میں عورتیں بلکہ ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں کیونکہ غذا مرغن نہیں ہوتی تھی اور میں تو کم عمر تھی اس لئے ہودج میں میرے نہ ہونے کا انھیں احساس تک نہ ہوا۔ جب میں واپس آئی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ یہ خیال کر کے کہ جب وہ مجھے نہیں پائیں گے تو میری تلاش میں یہاں آئیں گے، میں وہیں ٹھیر گئی۔ صفوان بن معطل کی یہ ڈیوٹی تھی کہ وہ لشکر کے پیچھے پیچھے رہتے۔ جب لشکر کوچ کرتا تو وہاں پہنچتے۔ اگر کسی کی کوئی چیز پڑی ہوئی ملتی تو اُسے اُٹھا کر اُس کے مالک تک پہنچا دیتے۔ میں چادر لپیٹ کر لیٹ گئی۔ اتنے میں صفوان آ پہنچے۔ ابھی صبح کا اندھیرا تھا۔ انھوں نے کسی کو دُور سے سویا ہوا دیکھا تو قریب آے۔ پَردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے انھوں ے مجھے دیکھا ہوا تھا اس لئے مجھے پہچان گئے اور بلند آواز سے **انا للّٰہ وانا لیه راجعون** پڑھا۔ ان کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ انھوں نے اپنا اونٹ میرے قریب لا کر بٹھایا اور مجھے سوار کر کے چل دیئے۔ ہم دوپہر کے وقت لشکر سے آملے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے جب یہ دیکھا تو اُس نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ یہاں تک کہ مدینہ میں اس منافق نے اس شرمناک تہمت کو اس قدر اُچھالا اور اتنا شور مچایا کہ مدینہ میں ہر طرف اس افتراء اور تہمت کا چرچا ہونے لگا اور بعض مسلمان مثلاً حضرت حسان بن ثابت اور حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم نے بھی اس تہمت کو پھیلانے میں کچھ حصّہ لیا۔ حضور ﷺ کو اس شر انگیز تہمت سے بے حد رنج وصدمہ پہنچا اور مخلص مسلمانوں کو بھی انتہائی رنج وغم ہوا۔ جب مدینہ میں پہنچی تو بیمار ہوگئی اور ایک ماہ تک بیمار پڑی رہی۔ لوگوں میں اس بات

کا خوب چرچا ہوتا رہا لیکن مجھے قطعاً اس کا کوئی علم نہ تھا۔ البتہ ایک بات مجھے کھٹک رہی تھی کہ میری علالت کیوقت جو لطف وعنایت حضورﷺ پہلے مجھ پر فرمایا کرتے تھے وہ مفقود تھی ۔ حضورﷺ جب مزاج پرسی کے لئے تشریف لاتے تو صرف اتنا دریافت کرتے **کیف تیکم** کہ تمہارا کیا حال ہے۔ اس سے مجھے شک گزرتا، تاہم مجھے اس شرانگیز پروپگنڈے کی خبر تک نہ تھی ۔ بیماری کے بعد میں بہت نقاہت اور کمزوری محسوس کرنے لگی ۔ایک رات میں اُمّ مسطح کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے مدینہ سے باہر گئی کیونکہ اُس وقت تک گھروں میں بیت الخلاء بنانے کا رواج نہ تھا اور ہم عرب کے دستور کے مطابق جنگل میں ہی جایا کرتی تھیں ۔اُمّ مسطح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ زاد بہن تھیں ۔ ہم دونوں جب فارغ ہوکر واپس آرہی تھیں تو امِ مسطح کا پاؤں چادر میں اُلجھا اور وہ گر پڑیں ۔ اُن کی زبان سے بے ساختہ نکلا '**تعس مسَطح**' کہ مسطح ہلاک ہو۔ یہ اُس کا بیٹا تھا۔ میں نے کہا تم ایک بدری کے لئے ایسے الفاظ استعمال کر رہی ہو؟ یہ بہت بُری بات ہے ۔ اُس نے کہا کیا تم نے نہیں سُنا جو طوفان اُس نے برپا کر رکھا ہے؟ میرے استفسار پر اُس نے سارا واقعہ مجھے سنا دیا۔ یہ سن کر میرا مرض پھر عود کر آیا۔ حضورﷺ تشریف لائے تو پوچھا **کیف تیکم** ۔میں نے عرض کی مجھے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے ۔مقصد یہ تھا کہ میں والدین سے اس خبر کے متعلق تفصیلی حالات دریافت کروں ۔حضورﷺ نے اجازت دے دی۔ میں میکے چلی آئی۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا: **یا امتاہ الم ذا یتحدث الناس بہ** ؟ امّی جان ! لوگ یہ کیا باتیں بنا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا بیٹی زیادہ غمگین ہونے کی ضرورت نہیں ۔جب کوئی بیوی پاکیزہ صورت ہو اور اس کا شوہر اُسے محبوب رکھے اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو

اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! لوگ میرے متعلق ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں رات بھر جاگتی رہی اور روتی رہی، صبح ہوئی تب بھی آنسو جاری تھے اور نیند کا نام ونشان تک نہ تھا۔ حضور ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا پورا پورا علم ویقین تھا مگر چونکہ اپنی بیوی کا معاملہ تھا سی لئے آپ نے اپنی طرف سے اپنی بیوی کی براءت اور پاکدامنی کا اعلان کرنا مناسب نہیں سمجھا اور وحی الٰہی کا انتظار فرمانے لگے۔ اس درمیان میں آپ اپنے مخلص اصحاب سے اس معاملہ میں مشورہ فرماتے رہے تاکہ اُن لوگوں کے خیالات کا پتہ چل سکے۔ (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب آپ نے اس تہمت کے بارے میں گفتگو فرمائی تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں ہے کہ آپ کے جسم اطہر پر ایک مکھی بھی بیٹھ جائے کیونکہ مکھی نجاستوں پر بیٹھتی ہے تو بھلا جو عورت ایسی بُرائی کی مرتکب ہو خداوند قدس کب؟ اور کیسے برداشت فرمائے گا کہ وہ آپ کی زوجیت میں رہ سکے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے سایہ کو زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑ سکے تو بھلا اس معبود برحق کی غیریت کب یہ گوارا کرے گی کہ کوئی انسان آپ کی زوجہ محترمہ کے ساتھ ایسی قباحت کا مرتکب ہو سکے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ گزارش کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ آپ کی نعلین اقدس میں نجاست لگ گئی تو تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیج کر خبر دی کہ آپ اپنی نعلین اقدس اُتار دیں اس لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا معاذ اللہ اگر ایسی ہوتیں تو ضرور اللہ تعالیٰ آپ پر وحی نازل فرما دیتا کہ آپ اُن کو اپنی زوجیت سے نکال دیں۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جب اسی تہمت کی خبر سُنی تو انھوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے بیوی۔ تو سچ بتا۔ اگر حضرت صفوان بن معطل کی جگہ میں ہوتا تو کیا تو یہ گمان کر سکتی ہے کہ میں حضور ﷺ کی حرم پاک کے ساتھ ایسا کر سکتا تھا؟ تو اُن کی بیوی نے جواب دیا کہ اگر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جگہ میں رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہوتی تو خدا کی قسم۔ میں کبھی ایسی خیانت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو مجھ سے لاکھوں درجے بہتر ہے اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو بدرجہا تم سے بہتر ہیں بھلا کیونکر ممکن ہے کہ یہ دونوں ایسی خیانت کر سکتے ہیں۔
(مدارک التنزیل)

جب نزول وحی میں تاخیر ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کو بلایا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو میری براءت کی' اُن کے دل میں حضور ﷺ کے ابل کی جو محبت تھی اس کو ظاہر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) حضور ﷺ اتنے رنجیدہ خاطر کیوں ہیں' اس کے علاوہ عورتوں کی کیا کمی ہے کسی بھی عورت سے تشفی بخش معلومات حاصل کر لیں۔ اگر حضور تصدیق فرمانا چاہتے ہیں تو بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو بلا کر دریافت فرمایئے وہ حقیقت حال سے آگاہ کر دے گی۔ چنانچہ بریرہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ نے پوچھا اے بریرہ **هل رايت من شیء يريبك من عائشة** کیا تو نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے تمھیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کوئی شک ہو؟ اس نے عرض کی: مجھے اس خدا کی قسم جس نے حضور ﷺ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے اس کے سوا میں نے عائشہ میں کوئی عیب نہیں دیکھا کہ آٹا گوندھا ہوا رکھا ہوتا ہے یہ اپنی کمسنی کی وجہ سے سو جاتی ہیں اور بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے۔ کسی نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو جھڑکا کہ تو سچ

کیوں نہیں بتاتی۔ تو اس نے کہا **سبحان اللّٰہ واللّٰہ ماعلمت علیھا الاما یعلم الصائغ علی تبر الذھب الاحمر** خدا کی قسم میں اُن کے متعلق اس کے بغیر اور کچھ نہیں جانتی جس طرح ایک زرگر خالص سرخ سونے کے متعلق جانتا ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صفائی پیش کرنا :

ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس بات پر بجا طور پر فخر تھا کہ سب بیبیوں کا نکاح ان کے عزیز رشتہ داروں نے کیا مگر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آسمان پر ہوا اور قرآن پاک میں نازل ہوا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مقابلہ کی نوبت بھی آجاتی تھی کہ ان کو حضور اقدس ﷺ کی سب سے زیادہ محبوبہ ہونے پر ناز تھا اور ان کو آسمان کے نکاح پر ناز تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حسن و جمال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مثل تھیں لیکن اس کے باوجود جب حضور ﷺ نے دریافت فرمایا تو انھوں نے قسم کھا کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے کان اور آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں خدا کی قسم میں تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اچھی ہی جانتی ہوں، بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتی **احی سمعی وبصری واللّٰہ ماعلمت الا خیرا** (بخاری باب الافک)

یہ تھی سچی دین داری ورنہ یہ وقت سوکن کے الزام لگانے کا تھا اور شوہر کی نگاہ سے گرانے کا۔ بالخصوص اس سوکن کو جو لاڈلی بھی تھی مگر اس کے باوجود زور سے صفائی کی اور تعریف کی۔

پھر سَرورِ عالم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

یا معشر المُسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھلی فو اللّٰہ ماعلمت علی اھلی اِلّا خیرًا وما علمت علٰی اھلی من سوءٍ

'اے گروہ مسلمانان ! اس شخص کے بارے میں مجھے کون معذور رکھتا ہے (اُس شخص کے خلاف میری کون مدد کرے گا) جس کی اذیّت رسانی میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھ تک پہنچی ہے۔ بخدا میں اپنے اہل کے خیر بغیر کچھ نہیں جانتا اور مجھے اُن سے کسی غلطی کا کوئی علم نہیں ہے۔سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا اس معاملہ میں' میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص قبیلہ اوس سے ہے **ضربنا عنقه** ہم اس کی گردن اُڑا دیں گے اور اگر وہ بنی خزرج سے ہے تو آپ اُن کے خلاف ہمیں حکم دیں تو تعمیل ارشاد کی جائے گی' پھر قبلہ خزرج کے سَردار حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہوگئے اور اس سے پہلے وہ ایک نیک شخص تھے لیکن عصبیت نے اُن کو بھڑکا دیا' انہوں نے حضرت سعد بن معاذ سے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ تمھیں علم ہے وہ شخص خزرجی ہے اس لئے تم ایسی باتیں کررہے ہو۔ اگر وہ اوس قبیلے کا فرد ہوتا تو تم ایسا نہ کہتے۔ غرض کہ تلخ کلامی یہاں تک بڑھی کہ قریب تھا دونوں قبیلوں میں لڑائی چھڑ جائے۔ حضورﷺ نے دونوں کے جوش کو ٹھنڈا کیا اور معاملہ رفع دفع ہوگیا۔

حضورﷺ کی برسَرِ منبر اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضورﷺ کو سیدہ عائشہ اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہما دونوں کی براءت وطہارت اور عِفت و پاکدامنی کا پورا پورا علم اور یقین تھا اور وحی نازل ہونے سے پہلے ہی آپ کو یقینی طور پر معلوم تھا کہ منافق جھوٹے اور ام المومنین پاک دامن ہیں ورنہ آپ برسَرِ منبر قسم کھا کر اُن دونوں کی اچھائی کا مجمع عام میں ہرگز اعلان نہ فرماتے مگر پہلے ہی اعلان عام نہ فرمانے کی وجہ یہی تھی کہ اپنی بیوی کی پاکدامنی کا اپنی زبان سے اعلان کرنا حضورﷺ مناسب نہیں سمجھتے تھے جب حد سے زیادہ منافقین نے شوروغل شروع کردیا تو حضورﷺ نے منبر پر اپنے خیال اقدس کا اظہار فرمادیا مگر اب بھی اعلان عام کے لئے آپ کو وحی الٰہی کا انتظار ہی رہا۔

میرے شب وروز گریہ وزاری میں گزرتے‘ لمحہ بھر کے لئے بھی نیند نہ آتی ۔ میرے والدین کو یہ اندیشہ لاحق ہوگیا کہ اس طرح رونے سے اس کا کلیجہ پھٹ جائے گا ۔ ایک دن میں رو رہی تھی ۔ میرے والدین بھی میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے ۔ ایک انصاری عورت ملنے کے لئے آئی وہ بھی بیٹھ کر رونے لگی ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ۔ سلام فرمایا اور بیٹھ گئے ۔ اس سے پہلے کبھی بیٹھے نہ تھے ۔ ایک مہینہ گزر چکا تھا ۔ میرے بارے میں کوئی وحی نہیں اُتری تھی ۔ حضور ﷺ نے تشہد کے بعد فرمایا اے عائشہ تیرے بارے میں مجھے ایسی ایسی اطلاع ملی ہے ۔ اگر تو پاکدامن ہے تو اللہ تعالیٰ تیری براءت کردے گا ۔ اگر تجھ سے قصور سَرزد ہوگیا ہے تو توبہ کرلے‘ کیونکہ بندہ اگر اپنے قصور کا اعتراف کرلے اور توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے ۔ میرے آنسو یکدم خشک ہوگئے ۔ میں نے اپنے والد محترم سے کہا کہ حضور ﷺ کو اس بات کا جواب دیں ۔ انھوں نے فرمایا میں کچھ جواب نہیں دے سکتا ۔ پھر میں نے والدہ سے کہا ۔ انھوں نے بھی معذوری ظاہر کی ۔ میں اگرچہ نوعمر تھی‘ زیادہ قرآن بھی پڑھا ہوا نہ تھا لیکن میں نے عرض کی بخدا آپ لوگوں نے ایک بات سُنی اور وہ تمھارے دِلوں میں جم گئی ۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں بے گناہ ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ لوگ میری بات نہیں مانیں گے ۔ اور اگر میں ایک ایسی بات کا اعتراف کروں جس سے خدا جاتا ہے کہ میں بَری ہوں تو آپ فوراً مان لیں گے ۔ اس وقت میری مثال حضرت یعقوب علیہ السلام جیسی ہے لہذا میں بھی وہی کہتی ہوں جو یوسف علیہ السلام کے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے کہی تھی ﴿ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۚ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴾ (یوسف/۱۸) پس صبر ہی اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو

۔۔پھر میں منہ پھیر کر بستر پر لیٹ گئی ۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری براءت فرمائے گا لیکن مجھے یہ خیال نہ تھا کہ میرے بارے میں آیات قرآنی نازل ہوں گی ۔ میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہ سمجھتی تھی ۔ حضور ﷺ بھی وہیں تشریف فرما تھے کہ نزول وحی کے آثار ظاہر ہونے لگے ۔ سَردی کے موسم میں بھی نزولِ وحی کے وقت پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگے تھے جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو حضور ﷺ ہنستے ہوئے فرمایا کہ اے عائشہ تم خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی حمد کرو کہ اس نے تمہاری براءت اور پاک دامنی کا اعلان فرما دیا ۔ پہلی بات جو حضور ﷺ نے فرمائی وہ یہ تھی: **ابشر یاعائشة اما اللــه عزوجل فقد برؤك** اے عائشہ خوشخبری ہو' اللہ تعالیٰ نے تیری براءت فرما دی ہے ۔ میری والدہ نے مجھے کہا اے عائشہ اُٹھ اور حضور ﷺ کا شکریہ ادا کر ۔ میں نے کہا بخدا میں نہیں اُٹھوں گی اور نہ کسی کا شکریہ ادا کروں گی ۔ صرف اللہ تعالیٰ کا شکر کروں گی جس نے میری براءت فرمائی ۔ (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو فرمایا میں حضور کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی اور میں صرف اپنے رب کی حمد کروں گی' اس کلام کے متعلق یہ وہم نہ کیا جائے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے انکار کیا' معاذ اللہ ! یا آپ رسول اللہ ﷺ سے ناراض تھیں بلکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر جو عظیم احسان کیا ہے اور اُن کو نعمت غیر مترقبہ عطا فرمائی ہے تو اس نعمت اور احسان پر سب سے پہلے صرف اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد کرنی چاہئے ورنہ سیدہ عائشہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور آپ کے شکر کا کیسے انکار کرسکتی ہیں جب کہ یہ عظیم نعمت آپ کو رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے ہی ملی تھی' اس لئے آپ کے اس قول کا مطلب یہ تھا کہ میں سب سے پہلے آپ کی تعظیم اور آپ کا شکر نہیں بلکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کا شکر ادا کروں گی ۔ اس طرح فرمانا آپ کا مقام ناز ہے) اُس وقت سورۂ نور کی یہ دس

آیتیں نازل ہوئیں۔حضور ﷺ نے ان دس آیتوں کی تلاوت فرمائی :

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ ؕ لَاتَحْسَبُوْهُ شَرًّالَّکُمْ ؕ بَلْ هُوَخَیْرٌ لَّکُمْ ؕ
لِکُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ؕ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ؕ
لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْکٌ مُّبِیْنٌ ؕ
لَوْ لَاجَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ؕ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ
الْکٰذِبُوْنَ ؕ وَلَوْ لَافَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّکُمْ فِیْ مَآ
اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ؕ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِکُمْ مَّا لَیْسَ لَکُمْ
بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا وَّهُوَ عِنْدَاللّٰهِ عَظِیْمٌ ؕ وَلَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّایَکُوْنُ
لَنَآ اَنْ نَّتَکَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ؕ یَعِظُکُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا
اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ؕ وَیُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ
اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ
وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ ؕ وَلَوْ لَافَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾

(سورۂ نور/۲۰۔۱۱) بے شک جنھوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے تم اسے اپنے لئے برا خیال نہ کرو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لئے۔ ہر شخص کے لئے اس گروہ میں اسے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور جس نے سب سے زیادہ حصّہ لیا اُن میں سے اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سُنی تو گمان کیا ہوتا مومن مَردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے (اگر وہ سچے تھے تو) کیوں نہ پیش کر سکے اس پر چار گواہ، پس جب وہ پیش نہیں کر سکے گواہ تو (معلوم ہوگیا کہ) وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تو پہنچتا تمہیں اس سخن سازی کی وجہ سے سخت عذاب

(جب تم ایک دوسرے سے) نقل کرتے تھے اس (بہتان) کو اپنی زبانوں سے اور کہا کرتے تھے اپنے مُونہوں سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا۔ نیز تم خیال کرتے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔ اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سُنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق۔ اے اللہ! تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ نصیحت کرتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کہ دوبارہ اس قسم کی بات ہرگز نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو۔ اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے (اپنی) آیتیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے۔ بیشک جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی اُن لوگوں میں جو ایمان لاتے ہیں (تو) اُن کے لئے دردناک عذاب ہے دُنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ تعالیٰ (حقیقت کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔ اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) رحیم ہے (تو تم بھی نہ بچ سکتے)۔

Undoubtedly, those who have brought this big slander are a party from among you. Consider it not an evil for you, rather it is good for you. For everyone of them is the sin that he has earned, and among them he who look the greatest share, for him is the mighty torment. Why it did not happen when you had heard it that the Muslim men and Muslim women would have thought good of their own and would have said, 'This is the manifest slander'. Why did they not bring four witnesses against it? Therefore since they did not bring witnesses, then they are indeed liars in the sight of Allah. And if the grace of Allah and His mercy had not been upon you, in

this world and the Hereafter, then a mighty torment would have touched you for the muttering into which you plunged. When you brought such talk on your tongues hearing from one another, and uttered with your mouths that of which you have no knowledge and thought it light, while it was great in the sight of Allah. And why it did not so happen, when you heard it you would have said. It is not befitting to us to speak about such thing? Allah, Hallowed be You; this is a great slander. Allah admonishes you never then to repeat like of it if you believe. And Allah explains to you His signs clearly. And Allah is knowing, Wise. Those who desire that scandal should spread among the Muslims, for them is the painful torment in this world and the Hereafter. And Allah knows and you know not. And if there had not been the grace of Allah and His mercy upon you and that Allah is Kind enough. Merciful to you, (then, you would have experienced its hardship).

ان آیات کے نازل ہو جانے کے بعد منافقین کا اٹھایا ہوا یہ طوفان تھا اور اُن کا منہ کالا ہو گیا۔ اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے سات اس طرح چمک اُٹھا کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے دِلوں کی دُنیا میں نورِ ایمان سے اُجالا ہو گیا۔ اگر چہ اس کا سَرغنہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی تھا لیکن اُس نے اس شد و مد سے بات کا تبنگڑ بنایا کہ کئی سادہ لوح مسلمان اس کی لپیٹ میں آ گئے چنانچہ حضرت حسان بن ثابت، مسطح اور حمنہ بنت جحش کا نام اسی زمرہ میں لیا جاتا ہے اُنھیں حد قذف لگائی گئی اور عبداللہ بن ابی کو بعض اقوال کے مطابق حد لگائی گئی لیکن اکثر کا یہ خیال ہے کہ اس سے تعرض نہیں کیا گیا ۔ اُسے خدا کی آتش انتقام میں ہمیشہ جلتے رہنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ (ضیاء النبی)

حضرت مریم وحضرت عائشہ کی پاکی کی گواہی :

حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی یہاں ایک علمی نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مریم پر تہمت لگی۔ پاکی کی گواہی کس نے دی؟ اُن کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایام شیر خوارگی میں پاکی کی گواہی دی۔حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی۔ پاکی کی گواہی کس نے دی؟ اللہ تعالیٰ نے ایک بچہ کو قوت گویائی عطا فرمائی کہ اس سے اُن کی براۂت ظاہر فرمادی...... یہ گواہی ایک شیر خوار بچے نے دی۔رب کتنا بڑا قادر مطلق ہے کہ پاکی کی گواہی وہ شیر خوار بچوں سے دلا رہا ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی۔اگر میرا رب چاہتا تو شیر خوار بچے پاکی کی گواہی دیتے۔اگر میرا رب چاہتا تو مکے کی کنکریاں پاکی کی گواہی دیتیں۔اگر میرا رب چاہتا تو درخت کے پتے پاکی کی گواہی دیتے۔اگر میرا رب چاہتا تو دریا کے قطرے پاکی کی گواہی دیتے۔اگر میرا رب چاہتا تو فلک کے ستارے پاکی کی گواہی دیتے۔مگر میرے خدا نے فیصلہ عجیب فرمایا۔اے محبوب معاملہ یہاں کا عجیب ہے۔وہاں بچوں نے گواہی دی تھی۔مگر یہاں تو انتظام یہ ہے کہ سب کو حکم مل چکا ہے کہ اے ستارو خاموش رہو۔اے ذرو خاموش رہو۔اے دریا کے قطرو خاموش رہو۔اے پتھرو خاموش رہو۔اے سنگریزو خاموش رہو۔اے درخت کے پتو خاموش رہو۔اور اے محبوب تم بھی خاموش رہو۔یہ تمہاری زوجہ کی بات ہے میں گواہی دوں گا۔میں بچوں سے گواہی نہیں دلواؤں گا بلکہ دنیا کی کسی چیز سے بھی گواہی نہیں دلواؤں گا لہذا اے محبوب حکمت یہی ہے تم بھی خاموش رہو میں گواہی دوں گا۔ واقعی بڑا اچھا ہو گیا کہ رب تبارک وتعالیٰ نے گواہی دی ورنہ اگر رسول گواہی دیتے اور

بات رسول کی گواہی تک ہوتی ،رسول جو کہتے وہ حدیث بنتی ۔اور جب حدیث یہاں تک پہونچتی تو نہ جانے راویوں کا کیا حال ہوتا' اور دشمن رسول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان عظمت کے اوپر نہ جانے کیسے کیسے داغ لگا تا۔ حدیث میں جرح کرتا' راویوں سے ٹکراتا' متن سے الجھتا' کیا کرتا معلوم نہیں ۔۔لہذا' اہتمام یہ فرمایا گیا کہ اے محبوب تم نہ بولو۔تم بولو گے تو حدیث بنے گی ۔میں گواہی دوں گا تو وہ قرآن کا جزو ہوگی ۔اب یہ قرآن ہے لہذا اب جو پاکی پر ایمان نہ لائے اس کا کفر اظہر من الشّمس ہے۔

بیوقوف لوگ یہ سوچتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اگر معلوم ہوتا تو کیوں نہ بول دیتے۔ پاکی کی گواہی خود ہی دیدیتے۔ معلوم ہوتا ہے رسول کو خبر نہیں تھی۔ اے نادانوں ۔رسول کو معلوم ہے جب ہی تو خاموش ہیں کہ ادھر سے آیت آنے والی ہے کیوں بولوں (خطبات شیخ الاسلام)

جو منافقین آیات براءت کے نزول کے بعد بھی اپنے اس افتراء پر قائم رہے اور توبہ نہیں کی تو انہیں ملعون قرار دیا۔ انہیں دُنیا و آخرت کی لعنت اور عذاب عظیم کی وعید سنائی گئی **لعنوا فی الدنیا والاخرة ولهم عذاب عظیم** ۔ آج بھی وہ لوگ (روافض) جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت کے قائل نہیں وہ بھی اسی وعید کے مستحق ہیں وہ قرآن کے منکر اور دُنیا و آخرت کی لعنت اور عذاب عظیم کے مستحق اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (بحوالہ فیوض الباری)

اعتراضات اور جوابات :

(☆) ایک اعتراض یہ ہے کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ کو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا پہلے سے علم تھا تو آپ نے اس مسئلہ میں اصحاب سے

استصواب کیوں کیا اور حضرت بریرہ سے سیدہ عائشہ کے چال چلن کے متعلق استفسار کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب اس لئے کیا تھا کہ کسی دشمن اسلام کو یہ کہنے کی گنجائش نہ ہو کہ دیکھو جب اُن کے اپنے اہل پر تہمت لگی تو انہوں نے اس کے متعلق کوئی تحقیق اور تفتیش نہین کی، آپ نے اس مسئلہ کی پوری تحقیق کی اور تفتیش کے تمام تقاضوں کو پورا کیا، سیدہ عائشہ کی سوکن (سیدہ زینب بنت جحش) سیدہ عائشہ کی خادمہ بریرہ اور دیگر قریبی ذرائع سے سیدہ عائشہ کے چال چلن کے متعلق استفسار کیا حتیٰ کہ سب نے سیدہ عائشہ صدیقہ کی برأت اور پاکیزگی کا اظہار کیا اور سب نے بیک زبان کہا کہ ہم سیدہ عائشہ کے متعلق پاکیزگی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔

(☆) نزول وحی سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا سیدہ عائشہ کی برأت کے متعلق علم، اور شبہات کے جوابات :

اس حدیث میں ایک بحث یہ ہے کہ آیا نزول وحی سے پہلے نبی کریم ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی اور برأت کا علم تھا یا نہیں؟

اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ نزول وحی سے پہلے حضور ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا یقیناً علم تھا، کیونکہ جب اس مسئلہ پر بحث ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

فواللہ ماعلمت علی اھلی الا خیر او قد ذکروا رجاما علمت علیه الا خیرا (صحیح بخاری) بخدا مجھے اپنی اہلیہ میں پاکیزگی کے سوا اور کسی چیز کا علم نہیں ہے اور انہوں نے جس شخص کے ساتھ تہمت لگائی ہے مجھے اس کے متعلق بھی صرف پاکیزگی کا علم ہے۔

باقی رہا یہ کہ نبی کریم ﷺ کو جب سیدہ عائشہ صدیقہ کی پاکیزگی کا علم تھا تو آپ نے سیدہ عائشہ کی طرف توجہ کم کیوں کر دی تھی، اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا سیدہ

عائشہ صدیقہ کی طرف کم توجہ کرنا لاعلمی کی وجہ سے نہ تھا' بلکہ اس تہمت کے بعد آپ کی غیرت کا تقاضا یہ تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدہ عائشہ صدیقہ کی برأت کا اعلان نہ ہو جائے اس وقت تک آپ توجہ کم رکھیں تا کہ کسی دشمن اسلام کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس قسم کی تہمت سے کوئی نفرت نہیں تھی۔

(☆) اعتراض یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی کا علم تھا تو آپ نے سیدہ عائشہ صدیقہ سے یہ کیوں فرمایا اگر تم سے کوئی گناہ سَرزد ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی اتمام حجت کے لئے تھا اور اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر بفرض محال تم سے کوئی گناہ سَرزد ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو۔ قرآن مجید میں اس قسم کی بکثرت مثالیں ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿**فان كنت فى شك مما انزلنا اليك فسئل الذين يقرء ون الكتٰب من قبلك**﴾ (یونس/۹۴) تو اگر آپ کو (بالفرض) اس چیز کے متعلق شک ہو جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تو آپ ان لوگوں سے سوال کیجئے جو آپ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انبیاء کرام سے عہد لینے کے بعد فرماتا ہے: ﴿**فمن تولىٰ بعد ذٰلك فاولٓئك هم الفٰسقون**﴾ (ال عمران/۸۲) پھر جو کوئی اس کے بعد (بالفرض) اس عہد سے پھر گیا تو وہی لوگ نافرمان ہوں گے۔

﴿**قل ان كان للرحمٰن ولد فانا اول العٰبدين**﴾ (زخرف/۸۱) آپ فرمائیے ! اگر (بہ فرض محال) رحمٰن کی کوئی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے (اس کی) عبادت کرتا۔

سو اسی اعتبار سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر بالفرض تم سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو۔ اور یہ تحقیق و تفتیش کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے

فرمایا تھا' اور اس ارشاد میں اُمت کے لئے نمونہ رکھنا تھا کہ اپنے اہل کی رعایت سے تحقیق میں کوئی کمی نہ کی جائے اور یہ تعلیم دینی تھی کہ اگر کسی شخص کی بیوی سے غلطی ہو جائے تو وہ اس کو توبہ کی تلقین کرے اور یہ مسئلہ بتلانا تھا کہ جس شخص سے یہ غلطی سَرزد ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا۔

ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور پاکیزگی کا علم تھا تو آپ اس قدر پریشان اور غمگین کیوں رہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ غم اور صدمہ کی وجہ یہی تو تھی کہ بے گناہ پر تہمت لگی ہے' نیز زیادہ غم اور پریشانی کا سبب یہ تھا کہ بعض مسلمان بھی تہمت لگانے والوں میں شامل ہو گئے تھے' ایسے میں اگر رسول اللہ ﷺ از خود سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان کرتے تو یہ خدشہ تھا کہ وہ مسلمان آپ کے متعلق یہ بدگمانی کرتے کہ آپ اپنے اہل کی رعایت فرما رہے ہیں اور آپ کے متعلق بدگمانی کر کے کافر ہو جاتے۔ نبی کریم ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا علم تھا اس پر ایک قوی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی۔ تو جب نبی کریم ﷺ کو ہر نبی کی زوجہ کی پاک دامنی کا علم ہے تو اپنی زوجہ مطہرہ کی پاک دامنی کا علم کیسے نہیں ہو گا۔

کذب بیانی اور بہتان تراشی کی انتہاء : Big slander

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۚ لَاتَحْسَبُوْهُ شَرًّالَّكُمْ ۚ بَلْ هُوَخَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (النور/١١)

بے شک جنھوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے۔ تم اسے اپنے لئے بُرا خیال نہ کرو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لئے۔ ہر شخص کے لئے اس گروہ میں اسے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور جس نے سب سے زیادہ حصّہ لیا ان میں سے اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

Undoubtedly, those who have brought this big slander are a party from among you. Consider it not an evil for you, rather it is good for you. For everyone of them is the sin that he has earned, and among them he who look the greatest share, for him is the mighty torment.

کذب بیانی اور بہتان تراشی کی انتہا کو افک کہتے ہیں۔ **الافك ابـــلـــغ مایکون من الکذب والافتراء** اس ایک لفظ سے ہی منافقین کی سازش کو بے نقاب کر دیا کہ اس کا صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ سَراسَر جھوٹ افتراء اور بہتان ہے جس واقعہ کو زبان قدرت جھوٹ کا پلندہ کہہ دے اس کی مزید تردید کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن واقعہ کی سنگینی کے پیش نظر اور مسلمانوں کی تربیت کے لئے اس کو مزید وضاحت سے بیان فرمایا۔

الافك: ہر وہ چیز جس کو اس کی اصل وضع سے پھیر دیا گیا ہو' وہ ہوائیں جو اپنے معمول کے خلاف اُلٹی چلتی ہیں۔ **قَـاتَلَهُمَ اللّٰهُ ۚ اَنّٰی یُؤفَکُوْنَ** (التوبہ/٣٠) اللہ اُن کو غارت کرے وہ اعتقاد برحق سے اعراض کرکے باطل کی طرف جا رہے ہیں۔ جب کسی پر تہمت لگائی جائے یا اس پر بہتان تراشا جائے تو اس میں بھی حق کے خلاف باطل بات کہی جاتی ہے اور صدق کو چھوڑ کر کذب کو اختیار کیا جاتا ہے اور سب سے بدترین تہمت وہ تھی جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے لگائی تھی۔ (المفردات)

'تم اسے اپنے لئے بُرا خیال نہ کرو' یہ خطاب تمام مسلمانوں کو ہے خصوصًا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' اور اُن کے خانوادہ کو' یعنی اس بہتان تراشی سے جو قلبی اور رُوحانی تکلیف تمہیں پہنچی ہے اسے شر خیال نہ کرو۔ اس میں تمہارے لئے خیر ہی خیر ہے۔ اس جھوٹے الزام سے تمہیں دُکھ ہوا۔ رضاء الٰہی کے لئے تم نے صبر کیا' اس پر تمھیں اجر عظیم ملے گا۔ اے صدیق۔ تمھیں چند دن تکلیف ضرور ہوئی لیکن اب قیامت تک تیری نورِ نظر کی پاک دامنی کی شہادت قرآن دیتا رہگا۔ تیری لختِ جگر کی عِفت اور پاک دامنی کو ماننا ایمان اور اسلام ہوگا۔ جو اس کا انکار کرے گا بلکہ جو اس میں ذرا شک کرے گا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج اور نعمتِ ایمان سے محروم کر دیا جائے گا۔

'عذاب عظیم' اس خبیث منافق عبداللہ ابن ابی کے لئے ہوگا جس نے اس جھوٹ گھڑنے اور اس کی تشہیر میں سب سے زیادہ حصّہ لیا۔

عبداللہ بن اُبی کو آخرت کے عذاب کے ساتھ خال کر لیا گیا' اور جو مسلمان اس تہمت لگانے میں ملوث ہو گئے تھے مثلاً حضرت حسان' حضرت مسطح اور حضرت حمنہ اُن کی تطہیر کے لئے اُن پر حد قذف لگائی گئی۔ قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ اس کی پاداش میں عبداللہ ابن اُبی نفاق میں مشہور ہو گیا۔ (تفسیر تبیان القرآن بحوالہ عنایت القاضی)

یہ نفوس قدسیہ (صحابہ کرام) جن پر حد جاری کی گئی یہ سب اُن پر تطہیر کے لئے کی گئی اور اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں تمام نیک اعمال کے لئے اسوۂ حسنہ اور نمونہ ہے اگر یہ حضرات ان جرائم کے مرتکب نہ ہوتے تو آپ کی زندگی میں حد جاری کرنے کا نمونہ نہ ہوتا اور آپ کی زندگی میں تمام احکام شرعیہ کے نفاذ کا نمونہ نہ ہوتا۔ حد کے جاری ہونے سے اُن کی تطہیر ہو گئی اور اُس سے اُن کے مرتبہ اور مقام

میں کوئی کمی نہیں آئی۔ یہ تمام صحابہ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں اُن کے لئے جنّت اور اللہ کی رضا کی بشارت ہے۔ اُن کا ایک کلو جَو صدقہ کرنا بھی بعد والوں کے اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے اور بعد کے تمام اخیار اُمت اُن کی گردِراہ کو بھی نہیں پہنچتے۔

ہر مسلمان مَرد اور عورت کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہئے :

﴿ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴾ (النور/۱۲) 'ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سُنی تو گمان کیا ہوتا مومن مَردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے'

Why it did not happen when you had heard it that the Muslim men and Muslim women would have thought good of their own and would have said, 'This is the manifest slander'.

علامہ قرطبی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں '**هذا عتاب من الله سبحانه وتعالى للمؤمنين**' یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کو عتاب اور سَرزنش فرمارہے ہیں کہ تم نے سنتے ہی اس بہتان کی تردید کیوں نہ کردی۔ اس میں تردد کی غلطی کیوں کی۔ تمھیں تو فوراً کہہ دینا چاہے تھا **هذا افك مبين** 'یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے'

مسلمانوں کو یہ چاہئے تھا کہ جب انہوں نے تہمت کی یہ خبر سُنی تھی تو وہ فوراً کہتے کہ یہ کھلی ہوئی تہمت اور بڑا بہتان ہے۔ عام مسلمان کے لئے بھی ایسا ہی کہنا چاہئے خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ اور تمام مسلمانوں کی ماں کے متعلق تو ضرور اور لازماً ایسا کہنا چاہئے تھا۔ (تبیان القرآن)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی اس آیت کریمہ کی تفسیر فرماتے ہیں کہ:

اس میں اُن لوگوں سے خطاب ہے جو اس واقعہ میں تردد کرتے ہوئے خاموش رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اور مخلص مومنوں کو تردد نہ ہوا' ورنہ معاذ اللہ وہ بھی اس عتاب میں ادخل ہوتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا جھوٹا بہتان ہونا غیب نہیں بلکہ بالکل ظاہر تھا جسے رب تعالیٰ نے 'مبین' (روش۔کھلا ہوا) فرمایا۔لہذا حضور ﷺ پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

یعنی ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اس تہمت کی خبر سُنی تھی تو مسلمان مَرد اور مسلمان عورتیں اپنے بارے میں یعنی اپنے مسلمان بھائی بہن کے بارے میں نیک گمان کرتے اور کہہ دیتے کہ یہ کھلا جھوٹ ہے۔

اس آیت میں کئی چیزیں قابلِ غور ہیں: اول یہ کہ **بانفسھم** کے لفظ سے قرآن کریم نے یہ اشارہ کیا کہ جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو بدنام و رُسوا کرتا ہے وہ دَرحقیقت اپنے آپ ہی کو رُسوا کرتا ہے کیونکہ اسلام کے رشتہ نے سب کو ایک بنا دیا ہے۔ قرآن کریم نے ایسے تمام مواقع میں یہ اشارہ استعمال فرمایا ہے جیسا ایک جگہ فرمایا **لا تلمزوا انفسکم** یعنی عیب نہ لگاؤ اپنے آپ کو۔ مُراد اس سے یہ ہے کہ کسی بھائی مسلمان (مَرد یا عورت کو)۔دوسری جگہ فرمایا۔ **لاتقتلوا انفسکم** اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔مُراد وہی ہے کہ کسی بھائی مسلمان کو قتل نہ کرو۔ تیسری جگہ فرمایا **ولا تخرجوآ انفسکم من دیارکم** یعنی نہ نکالو اپنے آپ کو اپنے گھروں سے۔ یہاں بھی کسی مسلمان بھائی کو اس کے گھر سے نکالنا مُراد ہے چوتھی جگہ فرمایا **وسلموا علی انفسکم** یعنی اپنے آپ کو سلام کرو۔ مُراد وہی مسلمان بھائی کو سلام کرتا ہے۔

یہ سب آیات قرآن یہ ضمنی ہدایت دیتی ہیں کہ ایک مسلمان جو دوسرے کسی بھی مسلمان پر عیب لگاتا یا اُس کو ایذاء ونقصان پہنچاتا ہے حقیقت کے اعتبار سے خود اپنے کو عیب دار کرتا ہے اور خود نقصان وتکلیف اُٹھاتا ہے کیونکہ اس کا انجام پوری قوم کی رُسوائی اور بدنامی ہوتی ہے۔

قرآن کی اسی تعلیم کا اثر تھا کہ جب مسلمان اُبھرے تو پوری قوم کے ساتھ ابھرے، اُن کا ہر فرد اُبھرا۔ اور اسی کے چھوڑنے کا نتیجہ آج آنکھوں سے دیکھا جارہا ہے کہ سب گرے اور ہر فرد گرا۔ دوسری بات اس آیت میں یہ قابل نظر ہے کہ مقام کا تقاضا یہ تھا کہ **لوُلا اِذ سمعتموه ظننم بانفسكم خيرا** بصیغہ خطاب کہا جاتا جیسا کہ شروع میں **سمعتوه** بصیغہ خطاب آیا ہے مگر قرآن کریم نے اس مختصر جملے کو چھوڑ کر اس جگہ طرز بدلا کہ صیغہ خطاب یعنی **ظننتم** کے بجائے **ظن المومنون** فرمایا ۔ اسمیں ہلکا سا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ یہ فعل جن لوگوں سے سَرزد ہوا وہ اس فعل کی حد تک **مؤمنون** کہلانے کے مستحق نہیں کیونکہ ایمان کا تقاضا یہ تھا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے حُسنِ ظن قائم رکھتا۔

تیسری بات یہ قابل نظر ہے کہ اس آیت کے آخری جملے **و قالوهذا افك مبين** میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تقاضا ایمان کا یہ تھا کہ مسلمان اس خبر کو سنتے ہی کہہ دیتے کہ یہ کھلا جھوٹ ہے اس سے ثابت ہوا کہ کسی مسلمان کے بارمیں جب تک کسی گناہ یا عیب کا علم کسی دلیل شرعی سے نہ ہوجائے اس وقت تک اس کے ساتھ نیک گمان رکھنا اور بلا کسی دلیل عیب وگناہ کی بات اُس کی طرف منسوب کرنے کو جھوٹ قرار دینا عین تقاضائے ایمان ہے۔ (معارف القرآن)

مسئلہ : اس سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان مَرد وعورت کے ساتھ اچھا گمان رکھنا واجب ہے جب تک کسی دلیل شرعی سے اس کے خلاف ثابت نہ ہو جائے ۔ اور جو شخص بلا دلیل شرعی کے اس پر الزام لگاتا ہے اس کی بات کو رَد کرنا اور جھوٹا قرار دینا بھی واجب ہے کیونکہ وہ محض ایک غیبت اور مسلمان کو بلا وجہ رُسوا کرنا ہے ۔ (مظہری)

گواہ پیش کرنے کا حکم

﴿ لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴾ (النور/۱۳) ’(اگر سچے تھے تو) کیوں نہ پیش کر سکے اس پر چار گواہ ۔ پس جب وہ پیش نہیں کر سکے گواہ تو (معلوم ہو گیا کہ) وہی ہیں جو اللہ تعالی کے نزدیک جھوٹے ہیں‘

Why did they not bring four witnesses against it? Therefore since they did not bring witnesses, then they are indeed liars in the sight of Allah.

اس آیت میں یہ اصول بیان فرما دیا کہ جب کوئی شخص کسی پر چار گواہ پیش کئے بغیر تہمت لگائے تو وہ اللہ کے نزدیک جھوٹا ہے اور چونکہ اس واقعہ میں عبداللہ بن اُبی اور دیگر منافقین نے بغیر کسی گواہ کے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے ساتھ تہمت لگائی تھی اس لئے تہمت لگانے والے جھوٹے ہیں اور سیدہ عائشہ کا دامن عِفت بے غبار ہے ۔

اگر اُن کے اس دعویٰ میں رائی کے برابر بھی صداقت ہوتی تو وہ گواہ پیش کرتے‘ لیکن اُن کا گواہ پیش کرنے سے قاصر رہنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ الزام بالکل من گھڑت ہے اور محض حسد کا نتیجہ ہے یعنی ظاہر و باطن جھوٹے ہیں اور اگر گواہی لے آتے تو ظاہرا جھوٹے نہ رہتے ۔ اگر چہ درحقیقت پھر بھی وہ اور اُن کے سارے گواہ جھوٹے ہوتے ۔

اس آیت کے پہلے جملہ میں تو اس کی تلقین ہے کہ ایسی خبر مشہور کرنے والوں کے بارے میں مسلمانوں کو چاہیئے تھا کہ اُن کی بات کو چلتا کرنے کے بجائے اُن سے مطالبہ دلیل کا کرتے اور چونکہ تہمت زنا کے معاملے میں دلیل شرعی چار گواہوں کے بغیر قائم نہیں ہوتی اس لئے اس سے اُن سے مطالبہ یہ کرنا چاہیئے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس پر چار گواہ پیش کرو یا زبان بند کرو۔ دوسرے جملہ میں فرمایا کہ جب وہ چار گواہ نہیں لا سکتے تو اللہ کے نزدیک یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ ایسا ہونا کچھ بعید نہیں کہ ایک شخص نے اپنی آنکھ سے ایک واقعہ دیکھا مگر اس کو اس پر دوسرے گواہ نہیں ملے تو اگر یہ شخص اپنے چشم دید واقعہ کو بیان کرتا ہے تو اس کو جھوٹا کیسے کہا جا سکتا ہے خصوصًا اللہ کے نزدیک جھوٹا کہنا تو کسی طرح سمجھ ہی میں نہیں آتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو سب واقعات کے حقائق معلوم ہیں اور یہ واقعہ وجود میں آنا بھی معلوم ہے تو وہ عنداللہ جھوٹ بولنے والا کیسے قرار پایا۔ اس کے دو جواب ہیں۔ اول یہ کہ یہاں عنداللہ سے مُراد حکم اللہ اور قانون الٰہی ہے یعنی یہ شخص قانون الٰہی اور حکم خداوندی کی رُو سے جھوٹا قرار دیا جائے گا اور اس پر حد قذف جاری کی جائے گی کیونکہ حکم ربانی یہ تھا کہ جب چار گواہ نہ ہوں تو واقعہ دیکھنے کے باوجود اُس کو بیان نہ کرو اور جو بغیر چار گواہوں کے بیان کرے گا وہ قانوناً اور حکماً جھوٹا قرار پا کر سزا پائے گا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ کوئی کام فضول نہ کرے جس کا کوئی فائدہ نتیجہ نہ ہو، خصوصاً ایسا کام جس میں دوسرے مسلمان پر کوئی الزام عائد ہوتا ہو تو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے خلاف کسی عیب و گناہ کی شہادت صرف اس نیّت سے دے سکتا ہے کہ جرم و گناہ کا انسداد مقصود ہو، کسی کو رُسوا کرنا یا ایذا دینا مقصود نہ ہو تو جس شخص نے چار گواہوں کے بغیر اس قسم کی شہادت زبان سے نکالی گویا

اس کا دعویٰ یہ کہ جس میں یہ کلام اصلاح خلق اور سعا شرہ کو بُرائی سے بچانے اور انسدادِ جرائم کی نیّت سے کرر ہا ہوں مگر جب شریعت کا قانون اس کو معلوم ہے کہ بغیر چار گواہوں کے ایسی شہادت دینے سے نہ اس شخص پر کوئی حد وسزا جاری ہوگی اور نہ ثبوت بہم پہنچے گا بلکہ الٹی جھوٹ بولنے کی سزا کا میں مستحق ہوجاؤں گا تو اس وقت وہ عند اللہ اپنی اس نیّت کے دعویٰ میں جھوٹا ہے کہ میں اصلاح خلق اور انسداد جرائم کی نیّت سے یہ شہادت دے رہا ہوں کیونکہ شرعی ضابطہ کے مطابق شہادت نہ ہونے کی صورت میں یہ نیّت ہو ہی نہیں سکتی۔ (مظہری)

مومنین پر اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان اور رحمت ہے :

﴿وَلَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمۡ فِىۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِيۡهِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ﴾ (النور/۱۴) 'اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دُنیا اور آخرت میں تو پہنچتا تمھیں اس سخن سازی (تہمت) کی وجہ سے سخت عذاب' (ضیاء القرآن)

And if the grace of Allah and His mercy had not been upon you, in this world and the Hereafter, then a mighty torment would have touched you for the muttering into which you plunged.

یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل واحسان اور اُس کی رحمت ہے کہ اُس نے تمھیں فوراً عذاب میں مبتلا نہیں کردیا ورنہ بے پر کی اُڑانے والوں نے تو قہر الٰہی کو دعوت دینے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ انھوں نے تو یہ خیال کیا کہ یہ ایک معمولی سی بات ہے انھیں کیا خبر کہ جس بات سے اللہ تعالیٰ کے محبوب کا دِل رنجیدہ ہو اُس سے اللہ تعالیٰ کی آتش غضب بھڑک اُٹھتی ہے جس ذات پاک کو پاک دامنی و پاک بازی کا دَرس دینے کے لئے منتخب فرمایا گیا ہو اُس کے دامن تقدس کو داغدار کرنے کی کوشش اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی ہی مذموم اور ناپاک ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

اس میں صرف اُن لوگوں سے خطاب ہے جو تہمت میں شریک ہوگئے یا تردّد کرتے ہوئے خاموش ہوگئے یعنی تم کو توبہ کی مہلت اور توبہ کرنے پر معافی کا وعدہ ہے اس لئے تم عذاب سے بچ گئے ۔معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کو تردد بھی نہ ہوا' ورنہ وہ حضرات بھی معاذ اللہ اس عتاب میں داخل ہوجاتے ۔نعوذ باللہ۔ (نورالعرفان)

یہ آیت اُن مؤمنین کے بارے میں نازل ہوئی جو غلطی سے اس تہمت میں کسی قسم کی شرکت کر بیٹھے تھے پھر توبہ کرلی اور بعض پر سزا بھی جاری ہوئی ۔اُن سب کو اس آیت نے یہ بھی بتلا دیا کہ جو جرم تم سے سَرزد ہوا' وہ بہت بڑا جرم تھا۔اُس پر دُنیا میں بھی عذاب آسکتا تھا جیسے پچھلی قوموں کے مجرموں پر آیا ہے اور آخرت میں بھی اس پر عذاب شدید ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کا معاملہ تم مومنین کے ساتھ فضل و رحمت کا ہے ۔دُنیا میں بھی آخرت میں بھی ۔ اس لئے یہ عذاب تم سے ٹل گیا ۔دُنیا میں اللہ کے فضل و رحمت کے مظاہر یہ ہوئے کہ اول اسلام و ایمان کی توفیق بخشی پھر رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف عطا فرمایا جو کہ نزول عذاب سے مانع ہے اور پھر جو گناہ ہوگیا تھا اس سے سچی توبہ کی توفیق بخشی' پھر اس توبہ کو قبول فرمالیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کا اثر یہ ہے کہ تم سے عفو ودرگزر اور مغفرت کا وعدہ فرمالیا۔

بلاتحقیق اور بے دلیل بیان کرنا منع ہے :

﴿اِذْ تَـلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَاللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾ (النور/۱۵)

'(جب تم ایک دوسرے سے)نقل کرتے تھے اس (بہتان) کو اپنی زبانوں سے اور کہا کرتے تھے اپنے مُونہوں سے ایسی بات جس کا تمھیں کوئی علم ہی نہ تھا۔ نیز تم خیال کرتے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی تھی ۔'

When you brought such talk on your tongues hearing from one another, and uttered with your mouths that of which you have no knowledge and thought it light, while it was great in the sight of Allah.

﴿اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ﴾ **تلقّی** کا مفہوم یہ ہے کہ ایک دوسرے سے بات پوچھے اور نقل کرے۔ یہاں بات کو سن کر بے دلیل اور بلا تحقیق آگے چلتی کر دینا مُراد ہے۔

﴿وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَاللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾ یعنی تم تو اس کو معمولی بات خیال کرتے تھے کہ ہم نے جیسا سنا ویسا دوسرے سے نقل کر دیا مگر وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ تھا کہ بے دلیل اور بے تحقیق ایسی بات کو چلتا کر دیا جس سے دوسرے مسلمان کو سخت ایذا ہو، اُس کی رُسوائی ہو اور اُس کے لئے زندگی دُوبھر ہو جائے۔

تم محض ایک سُنی سنائی بات کو نقل کر رہے تھے اور اس پر یقین اور وثوق حاصل کئے بغیر اُس کو آگے پھیلا رہے تھے، ہر چند کہ تم اس کو معمولی بات سمجھ رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت سنگین بات تھی کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے حرم محترم کا معاملہ تھا۔ یہ صرف اتنا جرم نہیں تھا کہ اسّی (۸۰) کوڑے مارنے سے اس کی تلافی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دُنیا والوں کی نگاہوں میں معزز، محترم اور باوقار بنایا ہے اور اُس کے حرم اور اُس کی اہانت کرنا خود رسول کو لوگوں کی نگاہوں میں بے وقعت بنانا ہے کیونکہ جس شخص کی اہلیہ پر ایسی تہمت ہو اُس کی قدر ومنزلت نہیں ہوتی، یہ صرف رسول کے مشن کو نقصان پہنچانا نہیں ہے بلکہ اللہ نے جس حکمت سے رسول کو مبعوث فرمایا ہے اُس حکمت کو نقصان پہنچانا ہے۔

اس طرح کہ نہ تم نے کچھ بُرائی، نہ دیکھنے والے سے سُنی، صرف بدگمانی سے کہا۔ اس سے پتہ چلا کہ بعض صحابہ سے گناہ اور معصیت صادر ہوئی مگر وہ اس پر قائم نہ

ہوئے لہذا یہ دُرست ہے کہ سارے صحابہ عادل ہیں۔ رب نے اُن کے بارے میں فرمایا﴿ **وكلا وعد الله الحسنى**﴾ (سب صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا) اور فرماتا ہے **رضی الله عنهم ورضوا عنه** (اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے جنتوں کا وعدہ فرمایا)

ظاہر ہے کہ رب فاسق سے راضی نہیں ہوتا۔ نہ اُس سے جنّت کا وعدہ فرماتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی غیب نہیں بلکہ شہادت ہے ایسی شہادت کہ اس میں شک کرنے والوں کو عتاب ہوا جیسے حضرت حسان رضی اللہ عنہ وغیرہ (نورالعرفان)

تہمت سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بہتان ہونا بالکل ظاہر تھا :

﴿**وَلَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّايَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ**﴾ (النور/ ۱۶) 'اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سُنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق۔ اے اللہ! تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے'

And why it did not so happen, when you heard it you would have said. It is not befitting to us to speak about such thing? Allah, Hallowed be You; this is a great slander.

اس آیت میں پہلی آیت کی مزید تاکید فرمائی کہ نبی کریم ﷺ کے حرم محترم کا معاملہ عام مسلمانوں کی بیویوں کی طرح نہیں ہے۔ تمہارے ایمان کا تقاضا یہ تھا کہ تم منافقوں سے اس خبر کو سنتے ہی کہہ دیتے سبحان اللہ ! یہ تو بہت بڑا بہتا ہے۔ ائمہ کا اس پر اجماع ہے کہ اب جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر فحاشی کی تہمت لگائے وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ یہ قرآن مجید کا انکار ہے۔

یہاں ﴿ **سُبْحٰنَكَ**﴾ ذکر کر کے اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ

اس سے پاک اور منزہ ہے کہ اُس کے رسول کی زوجہ محترمہ کا دامن ایسے الزام سے آلودہ ہو(بحر) گویا نبی مکرم ﷺ کی رفیقہ حیات پر الزام لگانا نبی مکرم ﷺ پر الزام لگانا اور نبی مکرم پر ایسا الزام آپ پر نہیں بلکہ رب کریم پر ہے جس نے ایسا نبی بنایا۔ یاد رہے کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کو ثابت کرنے کے لئے زبانِ قدرت نے وہی اسلوب اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں کی تردید کے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ تصریح فرماتے ہیں کہ وحی کے نزول سے پہلے بھی حضور ﷺ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم تھا۔ کیونکہ نبی کا ایسے عیوب سے پاک ہونا جو لوگوں کو اس سے متنفر کردیں ضروریات عقلیہ میں سے ہے جیسے اس کا جھوٹا ہونا' کمینہ خاندان کا فرد ہوتا' اس کے والدین کا تہمتِ زنا سے مہتم ہوتا' اس طرح اُس کی اہلیہ کی عصمت کا مشکوک ہونا۔ اگر نبی میں ان عیوب میں سے کوئی ایک عیب بھی پایا جائے گا تو لوگ اس سے متنفر ہوجائیں گے اور اس کی بعثت کا مقصد ہی فوت ہوجائے گا ان كونها زوجة للرسول ﷺ المعصوم يمنع من ذالك لان الانبياء مبعوثون الى الكفّار يدعوهم ويستعطفوهم فوجب ان لايكون معهم ما ينفرهم عنهم و كون الانسان بحيث تكون زوجته مسافحه من اعظم المنفرات۔ (تفسیر کبیر)

امام موصوف نے اپنے اس کلام پر دو شبہے پیش کئے ہیں اور خود ہی اُن کا جواب دیا ہے

ا۔ نبی کی بیوی کا کافر ہونا قرآن سے ثابت ہے اور کفر زنا سے زیادہ سنگین جرم ہے۔ اگر نبی کی اہلیہ سے کفر جیسے سنگین جرم کا ارتکاب ہوسکتا ہے تو اس سے کم درجہ کے گناہ کا صدور بھی ممکن ہے۔ اس کا جواب فرمایا کہ بیوی کا کفر لوگوں کو متنفر نہیں کرتا' البتہ اس کے دامنِ عصمت کا داغدار ہونا لوگوں کو بلاشبہ متنفر کردیتا ہے۔

۲۔ دوسرا شبہ ذکر کیا ہے کہ اگر حضور ﷺ اتنا عرصہ پریشان کیوں رہتے۔

اس کے رَد میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا پریشان ہونا عدمِ علم کی دلیل نہیں۔ کفار کی ایسی باتیں جن کا بطلان اظہر من الشمس تھا وہ سن کہ بھی حضور ﷺ کو پریشان ہوتے۔ **ولقد نعلم انك يضيق صدرك بما يقولون** ۔ نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی ایک مسلمہ حقیقت تھی جس کے متعلق کسی کو ادنی شبہ بھی نہ تھا۔ الزام لگانے والے سارے منافق تھے اور اُن کے پاس اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے کوئی ثبوت نہ تھا۔ ان قرائن کے ہوتے ہوئے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ نزول وحی سے پہلے بھی اس الزام کا جھوٹا ہونا حضور ﷺ کو بخوبی معلوم تھا **فلجموع هٰذه القرائن كان ذٰلك القول معلوم الفسادقبل نزول الوحى** (کبیر)

اس کے علاوہ جو خطبہ حضور ﷺ نے منبر پر کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا تھا اس کا یہ جملہ سارے شک وشبہ کو دُور کردینے کے لیے کافی ہے۔ **يٰمعشر المسلمين من يعذرنى من رجل قد بلغنى اذاه فى اهل بيتى فوالله علمت على اهلى الا خيـــرا۔** اے گروہ مسلمانان ! مجھے اس شخص کے معاملہ میں کون معذور تصور کرے گا جس نے میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھے اذیت پہنچائی، میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں اپنے اہل کے متعلق خیر کے بغیر اور کچھ نہیں جانتا۔

بالاتفاق حضور ﷺ کا یہ خطبہ نزول آیات سے پہلے کا ہے۔ اپنے اہل بیت کی برأت حلف اُٹھا کر بیان فرمائی اور مفتری سے انتقام لینے کا حکم دیا۔ اور حضور ﷺ کا حلف اُٹھانا اور مفتری سے انتقام لینے کا حکم دینا اسی وقت تصور کیا جا سکتا ہے جب حضور ﷺ کو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی اور الزام لگانے والوں کے جھوٹے ہونے کا یقینی علم ہو۔ اگر حضور ﷺ کو ذرا بھی تردد ہوتا تو حضور ﷺ قطعاً نہ

حلف اُٹھاتے اور نہ مفتری کوسزا دینے کی ترغیب دیتے۔

آجکل بھی بعض لوگ بڑے سوقیانہ انداز یں اس واقعہ کو عام جلسوں میں بیان کرتے ہیں اور اپنے نبی پاک کی بے علمی ثابت کرنے کے لئے عجیب وغریب مو شگافیاں کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کو علم ہوتا تو رنجیدہ خاطر کیوں ہوتے۔ اگر علم ہوتا تو صاف الفاظ میں سیدہ عائشہ کی برأت کا اعلان کیوں نہ کر دیتے وغیرہ۔جنھیں سن کر دل دَرد سے بھر جاتا ہے اور کلیجہ شق ہونے لگتا ہے اور یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ صا حب جو اپنا سارا زُور بیان اور قوت استدلال اپنے نبی کی بے علمی ثابت کرنے کے لئے صرف کر رہے ہیں اُن کا اس نبی سے قلبی تعلق نہ سہی، رسمی تعلق بھی ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ وہ خود سوچیں اگر اُن کی بہو بیٹی پر ایسا بہتان لگایا جائے یا خود اُن کی اپنی دات کو ہدف بنایا جائے اگر چہ انھیں اپنی پاکدامنی کا حق الیقین بھی ہو تو کیا اُن کا جگر چھپنی نہیں ہو جائے گا۔نزول وحی میں تاخیر کی جو حکمتیں ہیں اُن کا آپ کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ابتلاء میں شدت' اُس کی مدت میں طوالت' بایں ہمہ صبر واستقامت کا مظاہرہ......ان تمام اُمور میں بھی لطف ہے۔

اس کی قدر ومنزلت اہل محبت ہی جانتے ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی اس آیت کریمہ کی تفسیر فرماتے ہیں۔

'اس سے معلوم ہوا کہ تہمت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بہتیان ہونا بالکل ظاہر تھا اسی لئے اسے بہتان نہ کہنے والوں اور توقف کرنے والوں پر عتاب ہوا۔ لہذا عصمت عائشہ حضور ﷺ پر کیسے مخفی رہ سکتی ہے لیکن اس حکم سے حضور ﷺ مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ حضور کے گھر کا معاملہ تھا یہ عتاب دوسروں پر ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نبی کریم ﷺ کو بالکل توقف نہ تھا لیکن حضور ﷺ وحی آنے

تک خاموش رہے کیونکہ اگر آپ اپنے علم کی بناء پر ام المومنین کی عصمت کی خبر دیتے تو منافق کہتے کہ آپ نے اپنے اہل بیت کی طرفداری کی۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا بھی خاموش رہے بلکہ خود ام المؤمنین نے بھی لوگوں سے نہ کہا کہ میں بے قصور ہوں حالانکہ آپ کو اپنی پاکدامنی یقین سے معلوم تھی۔ (نورالعرفان)

مسلمانوں کو ایسی خبر سُننے کے وقت کیا عمل کرنا چاہیئے وہ یہ کہ صاف کہدیں کہ ایسی بات بلا کسی دلیل کے زبان سے نکالنا بھی ہمارے لئے جائز نہیں۔ یہ تو بہتان عظیم ہے۔

ایک شبہ اور جواب

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جیسے کسی واقعہ کا صدق (سچائی) بغیر دلیل کے معلوم نہیں ہوتی اس لئے اس کا زبان سے نکالنا اور چرچا کرنا ناجائز قرار پایا۔ اسی طرح کسی بات کا جھوٹا ہونا بھی تو بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتا کہ اس کو بہتان عظیم کہدیا جائے۔

جواب یہ ہے کہ ہر مسلمان کو گناہوں سے پاک صاف سمجھنا اصل شرعی ہے جو دلیل سے ثابت ہے۔ اس کے خلاف جو بات بغیر دلیل کے کہی جائے اس کو جھوٹا سمجھنے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ایک مومن مسلمان پر بغیر کسی دلیل شرعی کے الزام لگایا گیا لہذا یہ بہتان ہے۔

خلفائے راشدین پر رحمت الٰہی :

﴿**يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ**﴾ (النور/۱۸۔۱۷) 'نصیحت کرتا ہے تمھیں اللہ تعالیٰ کہ دوبارہ اس قسم کی بات ہرگز نہ کرنا اگر تم ایماندار ہو۔ اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمھارے لیے (اپنی) آیتیں۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے۔'

Allah admonishes you never then to repeat like of it if you believe. And Allah explains to you His signs clearly. And Allah is knowing, Wise.

خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس معاملہ میں مسلمانوں کی تین جماعتیں ہوگئیں۔ ایک وہ جو تہمت میں شریک ہوگئے۔ دوسرے وہ جو تذبذب میں رہے۔ تیسرے وہ جنھوں نے صراحتہً فرمادیا کہ یہ کھلا جھوٹ ہے جیسے سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم۔ پہلوں پر عذاب آیا' دوسروں پر عتاب ہوا' تیسروں پر رحمت الٰہی۔ اگر نبی کریم ﷺ کو بھی معاذ اللہ تذبذب رہا ہوتا جیسا کہ وہابی کہتے ہیں تو نعوذ باللہ آپ بھی دوسری جماعت میں داخل ہوجاتے۔ معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عصمت کا پورا یقین تھا مگر ظاہر نہ فرمایا کیونکہ یہ آپ کے گھر کا معاملہ تھا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' خاموش رہے کیونکہ اپنی لخت جگر کا واقعہ تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب جو حضرت عائشہ پر تہمت لگائے یا اُن کی جناب میں تردد میں رہے وہ مومن نہیں' یقیناً وہ کافر ہوجائے گا کیونکہ یہ قرآن مجید کا انکار ہے۔

فواحش اور بُرائیوں کے انسداد کا اسلامی نظام اور تدابیر :

فحاشی کی اشاعت پر پابندی :

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ ﴾ (النور/۱۹) 'بیشک جولوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی ان لوگوں میں جو ایمان لائے ہیں (تو) اُن کے لئے دَردناک عذاب ہے دُنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ تعالیٰ (حقیقت کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔'

Those who desire that scandal should spread among the Muslims, for them is the painful torment in this world and the Hereafter. And Allah knows and you know not.

الْفَاحِشَة کا معنی بے حیائی اور بدکاری ہے اور بے حیائی کی جھوٹی خبر کی اشاعت بھی بے حیائی ہے' اور اللہ تعالٰی نے اس فعل کو عذاب الیم کا باعث فرمایا ہے' نیز اس آیت میں فرمایا مسلمانوں میں فحاشی کو پھیلانے سے محبت کرنا بھی موجب عذاب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دِل کے افعال پر بھی عذاب ہوتا ہے اور اُن تمام افعال پر مواخذہ ہوتا ہے اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ گناہ کے عزم اور اس کی نیّت پر مواخذہ نہیں ہوتا صرف گناہ کے عمل پر مواخذہ ہوتا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن)

فحاشی کی اشاعت کی بہت سی صورتیں ہیں۔

(۱) اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت کو اتہام لگا دے تو دوسرے لوگ بلا تحقیق اس بات کو آگے دوسروں سے بیان کرنا شروع کر دیں۔

(۲) زنا (جسے قرآن نے **فاحشة مبينة** کہا ہے) کے علاوہ شہوت رانی کی دوسری صورتیں اختیار کی جائیں۔ مَردوں کی مَردوں سے اغلام بازی جس کی وجہ سے قومِ لوط پر پتھروں کا عذاب آیا تھا۔ اغلام باز کی سزا قتل ہے۔

(۳) مَرد حیوانات سے یہ غرض پوری کریں' اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من وجدتموه وقع على بهيمة فاقتلوه واقتلوا البهيمه (ترمذی ابواب الحدود)

اگر تم دیکھو کہ کوئی شخص کسی حیوان پر جا پڑا ہے تو اس کو بھی اور اس حیوان کو بھی مار ڈالو۔

(۴) عورتیں' عورتوں سے ہمبستری کریں۔ شریعت نے عورت کے لئے بھی عورت کے سَتر کے حدود مقرر کر دیئے ہیں یعنی کوئی عورت کسی عورت کے سامنے بھی ناف سے لے کے گھٹنوں تک کا حصّہ کسی صورت نہیں کھول سکتی۔ عورتیں ننگے بدن ایک ساتھ

نہیں نہا سکتی۔عورتوں کا ننگے بدن ایک دوسرے سے چمٹنا تو اور بھی بُری بات ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے نے فرمایا: **لاتباشر المرأة المرأة** (بخاری)
کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ نہ چمٹے۔
(۵) عورت' حیوانات سے اپنی خواہش پوری کرے۔اس کا حکم بھی وہی ہے۔
(۶) کوئی شخص اپنے دوستوں سے اپنی بیوی سے ہمبستری کی باتیں دلچسپی لے کر بیان کرے یا ایسے ہی کوئی عورت اپنی سہلیوں سے ایسے تذکرے کرے' یا کوئی عورت ننگے بدن دوسری ننگی عورت سے چمٹے پھر اس بات کا تذکرہ اپنے خاوند سے بیان کرے اور اس عورت کے مقاماتِ سَتر سے اُسے آگاہ کرے تاکہ اس کے شہوانی جذبات بیدار ہوں اور اس کا خاونداس کی طرف مائد ہو۔ایسی باتوں سے بھی رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔ (بخاری شریف)

کسی پر لگائے ہوئے الزام کی بلاتحقیق تشہیر کرنا' بُرائیوں اور فواحش کے خلاف نفرت کی جو دِیوار اسلام نے قائم کردی ہے اُس میں رخنہ اندازی کی قولاً فعلاً کوشش کرنا' ایسی کتابیں لکھنا جن سے شہوانی جذبات میں تحریک ہو' ایسے گانے ایسی تصاویر' ایسے ڈرامے' ایسی فلمیں جن سے نوجوانوں میں شرم وحیاء کا جذبہ کمزور ہوتا جائے ...... سب اس میں شامل ہیں۔ وہ لوگ جو محض دولت کمانے کے لے ایسی فلمیں بناتے ہیں' بڑھ چڑھ کر حیاء سوز مناظر پیش کرتے ہیں' ایسے اشتہارات جن میں جنسی عریانیت سے جاذبیت اور کشش پیدا کی جاتی ہے' ایسا لڑیچر جس کی مقبولیت کا انحصار ہی شہوانی محرکات پر ہے مانا کہ وقتی طور پر اس کی آمدنی میں بے پایاں اضافہ ہوجاتا ہے لیکن اس سے جو نقصان ہوگا اس سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ جب قوم کا اخلاق بگڑ جاے گا' جب شرم وحیاء کی چادر تار تار ہوجائے گی' بے حیاء اور

ہوسناک نگاہیں اُس کی دولتِ عصمت لوٹنے میں بھی کوئی تامل محسوس نہیں کریں گی ۔
قوم کے اصلاح یافتہ ہونے کے برکات سے جس طرح ہر فرد مستفید ہوتا ہے اسی طرح اس کے اخلاق باختہ ہونے سے ہر فرد کو حصّہ رسدی مل کر رہتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس دروازہ کو بند کر دیا جس سے فسق و فجور کا سیلاب اُمنڈ سکتا ہے۔
قرآن حکیم نے فواحش کے انسداد کا یہ خاص نظام بنایا ہے کہ اوّل تو اس قسم کی خبر کہیں مشہور نہ ہونے پائے اور شہرت ہو تو ثبوت شرعی کے ساتھ ہو‘ تا کہ اس شہرت کے ساتھ ہی مجمع عام میں حدِ زنا اس پر جاری کر کے اس شہرت ہی کو سبب انسداد بنا دیا جائے۔اور جہاں ثبوت شرعی نہ ہو وہاں اس طرح کی بے حیائی کی خبروں کو چلتا کر دینا اور شہرت دینا جب کہ اس کے ساتھ کوئی سزا نہیں طبعی طور پر لوگوں کے دِلوں سے بے حیائی اور فواحش کی نفرت کم دینے اور جرائم پر اقدام کرنے اور شائع کرنے کا موجب ہوتی ہے جس کا مشاہدہ آج کل کے اخبارات میں روزانہ ہوتا ہے کہ دس طرح کی خبریں ہر روز ہر اخبار میں نشر ہوتی رہتی ہیں۔ نو جوان مَرد اور عوریں اُن کو دیکھتے رہتے ہیں۔ روزانہ ایسی خبروں کے سامنے آنے اور اس پر کسی خاص سزا کے مرتب نہ ہونے کا لازمی اور طبعی اثر یہ ہوتا ہے کہ دیکھتے دیکھتے وہ فعل خبیث نظروں میں ہلکا نظر آنے لگتا ہے اور پھر نفس میں ہیجان پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم نے ایسی خبروں کی تشہیر کی اجازت صرف اس صورت میں دی ہے جب کہ وہ ثبوت شرعی کے ساتھ ہو۔اس کے نتیجہ میں خبر کے ساتھ ہی اس بے حیائی کی ہولناک پاداش بھی دیکھنے سُننے والوں کے سامنے آجائے ۔ اور جہاں ثبوت اور سزا نہ ہو تو ایسی خبروں کی اشاعت کو قرآن نے مسلمانوں میں فواحش پھیلانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ کاش مسلمان اس پر غور کریں۔
اس آیت میں ایسی خبریں بلا ثبوت مشہور کرنے والوں پر دُنیا اور آخرت دونوں

میں عذاب الیم ہونے کا ذکر ہے۔آخرت کا عذاب تو ظاہر ہے کہ قیامت کے بعد ہوگا جس کا یہاں مشاہدہ نہیں ہوسکتا مگر دُنیا کا عذاب تو مشاہدہ میں آنا چاہیئے تاکہ جن لوگوں پر حدقذف (تہمت کی سزا) جاری کردی گئی اُن پرتو دُنیا کا عذاب آہی گیا۔ اوراگرکوئی شرائط اجراء حدموجود نہ ہونے کی وجہ سے حدقذف سے بچ نکلا تو وہ دُنیا میں بھی فی الجملہ مستحق عذاب توٹہرا۔ آیت کے مصداق کے لئے یہ بھی کافی ہے۔

اللہ تعالٰی نے مومنین کوتوبہ کی توفیق نصیب فرمائی :

﴿وَلَوْ لَافَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُه' وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النور/۲۱)

'اوراگر نہ ہوتا تم پراللہ تعالٰی کافضل اوراُس کی رحمت اور یہ کہ اللہ تعالٰی بہت مہربان (اور) رحیم ہے(توتم بھی نہ بچ سکتے)'

And if there had not been the grace of Allah and His mercy upon you and that Allah is Kind enough. Merciful to you, (then, you would have experienced its hardship).

اوراگرتم پراللہ کافضل اوراس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ بھی کہ اللہ بہت شفقت کرنے والا بے حدرحم فرمانے والا ہےتو اللہ کا عذاب تم کواپنی گرفت میں لے لیتا کیونکہ تم نے سنگین جرم کیا تھا۔

تواے تہمت لگانے والو ! تم پرایسا بینظیرعذاب آتا جوآج تک کسی پرنہ آیا کیونکہ تم نے بینظیرنبی کی بےنظیرطیبہ' طاہرہ عفیفہ' محفوظہ زوجہ کو بہتان لگایا۔ یہ تم پراللہ کا خاص فضل اوراس کی رحمت ہے کہ تمھیں توبہ کی توفیق نصیب فرمائی۔

پاکدامنی کا بدلہ پاکدامنی:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ﴾ (النور/۲۶)

ناپاک (خبیث) عورتیں' ناپاک (خبیث) مَردوں کے لئے اور ناپاک مَرد' ناپاک عورتوں کے لئے ہیں۔ اور پاکدامن عورتیں' پاکدامن مَردوں کے لئے اور پاکدامن مَرد' پاکدامن عورتوں کے لئے ہیں۔

دوستی اور سنگت ہر شخص سے نہیں ہوجایا کرتی بلکہ طبعی مناسبت کو اس میں بڑا دخل ہے۔ بُرے لوگ اپنے ہم جنسوں کے پاس بیٹھ کر ہی راحت محسوس کرتے ہیں۔ اگر انھیں مختصر مدت کے لئے ہی نیک لوگوں کی محفل میں بیٹھنا پڑے تو وہ اُکتا جاتے ہیں اور وہاں سے بھاگ نکلنے کی تدبیریں کرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح اگر نیک فطرت لوگ اپنے ہم مذاق لوگوں کے پاس بیٹھیں گے تو انھیں کوئی اُکتاہٹ محسوس نہیں ہوگی بلکہ وہ بڑی فرحت اور انبساط محسوس کریں گے اور اگر انھیں بداطوار لوگوں کے پاس لمحہ بھر کیلئے بیٹھنا پڑے تو وہ اُداس ہوجائیں گے۔ اسی قاعدہ کے مطابق اکثر اور اغلب ایسا ہوتا ہے کہ خبیث عورتیں' خبیث مَردوں کے لئے اور خبیث مرد' خبیث عورتوں کے لئے۔ پاکیزہ عورتیں' پاکیزہ مَردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد' پاکیزہ عورتوں کے لئے ہوتے ہیں۔ جب قدرت کا عام اصول یہ ہے تو خود غور کرو جو اطیب الاطیبین ہے' جو خیر الاولین والآخرین ہے تو اس کی اہلیہ مکرمہ بھی اطیب الطیبات ہوگی۔ اُن نابکاروں (منافقین' روافض) کا جھوٹ اسی ایک بات سے عیاں ہوجاتا ہے۔

جوشخص پاکدامنی کی زندگی گذارتا ہے اُسے دُنیا میں نقد انعام ملتا ہے کہ اس کے اہل خانہ کو اللہ تعالیٰ پاکدامنی کی زندگی نصیب فرماتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے شکایت پیش کی کہ مجھے اپنی بیوی کے کردار پر شبہ ہے' یہ بات میرے لئے سخت اذیت اور پریشانی کا سبب ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ تم لوگوں کی عورتوں کے بارے میں پاکیزگی اختیار کرو گے تو لوگ تمہاری عورتوں کے بارے میں پاکیزگی اختیار کریں گے۔ (الجامع الصغیر) اس سے معلوم ہوا کہ اَدلے کا بدلہ ہوتا ہے۔

زناکار شخص فقط فحش عمل ہی نہیں کرتا بلکہ دوسروں کا مقروض ہوجاتا ہے اور یہ قرض اس کے اہل خانہ یا اولاد میں سے کوئی نہ کوئی چکا دیتا ہے۔

اصول یہی ہے کہ گناہ کی سزا اس عمل کے جنس سے ہوا کرتی ہے۔ پس جو شخص دوسروں کی عزت برباد کرے گا دوسرے اس کی عزت برباد کریں گے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور اشعار ہیں :

عفو تعف نساء کم فی المحرم	**وتجنبوا ماالا یلیق بمسلم**
پاکدامن رہو تمہاری عورتیں پاکدامن رہیں گی	اور بچو اس سے جو مسلمان کے لائق نہیں
ان الزنا دین فان اقرضته	**کان الوفا من اهل بيتك فاعلم**
بیشک زنا قرض ہے تو اگر تو نے اس کو قرض لیا	تو ادائیگی تیرے گھر والوں سے ہوگی اس کو جان لے
من یزن یزن به ولو بجداره	**ان کنت یا هذا لبیبا فافهم**
جو زنا کرے اُس سے زنا کیا جائے گا اگرچہ اُس کی دیوار سے	اے شخص اگر تو عقلمند ہے تو اس کو جان لے

تفسیر رُوح البیان میں ایک واقعہ ہے کہ شہر بخارا میں ایک جیولر کی مشہور دُکان تھی اُس کی بیوی نیک سیرت اور خوبصورت تھی۔ ایک سقا (پانی پلانے والا) اُن کے گھر

تیس سال تک پانی لاتا رہا' بہت با اعتماد شخص تھا' ایک دن اُس سقا نے پانی ڈالنے کے بعد اس جیولر کی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر شہوت سے دبایا اور چلا گیا۔ عورت بہت غمزدہ ہوئی کہ اتنی مدت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچی۔ اُس کی آنکھوں میں سے آنسو بہنے لگے۔ اسی دوران جیولر کھانا کھانے کے لئے گھر آیا تو اُس نے بیوی کو روتے ہوئے دیکھا۔ پوچھنے پر صورتِ حال کی خبر ہوئی تو جیولر کی آنکھوں میں سے بھی آنسو آ گئے۔ بیوی نے پوچھا کیا ہوا؟ جیولر نے بتایا کہ آج ایک عورت زیور خریدنے آئی' جب میں اُسے زیور دینے لگا تو اُس کا خوبصورت ہاتھ مجھے پسند آیا میں نے اُس اجنبیہ کے ہاتھ کو شہوت سے دبایا۔ یہ میرے اُوپر قرض ہو گیا تھا لہذا سقا نے تمہارے ہاتھ کو دَبا کر قرض چکا دیا۔ میں تمہارے سامنے سچی توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا البتہ یہ مجھے ضرور بتانا کہ کل سقا تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے۔ دوسرے دن سقا پانی ڈالنے کے لئے آیا تو اُس نے جیولر کی بیوی سے کہا' میں بہت شرمندہ ہوں' کل شیطان نے مجھے ورغلا کر بُرا کام کروا دیا۔ میں نے سچی توبہ کر لی ہے آپ کو یقین دِلاتا ہوں کہ آئندہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ عجیب بات ہے کہ جیولر نے غیر عورتوں کو ہاتھ لگانے سے توبہ کی تو غیر مَردوں نے اُس کی بیوی کو ہاتھ لگانے سے توبہ کی۔ (تفسیر روح البیان)

تفسیر رُوح المعانی میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ کے سامنے کسی عالم نے یہ مسئلہ بیان کیا کہ زانی کے عمل کا قرض اُس کی اولاد یا اہل خانہ میں سے کسی نہ کسی کو چکانا پڑتا ہے۔ اس بادشاہ نے سوچا کہ میں اس کا تجربہ کرتا ہوں۔ اُس کی بیٹی حُسن و جمال میں بے مثال تھی۔ اُس نے شہزادی کو بُلا کر کہا کہ عام سادہ کپڑے پہن کر اکیلی بازار میں جاؤ۔ اپنا چہرہ کھلا رکھو اور لوگ تمہارے ساتھ جو معاملہ کریں وہ سب آ کر مجھے بتاؤ۔ شہزادی نے بازار کا چکرّ لگا مگر جو غیر محرم شخص اُس کی طرف

دیکھتا تو شرم وحیاء کے مارے نگاہیں پھیر لیتا۔ کسی مَرد نے اس شہزادی کے حُسن وَجمال کی طرف دھیان ہی نہ دیا۔ سارے شہر کا چکر لگا کر جب شہزادی اپنے محل میں داخل ہونے لگی تو راہداری میں کسی ملازم نے محل کی خادمہ سمجھ کر روکا' گلے لگایا' بوسہ لیا اور بھاگ گیا۔ شہزادی نے بادشاہ کو سارا قصّہ سُنایا۔ بادشاہ کی آنکھوں میں آنسو نکل آئے' کہنے لگا کہ میں نے ساری زندگی غیرمحرم سے اپنی نگاہوں کی حفاظت کی ہے البتہ ایک مرتبہ میں غلطی کر بیٹھا اور ایک غیرمحرم لڑکی کو گلے لگا کر اُس کا بوسہ لیا تھا۔ پس میرے ساتھ وہی کچھ ہوا جو میں نے اپنے ہاتھوں سے کیا تھا۔ سچ ہے کہ زنا ایک قصاص والا عمل ہے جس کا بدلہ ادا ہو کر رہتا ہے۔ (روح المعانی)

ان واقعات سے عبرت حاصل کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ ہماری کوتاہیوں کا بدلہ ہماری اولاد چکاتی پھریں۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اُس کے گھر کی عورتیں پاکدامن بن کر رہیں' اُسے چاہئے کہ وہ غیرمحرم عورتوں سے بے طمع ہوجائے۔ اسی طرح جو عورتیں چاہتی ہیں کہ ہمارے شوہر نیکوکاری کی زندگی گذاریں' بے حیائی والے کاموں کو چھوڑ دیں' انھیں چاہئے کہ وہ غیر مَردوں کی طرف نظر اُٹھانا بھی چھوڑ دیں تاکہ پاکدامنی کا بدلہ پاکدامنی کی صورت میں مل جائے۔

گھروں میں داخل ہونے کی اجازت اور اسلامی معاشرت :

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ (النور/۲۸۔۲۷)

اے ایمان والو ! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک تم اجازت نہ لے لو۔ اور اُن گھروں میں رہنے والوں پر سلام نہ کرلو۔ یہی بہتر ہے تمہارے لیے۔ شاید تم (اس کی حکمتوں میں) غور وفکر کرو۔ پھر اگر نہ پاؤ اُن گھروں میں کسی کو (جو تمہیں اجازت دے) تو نہ داخل ہو اُن میں یہاں تک کہ اجازت دی جائے تمہیں۔ اور اگر کہا جائے تمہیں کہ واپس چلے جاؤ تو تم لوٹ جاؤ۔ یہ (طرزِ معاشرت) بہت پاکیزہ ہے تمہارے لیے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے۔

اسلامی طرزِ معاشرت : یہاں سے اسلامی طرزِ معاشرت کے چند اہم قاعدے سکھائے جارہے ہیں۔ انصار کی ایک خاتون بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی، عرض کی یارسول اللہ ﷺ ! بسا اوقات میں گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے اس حالت میں دیکھے۔ کبھی میرے والد آجاتے ہیں اور کبھی اہلِ خانہ سے کوئی اور مَرد آجاتا ہے۔ مجھے کیا ارشاد ہے **وکیف اصنع** اور میں کیا کروں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

ہر کسی کا گھر، اُس کے راحت وسکون کی جگہ ہوتی ہے جہاں وہ ان تمام پابندیوں سے آزاد ہوکر آرام کرنا چاہتا ہے جن میں وہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے جکڑا ہوتا ہے ﴿**وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا**﴾ اور اللہ نے تمہارے گھروں کو آرام وَسکون کی جگہ بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر یہ کرم فرمایا کہ اُن کے دِلوں میں رہنے کے لئے گھر بنانے کا خیال القا کیا، اور یہ کہ وہ اپنے گھروں کو لوگوں سے پوشیدہ وَچُھپائے رکھیں اور اُن کو اپنے گھروں میں رہائش کا سامان فراہم کرنے کی توفیق دی اور ایسے احکام شرعیہ نافذ کیے کہ کوئی شخص دوسرے کے گھر میں اُس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو، تاکہ اُس کی باپَردہ عورتیں اور اُس کا قیمتی ساز وسامان

اور اُس کی پوشیدہ چیزیں اور مخفی خزانے دوسروں سے محفوظ رہ سکیں۔

آپ خود غور فرمایئے کہ انسان کا گھر اُس کا خلوت خانہ ہے جہاں وہ بے تکلفی سے وقت بسر کرسکتا ہے۔ اگر یہاں بھی ہر شخص کو بلا اجازت' بے دھڑک آ گھسنے کی آزادی ہو تو انسان گھر میں وہ راحت و آرام نہیں پا سکے گا جس کی تلاش میں وہ باہر سے تھکا ماندہ آتا ہے۔ اگر گھر میں کسی وقت بھی اچانک کسی کے آ جانے کا امکان ہو تو نہ کوئی اپنا خفیہ کام کرسکتا ہے اور نہ ہی آزادی سے ایک لمحہ کے لیے بھی بیٹھ سکتا ہے علاوہ ازیں گھروں میں بلا اجازت آمدورفت ہی سے بے حیائی' بے شرعی اور ناجائز تعلقات کا دروازہ کھلتا ہے۔ نیز گھر کی مستورات (عورتیں) ہر وقت اپنے کپڑوں کو سنبھال کر نہیں رکھ سکتیں۔ کبھی اوڑھنی سر سے اُتر جاتی ہے کبھی کوئی کام کرنے کے لئے آستینیں چڑھانی پڑتی ہیں' نہانا دُھونا بھی ہوتا ہے۔ ان حالات میں اگر آنے والے محفوظ نہیں رہے گی۔ بلا اجازت گھروں میں آمدورفت' بے تکلفی پیدا کرتی ہے مَرد وَعورت کی ملاقاتوں کا اس سے بار بار موقع فراہم ہوتا ہے جو گناہ اور بُرائی کی راہ پر لے جاتا ہے۔ یہی بے تکلفانہ آمدورفت گھروں میں چوریوں اور ڈکیتیوں کا ذریعہ بھی بنتی ہے' ہم نے دیکھا ہے کہ بہت سے محتاط لوگ اپنے ملازمین کو بھی گھروں میں آنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ بہت سے لوگ تو عورتوں کو اپنے گھر میں ملازم بھی نہیں رکھتے۔ ہمارے لئے شریعت مطہرہ کا سکون بخش سایہ موجود ہے جس کی پناہ میں ہم پُرسکون اور محفوظ زندگی بسر کرسکتے ہیں یہاں ہماری جان و مال' عزت و آبرو اور ہر چیز کو تحفظ حاصل ہوسکتا ہے۔

اسلام سے پہلے عرب کے لوگ دوسروں کے گھروں میں بغیر اجازت بے دھڑک جایا کرتے تھے اور اس قسم کے آداب کے عادی نہ تھے۔ حییتم صباحا

(صبح بخیر) یا حییتم مساء (شب بخیر) کہا اور جواب کا انتظار کیے بغیر گھر میں آ گھسے۔ اسلام نے اس طرح کی حرکتوں کو سختی سے رُوک دیا کہ اگر کسی کے ہاں جانا پڑے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ باہر کھڑے ہو کر اجازت طلب کرو (دَروازہ کھٹکھٹاؤ یا گھنٹی بجاؤ) اور اگر اجازت مل جائے تو اہل خانہ کو سلام کہتے ہوئے اندر جاؤ۔ فرمایا ﴿ذٰلکم خیر لکم﴾ یہی طریقہ تمہارے لیے عمدہ اور پسندیدہ ہے۔

سورۃ احزاب میں اجازت لے کر گھروں میں داخل ہونے کا جو حکم تھا صرف رسول اللہ ﷺ کے گھرانوں تک محدود تھا۔ اب اس حکم کا دائرہ وسیع کر کے تمام مسلمانوں کو اس حکم کا پابند بنایا گیا اور تمام مسلمانوں کو حتیٰ کہ صاحبِ خانہ کو اس حکم کا پابند کر دیا گیا۔

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ جب تمہارے بچے بالغ ہو جائیں تو وہ اجازت طلب کریں، ابن جریج نے کہا: میں نے عطاء سے پوچھا، کیا کسی شخص پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنی ماں اور محارم کے پاس جانے کے لئے بھی اجازت طلب کرے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا کوئی شخص اپنی ماں کے پاس جاتے وقت بھی اجازت طلب کرے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اُس نے کہا: میرے علاوہ اس کا اور کوئی خدمت گار نہیں ہے۔ کیا میں پھر بھی داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کروں؟ آپ نے اس سے پوچھا: **استأذن علیها اتحب ان تراها عریانة ۔ قال' لا۔ قال' فاستأذن علیها** کیا تم اُس کو برہنہ (ننگا) دیکھنا پسند کرو گے؟ اُس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر تم اس سے اجازت لے کر داخل ہو۔ (جامع البیان، تفسیر تبیان القرآن)

اجازت طلب کرنے کا طریقہ : اجازت کس طرح لینا چاہیئے' کہاں کھڑے ہوکر لینا چاہئے' کتنی بار لینا چاہیےاس کی تفصیل احادیث نبوی میں مذکور ہے تا کہ اسلامی تمدن کا یہ قاعدہ اوراس پرعمل کرنے کا طریقہ خوب ذہن نشین ہو جائے۔

اجازت لینے کا طریقہ یہ ہے کہ سلام بھی کہے' داخل ہونے کی اجازت بھی طلب کرے اور اپنا نام بھی بتائے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب شرفِ باریابی حاصل کرنا چاہتے تو یوں عرض کرتے :

السلام عليك يارسول الله أيدخل عمر ؟ یارسول اللہ (ﷺ) آپ پرسلام ہو' کیا عمر حاضر ہوسکتا ہے؟

ایک شخص دَروازہ پرآیااورکہا **أادخل** ؟ کیا میں گھس آؤں؟ حضور نبی کریم ﷺ کی روضہ نامی باندی حاضر تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے روضہ جا اور اُسے اجازت مانگنے کا طریقہ سکھا کہ اُسے یوں کہنا چاہئے تھا **السلام عليكم أ ادخل**۔

اگر گھر والے' اجازت طلب کرنے والے سے پوچھے کہ تم کون ہوتو اُسے اپنا نام بتانا چاہئے۔صرف یہ کہنا کہ 'مَیں ہوں' دُرست نہیں۔حضور ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا ہے۔

حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب اذن طلب فرماتے تو دَروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے کیونکہ اس وقت دروازوں پر پَردے لٹکانے کا رواج نہ تھا۔ (قرطبی)

نیز دروازے کو کھٹکھٹانا بھی اذن طلب کرنے کا ایک طریقہ ہے آج کل کئی گھروں میں گھنٹی لگی ہوتی ہے اُسے بجا کربھی اجازت طلب کیا جا سکتا ہے۔

زیادہ سے زیادہ تین بار اجازت طلب کرنا چاہئے۔اگر تیسری بار جواب نہ آئے تو واپس چلا آئے کیونکہ اس سے زیادہ اذن طلب کرنا صاحبِ خانہ کواذیت دینا

اور پریشان کرنا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ اس وقت ایسے کام میں مشغول ہو جسے وہ منقطع نہ کرسکتا ہو۔ (قرطبی)

جس گھر میں ماں یا بہن رہائش پذیر ہو وہاں جاتے ہوئے بھی اذن طلب کرنا چاہئے۔ احتیاط کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنے گھر جہاں اُس کی اہلیہ ہو اطلاع دیئے بغیر داخل نہ ہو بلکہ پاؤں کی آہٹ کرنے سے یا کھنگھارنے سے اپنی آمد کی اطلاع دے دے۔ ہوسکتا ہے کوئی اجنبیہ عورت گھر میں اُس کی بیوی سے ملنے آئی ہوتی ہو۔

بلا اجازت گھروں میں جھانکنا: اسلام نے صرف بلا اجازت داخل ہونے پر ہی پابندی نہیں لگائی بلکہ بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکنا بھی ممنوع قرار دیا ہے۔ گھروں میں جھانکنا انتہائی معیوب اور بدترین خصلت ہے۔ یہ بہت بڑا فتنہ بلکہ بُرائیوں کا پہلا دَروازہ ہے۔ اسلام نے بُرائیوں کے اس دَروازہ کو بھی بند کردیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادگرامی ہے **من اطلع فی بیت قوم من غیر اذنھم حل لھم ان یفقئوا عینہ** جو دوسروں کے گھر میں اُن کی اجازت کے بغیر جھانکے‘ اُن کے لئے جائز ہے کہ وہ اُس کی آنکھ نکال دیں۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر گھر کا دَروازہ بند ہو تو اس کی جھریوں سے اندر جھانکنا ممنوع ہے اور اگر گھر والے نے جھانکنے والے کی آنکھ تیر یا کسی لکڑی سے پھوڑ دی تو اس پر قصاص یا دِیت نہیں ہے۔ گھر میں جھانکنا معصیت ہے اور جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑنا معصیت نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجازت دی ہے جیسے کوئی شخص کسی کو قتل کرنے کے لیے اُس پر حملہ کرے تو مدافعت میں اس کو قتل کرنا جائز ہے اور معصیت نہیں ہے۔اور یہ بات معلوم ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں جھانک کر کسی کی بیوی یا بیٹی کا چہرہ دیکھے تو وہ اس پر سخت مشتعل ہوتا ہے‘ ہوسکتا ہے کہ

وہ اپنی بیوی سے مباشرت کررہا ہو یا وہ یا اس کی بیوی برہنہ ہو' اس لئے جھانکنے والا اس سزا کا مستحق ہے۔ اور اگر گھر والے نے لاپرواہی یا غیر ذمہ داری سے دروازہ بند نہیں کیا' کھلا چھوڑ دیا پھر کسی نے اُن کی طرف دیکھا تو پھر اس کی آنکھ پھوڑنا جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے گھر کی چھت سے دوسروں کے گھروں میں جھانکے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن)

دوسروں کے گھروں میں جھانکنا قطعاً جائز نہیں ہے' بہت ہی گھناؤنی حرکت ہے مجرمانہ ذہن کے لوگ ہی اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ یہ بات احتیاط کے بھی خلاف ہے اس حرکت سے مار پیٹ بلکہ قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے ...... غیر غلط الزامات بھی عائد ہو سکتے ہیں قانونی پیچیدگیوں میں پڑنے کا بھی امکان ہوتا ہے۔

بہرحال شریعت نے گھر کو انسان کے لئے ایسا محکم حصار بنا دیا ہے جس میں اُس کی اجازت کے بغیر نہ کوئی جھانک سکتا ہے نہ قدم رکھ سکتا ہے تا کہ صاحبِ خانہ بڑی بے تکلفی اور آرام وراحت سے اپنا وقت بسر کر سکے۔

دوسروں کے گھروں میں جھانکنا منع کر دیا گیا ہے۔ اب گھر والوں کو بھی چاہئے کہ اپنے گھروں کو حتی الامکان اس طرح محفوظ بنائیں کہ کسی کو جھانکنے کا موقع ہی نہ ملے۔ دَروازوں اور کھڑکیوں کو ہمیشہ بند رکھیں یا پَردہ لٹکایا کریں یا دَروازوں اور کھڑکیوں پر اس طرح کے شیشے لگائے جائیں کہ باہر والے اندر دیکھ نہ سکیں۔ بعض عورتیں اپنے گھر کی چھت پر ٹہلتی ہیں' بالکنی میں کھڑی رہتی ہیں' بالکنی میں کپڑے دھو کر ڈالتی ہیں' بالکنی میں بیٹھ کر باہر کا نظّارہ کرتی ہیں' کھڑکیوں سے جھانکتی رہتی ہیں بلکہ اپنے گھر کے دَروازوں اور کھڑکیوں سے گھر کے باہر آوازیں لگاتی ہیں اور ترکاری وغیرہ کی خریداری کرتی ہیں .... یہ حرکتیں غیر شرعی ہیں' ان حرکتوں سے باز رہنا چاہئے تا کہ کسی اجنبی اور غیر محرم کو دِیدہ بازی (بدنظری) کا موقع ہی نہ ملے۔

اجازت نہ ملنے پر واپس لوٹ جانا :

اگر تم آ کر اجازت طلب کرو' اندر سے کوئی جواب نہ ملے تو واپس چلے جاؤ کیونکہ تمہارے اذن کے جواب پر خاموشی کی وجہ یا تو یہ ہوسکتی ہے کہ گھر میں کوئی شخص موجود ہی نہیں ۔ اس صورت میں تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ اہلِ خانہ کی عدم موجودگی میں تم اُن کے گھر میں داخل ہو جاؤ' یا عدم جواب' عدمِ اذن کی دلیل ہے۔ اس صورت میں بھی تمہیں اندر جانے پر اصرار نہ کرنا چاہئے ۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور طلبِ اذن کے لئے فرمایا **السلام علیکم ورحمة الله**۔ سعد (رضی اللہ عنہ) نے سُن لیا اور آہستہ سے **وعلیکم السلام ورحمة الله** عرض کیا۔ حضور ﷺ نے دوسری بار سلام فرمایا: سعد (رضی اللہ عنہ) نے پھر بھی چپکے سے جواب دیا۔ تیسری بار بھی حضور ﷺ کے سلام کے جواب میں سعد (رضی اللہ عنہ) نے آہستہ سے **وعلیکم السلام** کہہ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے جانے لگے تو سعد (رضی اللہ عنہ) دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے جتنی بار سلام فرمایا' میں نے سُنا اور جواب دیا۔ میری خاموشی کا مقصد یہ تھا کہ حضور مجھے بار بار سلام فرمائیں اور مجھے اس کی برکت حاصل ہو۔

اجازت نہ ملنے پر ناراض نہیں ہونا چاہئے : اگر تم نے اجازت طلب کیا اور صاحبِ مکان نے اجازت نہ دی تو ناراض و پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تکدّر اور ناراضگی محسوس کئے بغیر واپس چلے جاؤ۔ ہوسکتا ہے کہ اہلِ خانہ کسی ایسے کام میں مشغول ہوں کہ اُسے ترک کرنا اُن کے لیے تکلیف دِہ ہو۔

وقت کی قدر وَ منزلت کرتے ہوئے

لوگوں کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے :

جو لوگ کوئی تحقیقی کام کرنے میں مشغول ہوتے ہیں انھیں اپنے احباب کا شکوہ کرتے ہوئے اکثر سُنا گیا ہے۔ وہ لوگ اپنا کام چھوڑ کر اکثر دوستوں کی خاطر مدارات میں مشغول ہوتے ہیں تو پہروں کی جگرکاری اور جانکاہی خاک میں مل جاتی ہے اگر اپنے کام میں لگے رہتے ہیں تو ان کے احباب اور کرم فرما بگڑ جاتے ہیں اور اُن پر طعن و تشنیع کے تیروں کی بوچھار کر دیتے ہیں۔ اسلام نے کیا عمدہ آداب سکھائے ہیں کہ اگر کسی وقت تمہیں ملاقات کی اجازت نہیں ملی تو خوشی خوشی واپس چلے جاؤ اس کو اپنے کام میں منہمک رہنے دو۔ تمہارے لئے یہی کام بہتر ہے۔ یہاں گھر کی تقدیس کے ساتھ ساتھ وقت کی قدر و منزلت کا سبق دیا جا رہا ہے یعنی مومن کی زندگی اتنی بے کار اور بے مصروف تو نہیں ہوتی کہ جس وقت چاہے اُس کے اوقات میں دخیل ہو جائے۔ نہ اُس کے پاس اتنا فالتو وقت ہوتا ہے کہ ہر وقت آپ کے لئے گوش برآواز رہے۔ جو وقت اُس نے مطالعہ یا کسی مخصوص کام کے لئے مقرر کر رکھا ہے اس میں اُس کو کام کرنے دو۔ اُس کی مصروفیتوں کا احترام کرو۔ اگر اُس نے اپنی کسی مجبوری کے باعث معذرت کی ہے تو خندہ پیشانی سے اس کی معذرت خواہی کو قبول کر لو۔

اگر کوئی اجازت طلب کرے اور اس وقت اُسے اجازت نہ ملے تو اُسے یہ اختیار ہے کہ دَروازہ سے ہٹ کر بیٹھ جائے اور اس شخص کا انتظار کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کوئی حدیث سُننے کے لئے کسی انصاری کے ہاں تشریف لے جاتے اور وہ آرام کر رہے ہوتے تو آپ اُن کے انتظار میں باہر ٹھہر جاتے۔ وہ جب اپنے

معمول کے مطابق باہر آتے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو منتظر پاتے تو کہتے : اے رسول کریم ﷺ کے چچا کے صاحب زادے ! آپ نے اپنی آمد سے ہمیں مطلع کیوں نہ فرمایا، تاکہ ہم اسی وقت حاضر ہو جاتے ۔ تو آپ فرماتے ہیں **ھکذا امرنا ان نطلب العلم** (مظہری) ہمیں علم حاصل کرنے کا یہی طریقہ سکھایا گیا ہے ۔

غیر رہائشی عمارات، سرائے اور ہوٹلس میں عام اجازت :

﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَاتُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴾ (النور/۲۹)

کوئی حرج نہیں تم پر اگر تم داخل ہو ایسے گھروں میں جن میں کوئی آباد نہیں، جن میں تمہارا سامان رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چُھپاتے ہو ۔

جب بغیر اجازت کے گھروں میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی گئی تو مسلمانوں کو یہ مشکل پیش آئی کہ مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کے راستے میں اور دوسرے راستوں میں رفاہ عام کے لئے غیر رہائشی مکان بنے ہوئے تھے جن میں لوگ عارضی قیام کرتے تھے، اس طرح وہاں دُکانیں، سرائے (مسافر خانے)، ہوٹلس، سبیل اور بیت الخلاء وغیرہ ہوتے تھے جن کا کوئی مالک نہیں ہوتا تھا نہ وہ شخصی ہوتے تھے اور اُن میں بغیر اجازت داخلہ کی ممانعت میں عام مسافروں اور مسلمانوں کے لئے بڑی دشواری تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آسانی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی ۔

اس آیت کے عموم سے معلوم ہوا جو عمارتیں کسی خاص شخص یا قوم کی ذاتی ملکیت نہ ہوں اور وہاں عام افراد کو آنے جانے کی ممانعت نہ ہو، اور وہاں ٹھہرنے اور اُن کو استعمال کرنے کی عام اجازت ہو جیسے ہوٹل، مسافر خانے، سرائے، اسٹیشن، ایرپورٹ کی عمارت، مسجدیں، خانقاہیں، دینی مدارس، ہسپتال، ڈاک خانے اور اس طرح کی دوسری عمارتیں ۔

جس جگہ داخلہ کی پابندی ہو یا جو مقامات عورتوں کے لئے مختص ہوں (لیڈیز پارکس' لیڈیز سکشن' فیملی سکشن' لیڈیز کاؤنٹرس' لیڈیز شاپنگ سنٹرس' لیڈیز طہارت خانے' ......) وہاں داخل ہونے کی جو شرائط مقرر کی گئی ہوں اُن کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

دوسروں کے خطوط (Letters) یا تحریر پڑھنا :

خلوت (privacy) کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی کا خط (تحریر) اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھا جائے ...... نیز کسی کی پرائیوٹ و پرسنل ڈائری' دستاویزات' شخصی ای میل وغیرہ کو بھی بغیر اجازت ہاتھ نہ لگایا جائے۔ تاک جھانک نہ کی جائے اور نہ کان لگا کر دوسروں کی باتیں چُھپ چُھپ کر سُنی جائیں۔ ٹلیفون پر دوسروں کی ہونے والی گفتگو کو بھی بلا اجازت نہ سُنا جائے۔ یہ نہایت ہی گھناؤنی خصلت ہے اور فتنہ کا باعث ہے چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من نظر کتاب اخیہ بغیر اذنہٍ فانما ینظر فی النار (ابوداؤد) جس نے اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اس کے خط میں نظر دوڑائی وہ گویا آگ میں جھانکتا ہے۔

اسلامی زندگی اور پردے کی احکام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۚ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور/۳۱-۳۰)

آپ مسلمان مَردوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں' (یہ طریقہ) اُن کے لئے بہت پاکیزہ ہے' بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے اُن کاموں پر جو وہ کیا کرتے ہیں۔ اور آپ مسلمان عورتوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (مَردوں کی نگاہ عورتوں سے اور عورتوں کی نگاہ مَردوں سے علحدہ رہے (Men and woman not allowed to look each other) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (اپنی عصمتوں (Sexual Parts) کی حفاظت کریں۔ ہراس چیز سے حفاظت کی جائے جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے اس میں بدکاری' مس کرنا اور دیکھنا سب داخل ہیں۔۔بدنظری، عاشقانہ افسانے اور ڈرامے Comic بے حیائی کے مناظر دکھانے والی فلمیں ڈرامے، خیالات و جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والے تصویروں Sexual Scene سے دوری اختیار کریں) اپنا بناؤ سنگھار و آرائش

نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے (اجنبی وغیر مَردوں پر اپنا سنگھار (Adornment)، میک اپ، خوشبو و پوڈر کی مہک نہ ظاہر کریں) دوپٹے واوڑھنیاں اپنے گریبانوں (سینوں) پر ڈالیں رہیں (چادر، برقع استعمال کریں) اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے ہم مذہب عورتوں پر (غیر مسلم عورتوں کے سامنے اپنی پوشیدہ زِینت کی جگہوں کو کھولنا ممنوع ہے) یا اپنی باندیوں و کنیزوں پر یا اپنے ایسے نوکروں پر جو (عورت) کے خواہشمند نہ ہوں (شہوت والے مَرد نہ ہوں' ان سے مُراد وہ لوگ ہیں جن میں عورتوں کی خواہش نہیں ہوتی جیسے عنین' نامَرد' خصی وغیرہ) یا وہ بچے جنھیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں (وہ بچے جو عورتوں کے خفیہ معاملات سے بےخبر ہوں۔ جب کوئی لڑکا اگرچہ وہ نابالغ بھی ہو ان معاملات سے آگاہ ہو جائے تو ان سے اجنبیوں والا سلوک کیا جائے گا) زمین پر زور سے پاؤں نہ ماریں جس سے انکا چُھپا ہوا سنگھار معلوم ہو جائے۔ (ہر وہ آواز جو رغبت اور دلکشی کا باعث ہو ممنوع ہے یعنی ہر وہ چیز جو عورتوں کو نامحرموں کی توجہ کا مرکز بنادے اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔ بجنے والے زیور پازیب، گھنگرو، باجے دار جھانجن نہیں پہننا چاہئے' بھڑکیلے لباس پہن کر' یا تیز خوشبو لگا کر مجمع عام میں جانا بھی عورت کے لئے جائز نہیں) اور رجوع کرو اللہ تعالٰی کی طرف سب کے سب اے ایمان والو ! تا کہ تم (دونوں جہانوں میں) بامُراد ہو جاؤ۔

(یعنی بلا چوں وچرا احکام الٰہی اور ارشاداتِ نبوی کی تعمیل کے لئے جھک جاؤ۔ اسی میں تمہارے دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد اہلِ جاہلیت کے رسم ورواج کو اور اخلاق وعادات کو نہ چھوڑنا بڑی بےانصافی ہے۔ ابن کثیر)

گناہوں پر کنٹرول : شریعت اسلامیہ فقط گناہوں سے نہیں روکتی اور اُن کے ارتکاب پر سزا نہیں دیتی بلکہ اُن تمام وسائل اور ذرائع پر پابندی عائد کرتی ہے اور انھیں ممنوع قرار دیتی ہے جو انسان کو گناہوں کے طرف لے جاتے ہیں تا کہ جب گناہوں کی طرف لے جانے والا راستہ ہی بند ہوگا تو گناہوں کا ارتکاب آسان نہیں ہوگا۔ طبیعت میں ہیجان پیدا کرنے والے اور جذباتِ شہوت کو مشتعل کرنے والے اسباب سے نہ روکنا اور ان کی کھُلی چھٹی دے دینا اور پھر یہ توقع رکھنا کہ ہم اپنے قانون کی قوت سے لوگوں کو بُرائی سے بچالیں گے' بڑی حماقت اور نادانی ہے۔ اگر کوئی نظام ان عوامل اور محرکات کا قلع وقمع نہیں کرتا جو انسان کو بدکاری کی طرف ڈھکیل کر لے جاتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اس بُرائی کو بُرائی نہیں سمجھتا اور نہ اُس سے لوگوں کو بچانے کی مخلصانہ کوشش کرتا ہے۔ اس کی زبان پر جو کچھ ہے وہ اس کے دل کی صدا نہیں بلکہ محض ریاکاری اور طمع سازی ہے۔ کسی کو بہتے ہوئے دریا میں دھکاّ دے کر گرا دینا اور پھر اس کو یہ کہنا کہ خبردار اپنے دامن کو پانی کی موجوں سے گیلا نہ ہونے دینا بہت بُری زیادتی ہے۔

مَردوں کو نیچی نگاہ رکھنے کے متعلق احادیث :

معاشرے میں عورت کی عزت واحترام کو یقینی بنانے کے لئے اس کے حق عصمت کا تحفظ ضروری ہے۔ اسلام نے عورت کو حقِ عصمت عطا کیا اور مَردوں کو بھی پابند کیا کہ وہ اس کے حقِ عصمت کی حفاظت کریں۔ ان میں بدنظری کو ام الخبائث کی حیثیت حاصل ہے کہ یہ تمام فواحش کی بنیاد ہے۔ اسلام نے اس سوراخ کو پہلے بند کیا ہے اور نظر کو آنکھوں کا زنا قرار دیا اور پھر نگاہ کا تیر مشہور ہے اور تجربہ کی دُنیا میں مسلّم بھی۔ عشق ومحبت کی تعریف کرنے والوں کی تعریف ہے کہ محبت ایک نادیدہ

شئے ہے جو آنکھوں کے راستہ دِل میں اُتر پڑتی ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ نگاہیں شہوت کی قاصد اور اُس کی پیامبر ہیں۔ شعراء نے اس مسئلہ پر سب سے زیادہ روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ کتنی نگاہیں ہیں جو تیر کی طرح دِل میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اسلام سے پہلے کے شعراء نے بھی اقرار کیا ہے کہ دِل کے زخمی کرنے میں آنکھوں کا بڑا قصور ہے اور اسلام کے بعد کے شعراء نے بتایا ہے کہ نگاہوں سے دِل چھلنی ہوتا ہے۔ پھر اس مسئلہ میں ہر مذہب وملت کے شعراء متفق ہیں' کوئی اختلاف نہیں۔ نگاہ کی اسی تاثیر کے باعث اسلام جب آیا تو اُس نے اعلان کیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

سورہ نور کا آغاز زنا کاروں (Illegal Sexual Relationship) کی سزا کے ذکر سے ہوا۔ یہاں اُن راستوں کو ہی بند کیا جا رہا ہے جو انسان کو اس جرم شنیع کی طرف لے جاتے ہیں۔ بدکاری کا سب سے خطرناک راستہ نظر بازی ہے اس لئے سب سے پہلے اس کو بند کیا جا رہا ہے۔ مَردوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ جب نگاہ کسی نامحرم کی طرف نہیں اُٹھے گی تو دِل میں اس کی طرف کشش پیدا نہ ہوگی۔ جب کشش ہی نہ پیدا ہوگی تو بدفعلی کا ارتکاب ہی بعید از قیاس ہوگا۔ آیت میں آنکھوں کو مطلقاً بند رکھنے کا حکم نہیں دیا جا رہا' بلکہ اس کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے سے روکا جا رہا ہے جس کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بڑی سختی سے نامحرم کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ چند ارشادات نبوی ملاحظہ فرمایئے :

عن ابی أمامة یقول سمعت رسول الله ﷺ اکفلوا لی بست اکفل لکم بالجنة اذا حدث احدکم فلا یکذب واذا اؤتمن فلا یخن واذا وعد فلا یخلف وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم واحفظوا فروجکم (ابن کثیر)

ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میرے ساتھ ان چھ باتوں کا وعدہ کرو تو میں تمہارے لئے جنّت کا ضامن ہوں:

۱- اگر تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے

۲- جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے

۳- جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے

۴- اپنی نگاہوں کو نیچے رکھو

۵- اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو

۶- اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو

زنا کا پہلا محرک اور سبب اجنبی عورتوں کو دیکھنا ہے اس لئے مَردوں کو اجنبی عورتوں کے دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ سعید بن ابی الحسن نے حسن بصری سے پوچھا کہ عجمی عورتیں اپنے سینوں اور سَروں کو کھلا رکھتی ہیں۔ انہوں نے کہا، تم اپنی آنکھوں کو اُن سے دور رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ مسلمان مَردوں سے کہئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں۔ (النور/۳۰)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بھی کسی عورت کی طرف پہلی نظر ڈال کر نظر نیچی کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسی عبادت پیدا کر دیتا ہے جس میں حلاوت ہوتی ہے۔ (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کا زنا سے حصّہ لکھ دیا ہے جس کو وہ لامحالہ پائے گا۔ پس آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، نفس تمنا کرتا اور خواہش کرتا ہے اور اس کی شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (صحیح البخاری، سنن النسائی)

اس حدیث میں تصریح ہے کہ مَردوں کا اجنبی عورتوں کو دیکھنا اور عورتوں کا اجنبی مَردوں کا دیکھنا اُن کی آنکھوں کا زنا ہے اور زنا حرام ہے اس لئے یہ دیکھنا بھی حرام ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق سوال کیا: آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں فوراً نظر ہٹالوں۔ (سنن الترمذی)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی ! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو' کیونکہ تمہارے لیے پہلی نظر معاف ہے' دوسری نہیں۔ (سنن الترمذی' مسند احمد)

پہلی نظر جو بغیر قصد (اچانک اور غیر اِرادی طور پر) پڑتی ہے اس میں انسان بڑی حد تک بے بس ہوتا ہے اس لئے یہ معاف ہے مگر پھر دوبارہ نگاہ نہیں ڈالی جاسکتی' یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ پہلی نظر ہی اتنی بھرپور ہو کہ دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہی نہ رہے ڈالنے کی اجازت ہے۔ اگر کسی وقت پہلی نظر ہی ارادۃً ڈالی گئی تو وہ بھی حرام ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر آنکھ رو رہی ہوگی سوا اس آنکھ کے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو دیکھ کر جھک گئی اور سوا اس آنکھ کے جو اللہ کی راہ میں بیدار رہی اور سوا اس آنکھ کے جس سے اللہ کے خوف سے آنسو کا ایک ننھا سا قطرہ بھی نکلا۔ (تبیان القرآن بحوالہ کنز العمال)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ نے کہا' یارسول اللہ ﷺ ! راستوں میں بیٹھنے کے سوا تو ہمارا گذارا نہیں۔ ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے

فرمایا: اگر تمہارا راستوں میں بیٹھا ضروری ہے تو پھر تم راستوں کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! راستوں کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نظر نیچی رکھنا، راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دُور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا۔ (صحیح البخاری، تبیان القرآن)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: **من یکفل لی مابین لحییه وبین رجلیه اکفل له الجنة** جو شخص مجھے دو باتوں کی ضمانت دے کہ جو اُس کے دونوں جبڑوں کے درمیان یعنی زبان اور جو اُس کے دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ) تو میں اُسے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے نظر کی حفاظت کے متعلق بہت تاکید فرمائی۔ انسانی چہرے کی کشش تو اپنی جگہ ہوتی ہے حضور ﷺ نے تو جانوروں کی شرمگاہ دیکھنے سے بھی منع فرمایا۔ نظر کو شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر فرمایا۔

قال رسول اللہ ﷺ ان النظر سهم من سهام ابلیس مسموم من ترکه، فحافتی ابدلته ایماناً یجد حلاوتها فی قلبه

نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے جو اس کو میرے خوف سے ترک کرتا ہے میں اُسے ایمان کی نعمت بخشوں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔

جس طرح رسّی کے ذریعے شکاری اپنے شکار کو پھنسا لیتا ہے اسی طرح شیطان عورت کے ذریعے مَرد کو گناہ میں پھنسا لیتا ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر اچانک کسی اجنبی عورت پر نظر پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ **فامرنی ان اصرف بصری** حضور ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نظر کو پھیر لوں۔

اچانک کسی نامحرم پر اگر نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے لیکن اگر دوبارہ دانستہ اُس کی طرف دیکھے گا تو گنہگار ہوگا **فان لك الاولیٰ ولیس لك اللآخرة۔**

فتنہ کا چشمہ جہاں سے اُبلتا تھا اور اخلاق اور سوسائٹی پر جہاں سے ضرب پڑتی تھی اُن سوراخوں ہی کو بند کر ڈالا۔ جائز حد تک اجازت دی اور اس کے بعد پہرہ بٹھا دیا کہ کوئی شخص قصداً یا بغیر قصد ایسا کوئی کام نہ کرے جو بُرائی کا زینہ بن جائے۔ نگاہ جس کو سلفِ صالحین نے برید العشق (عشق کا پیامبر) سے تعبیر کیا ہے اسلام نے اس پر قانون کی مہر لگا دی اور اس کے نتیجہ اور فائدہ کو بتایا کہ اس سے شہوت کی جگہوں کی صیانت وحفاظت ہوگی' نیز یہ چیز تزکیۂ قلوب میں بھی معاون ہوگی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جس شخص کی نظر قابو میں نہیں اُس کا دِل قابو میں نہیں۔ اور جس کا دِل قابو میں نہیں اُس کی شرمگاہ قابو میں نہیں رہے گی۔

نگاہ نیچی رکھنا فطرت اور حکمتِ الٰہی کے تقاضے کے مطابق ہے اس لئے کہ عورتوں کی محبت اور دِل میں اُن کی طرف خواہشِ فطرت کا تقاضا ہے ارشادِ ربّانی ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾ (آل عمران/۱۴) مرغوب چیزوں کی محبت پر لوگ فریفتہ کیے گئے ہیں جیسے عورتوں پر۔

مَرد کے نفس میں سب سے زیادہ شدید طلب عورت کے ساتھ اپنی شہوت پوری کرنے میں رکھی گئی ہے۔ غور وفکر سے معلوم ہوگا کہ آنکھوں کا فتنہ مہلک اور دُنیا کے بہت سارے فتنوں اور آفتوں کا بنیادی سبب ہے۔ اسی وجہ سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آنکھوں کے فتنہ سے یقینی طور پر اپنے کو بچاؤ کیونکہ یہ تمام فتنہ وآفت کا بنیادی سبب ہے۔ (منہاج العابدین)

حضرت امام غزالی لکھتے ہیں کہ آیت ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ میں رب العزت نے تین چیزیں بیان کی ہیں۔ تادیب اور تہدید۔ آیت کے ابتدائی حصّہ میں تادیب ہے کہ بندہ اپنے آقا کی اس باب میں فرمانبرداری کرے، یعنی کسی کی طرف اگر دیکھنا ناجائز ہو تو دیکھنے کی جرأت نہ کرے اور دوسرے حصّہ اَزْكٰى لَهُمْ میں تنبیہ ہے کہ اس غضِ بصر کا فائدہ یہ ہوگا کہ قلب میں پاکیزگی آئے گی اور عبادت میں زیادتی اور دلچسپی پیدا ہوگی، اور اگر اس ہدایت پر عمل نہ ہوگا تو آنکھوں کے ذریعہ کسی نہ کسی فتنہ میں پڑنے کا قوی اندیشہ ہے جس کا نقصان یہ ہوگا کہ سکونِ قلب جاتا رہے گا اور دِل وسوسوں کی آماجگاہ بن جائے گا۔ اور آیت کے آخر حصّہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ میں تہدید ہے کہ اگر بندوں نے اس ہدایت کی پروا نہ کی تو یہ سمجھ رکھیں کہ رب العزت غافل نہیں، وہ ساری کاروائیوں سے واقف ہے۔ (منہاج العابدین)

غیر محرم کی طرف شہوت سے نظر سے دیکھنا فساد کا بیج ہے شیطان غیر محرم کے چہروں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔ بدنظری کرنے سے انسان کے دِل میں گناہ کا تخم پڑ جاتا ہے جو موقع ملنے پر اپنی بہار دِکھاتا ہے۔ قابیل نے ہابیل کی بیوی کے حُسن و جمال پر نظر ڈالی تو دِل ودماغ پر ایسا بھوت سوار ہوا کہ اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ دُنیا میں سب سے پہلی نافرمانی کا مرتکب ہوا۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے ! کسی عورت کے پیچھے جانے کی بجائے کسی شیر کے پیچھے چلے جانا بہتر ہے۔ اس لئے کہ شیر آیا تو جان چلی جائے گی، اگر عورت پلٹ آئی تو ایمان چلا جائے گا۔

ایک دانا کا قول ہے کہ شریف عورت سے ہوشیار رہو، اور بُری عورت سے بے کنار رہو۔

اَمرد پرستی (بے ریش۔ نوعمر لڑکوں کا حکم) :

اَمرد اس لڑکے کو کہتے ہیں جس کی ڈاڑھی ابھی نہ نکلی ہو اور مونچھ آرہی ہو۔ بعض علماء تو لکھتے ہیں کہ اگر اَمرد خوبصورت ہو تو عورت کے حکم میں ہے یعنی سَر سے پاؤں تک اس کا جسم سَتر ہے جنسی میلان کا خطرہ ہو تو اس وقت عورت اور اَمرد کے چہرہ پر نگاہ ڈالنا حرام ہوتا ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ تلذذ مقصود ہو تو حرام ورنہ نہیں۔

اگر چہ بنص قرآنی مَرد کا مَرد سے حجاب نہیں ...... لیکن جس طرح ایک خوبصورت عورت کا چہرہ، مَردوں کو فتنہ میں مبتلا کرسکتا ہے اسی طرح ایک خوبصورت اور بے ریش لڑکے کا چہرہ بھی مبتلا کرسکتا ہے۔

ایسی صورت میں فقہاء نے مَردوں کے لیے غض بصر کا تاکیدی حکم دیا ہے اور وہ لڑکا عورت کے حکم میں داخل ہوتا ہے۔ فقہاء شہوت (دِل کے میلان) کے اندیشہ کے وقت اَمرد کے چہرہ کو دیکھنا حرام کہتے ہیں : **فانه محترم النظر الى وجهها ووجه الامرد اذا شك فى الشهوة** جنسی میلان کا خطرہ ہو تو اس وقت عورت اور اَمرد کے چہرہ پر نگاہ ڈالنا حرام ہوتا ہے۔ (درمختار بر حاشیہ ردالمحتار)

مَردوں کے لئے فقط غیر محرم عورتوں کو دیکھنے کی بات ہی نہیں، اگر محرم عورت کو دیکھنے سے شہوت اُبھرے تو اُس کی طرف بھی نہ دیکھے۔ نوعمر لڑکوں کی طرف بھی نہ دیکھے بلکہ اگر کسی مَرد کے چہرے کو دیکھ کر گناہ کا خیال پیدا ہو تو اُس کے چہرے کو دیکھنے سے بھی پرہیز کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی کسی نوعمر لڑکے کو نظر جما کر دیکھے۔ (تلبیس ابلیس)

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ نوعمر لڑکے کی طرف نظر جما کر دیکھ رہا تو سمجھ لو کہ دِل میں کچھ بُرائی ہے۔

فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس مشائخ سے ملاقات کر چکا ہوں جو ابدال شمار کئے جاتے تھے، ہر ایک نے مجھے رخصت کے وقت وصیت کی کہ نوعمروں کی ہم نشینی سے بچتے رہنا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مُرید پر پھاڑ کھانے والا شیر جھپٹے تو میں اتنا نہیں ڈرتا جتنا نوعمر لڑکوں کی ہم نشینی سے ڈرتا ہوں۔

بزرگوں نے فرمایا کہ تم نوعمر لڑکوں کے ساتھ نہ بیٹھو کیونکہ اُن کا فتنہ دوشیزہ لڑکیوں کے فتنے سے بھی زیادہ ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ غیر لڑکی کے ساتھ بیٹھنے میں تو کئی رُکاوٹیں ہوتی ہیں مگر نوعمر لڑکے کے ساتھ بیٹھنے میں کوئی رُکاوٹ نہیں ہوتی لہذا فتنے کا اندیشہ زیادہ ہے۔ اسی پر قیاس کرنا چاہئے کہ عورت کے لئے مَرد تک پہنچنے میں کئی رُکاوٹیں ہوتی ہیں مگر ایک عورت کے لئے دوسری عورت کے پاس بیٹھنا تو آسان ہوتا ہے لہذا اگر عورت دِل میں خطرہ محسوس کرے کہ فلاں عورت کے پاس بیٹھنے میں گناہ میں ملوث ہونے کا ڈر ہے تو اس سے اسی طرح دُور رہے جیسے مَرد سے دُور رہتی ہے حتیٰ کہ اُس کے چہرے کی طرف بھی نظر نہ اُٹھائے زیادہ گفتگو سے پرہیز کرے۔

اسلام چاہتا ہے کہ غیر فطری فعل سے انسان اپنے کو محفوظ رکھے۔ اس کی صورت یہی ہے کہ خوب صورت لڑکوں سے اجتناب کیا جائے اور جو اس کے دواعی ہو سکتے ہیں ان سے الگ تھلک رہنے کی سعی کی جائے۔

حفاظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: مالداروں کے لڑکوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ یہ اپنی شکل وصورت اور لباس و پوشاک سے سراپا فتنہ ہیں۔ ایسا فتنہ کہ بسا اوقات عورتوں سے بڑھ کر ثابت ہوتے ہیں۔

ایک دن حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ غسل خانے میں داخل ہوئے، اتفاق سے اسی وقت ایک لڑکے نے بھی غسل خانہ میں داخل ہونا چاہا۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا: اُسے یہاں سے نکالو اور جلد نکالو، اور وجہ یہ بیان فرمائی:

فانی اریٰ مع امـــــرأة شیطانا ومع کل صبی بضعة عشر شیطانا (مفتاح الخطابۃ)
عورت کے ساتھ مجھے ایک ہی شیطان دِکھائی دیتا ہے مگر اَمرد کے ساتھ کچھ اُوپر دس شیطان۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص کسی ضرورت سے حاضر ہوا۔ اُس شخص کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا' اُسے دیکھ کر آپ نے پوچھا یہ کون ہوتا ہے؟ اس شخص نے بتایا بھانجا ہوتا ہے۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا: دیکھو اب دوبارہ اُسے ہمارے یہاں نہ لانا۔ اور تم بھی اُس کو ساتھ لے کر بازار میں چکرّ نہ لگانا تاکہ کسی کو تمہارے متعلق یہ گمان کرنے کا موقع نہ ملے۔ (مفتاح الخطابۃ)

یہ اُن بزرگوں کی رائے ہے جو اپنے علم وعمل اور زہد وتقویٰ میں مسلّم ہیں۔ بزرگوں نے جو ہدایت فرمائی وہ بالکل دُرست اور قابلِ عمل ہے۔

ان واقعات میں اُن لوگوں کے لئے عبرت وبصیرت ہے جو تنہائی میں (نوعمر۔ بے ریش) اَمرد لڑکوں سے پاؤں دَبواتے ہیں' گلے میں ہاتھ ڈالکر گھومتے ہیں۔ ہاتھوں میں ہاتھ لیے بیٹھتے ہیں گپ شپ اور ہنسی مذاق کرتے رہتے ہیں...... دِل لگی کرتے ہوئے پیشانی کا بوسہ لیتے ہیں اور بے تکلف بن کر اُن کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ بہر حال فتنہ وفساد سے بچنے کے لئے احتیاط بہت ضروری ہے۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ درس حدیث سُننے کے لئے پہلی مرتبہ تشریف لائے تو ابھی بے ریش (نوعمر) تھے امام اعظم نے اُن کو کہا کہ آپ میرے سامنے نہیں بلکہ پشت کی طرف بیٹھ کر درس حدیث سُنا کریں' چنانچہ کئی برس تک وہ پشت کی جانب بیٹھ کر درسِ حدیث سُنتے رہے۔ حضرت امام اعظم کی احتیاط کا یہ عالم کہ اس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی اُن کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ امام ابو یوسف کوئی حدیث مبارک سُنا رہے تھے کہ

اُن کا سایہ دیوار پر پڑ رہا تھا۔ اُن کے سائے کو دیکھ کر امام اعظم کو اندازہ ہوا کہ اُن کی ڈاڑھی آ چکی ہے پھر اُن کو سامنے بیٹھنے کی اجازت دی۔

حفظ فروج (شرمگاہ کی حفاظت) : اپنی سَتر کی جگہوں کو ڈھانپے رکھیں اور انھیں برہنہ نہ ہونے دیں۔ آج فیشن کی لعنت نے انسان سے اُس کی حیاء چھین لی ہے' عریانیت عام ہو رہی ہے اور ترقی پسندی کے نام پر نمائش حُسن ہو رہی ہے حتی کہ کبھی کبھی تو مغربی مما لک میں لوگ بالکل برہنہ چلنا بھی اپنا پیدائشی حق تصور کرتے ہیں۔ مشرقی مما لک بھی اب مغربی تہذیب کو اپنا رہے ہیں۔ مرد نیکر (ہاف پتلون) اور عورتیں نیم عریاں لباس فاخرانہ انداز سے پہن رہے ہیں۔ کھیل کود عام ہے اور اس میں مَرد تو مَرد' عورتیں بھی ہاف پتلون کا استعمال کرنے میں کوئی تکلف محسوس نہیں کرتیں۔ اگر یہی روش رہ گئی تو وہ دن دُور نہیں جب یہ دعوتِ نمائش سَتر دعوت گناہ بن کر دُنیائے انسانیت کو مکمل طور سے رُسوا وَ برباد کر دے گی۔ ہادی انسانیت محمد رسول اللہ ﷺ نے روزِ اوّل ہی ان تمام مخرب اخلاق چیزوں سے پوری دُنیائے انسانیت کو آگاہ فرما دیا جو کسی بھی صورت میں انسانی عظمتوں کی تباہی کا سبب بنتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نظر بازی سے اجتناب کے ساتھ ہی فروج کی حفاظت کا ذکر فرمایا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ فروج کی حفاظت کے لیے نظر بازی سے پرہیز انتہائی ضروری ہے بالفاظ دیگر زنا کے عوامل میں سے نظر بازی ایک بہت بڑا عامل ہے نیز یہ کہ سَتر وَ حجاب کے تمام تر احکام کی غرض و غایت فروج کی حفاظت یا زنا سے پرہیز ہے اور یہ فروج کی حفاظت بہت بڑی پاکیزگی کی بات ہے۔

ابو العالیہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں جہاں بھی حفظ فروج کا حکم دیا گیا ہے اس سے مُراد زنا (Illegal Sexual Relationship) سے بچنا ہے لیکن یہاں اس سے

مُرادسَتر پوشی ہے تاکہ اُن پرنظر نہ پڑے۔ مَرد کا سَتر ناف سے گھٹنوں تک ہے اتنی جگہ کو اُسے ننگا نہ ہونے دینا چاہئے اور اگر کوئی برہنہ ہوتو اُس کی طرف دیکھنا نہ چاہئے۔ تنہائی میں بھی بے پَردہ ہونے کی اجازت نہیں۔

حضورﷺ نے اپنے ایک صحابی کوفرمایا اپنے مقاماتِ سَتر کی نگہداشت رکھو (اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو) سوائے اپنی بیویوں اورلونڈیوں کے۔ایک شخص کہنے لگا۔اگر کوئی شخص دوسرے کے ساتھ رہتا ہو (تو کیا کرے؟)۔آپ نے فرمایا: جہاں تک ہوسکے یہ کوشش کریں کہ سَتر کوئی نہ دیکھے۔ اگر کوئی شخص اکیلا (تنہا) ہوتو......اُس وقت بھی سَتر نہ کھولے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اُس سے شرم کی جائے۔

'فرج' کے لغوی معنیٰ میں تمام ایسے اعضاء شامل ہیں جوگناہ کی ترغیب میں معاون ہوسکتے ہیں' مثلاً آنکھ' کان' منہ' پاؤں اوراس لئے اس حکم کی روح یہ قرار پاتی ہے کہ نہ بُری نظر سے کسی کو دیکھو' نہ فحش کلام سُنو اورنہ خود کہو' اورنہ پاؤں سے چل کرکسی ایسے مقام پرجاؤ جہاں گناہ میں مبتلا ہوجانے کا اندیشہ ہو۔

ہیجانی کیفیت پیدا کرنے والی باتوں سے اجتناب :

شریعت نے ہراُس طریقہ سے منع کیا ہے جوانسانی طاقت میں ہیجان پیدا کرسکتا ہے اورجس میں کسی فتنہ وفساد یا گناہ اورمعصیت کا اندیشہ سامنے آسکتا ہے۔ سیدالکونین حضور نبی کریمﷺ نے سارے دواعی پرکڑی نگرانی فرمائی ہے کہ کوئی بھی داعیہ جو عقل وشعور میں معصیت کا موجب ہوسکتا ہے اس کوعمل میں لانے سے منع فرمادیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ارشادفرمایا:

لاینظر الرجل الی عورة الرجل ولا المرأة الی عورة المرأة (مشکوٰۃ)

کوئی مَرد' کسی مَرد کے سَتر کونہ دیکھے۔اورنہ کوئی عورت' کسی عورت کے سَتر کو دیکھے۔

انسانی فطرت ہے کہ سَتر دیکھنے سے شہوت میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ مَرد مَرد کا سَتر دیکھے یا عورت، عورت کا۔ یا یہ شکل ہو کہ مَرد، عورت کا سَتر دیکھے اور عورت، مَرد کا سَتر دیکھے اور شہوت میں جب ہیجان پیدا ہوتا ہے تو خطرہ منڈلانے لگتا ہے انسانی طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور پھر ایک غلط جذبہ اس کے دِل میں گھر کر لیتا ہے۔ کبھی مَرد کو مَرد سے عشق ہو جاتا ہے اور طبیعت میں گندگی ہے تو موقع پا کر گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے کبھی اس کی شہوت کا زور اُسے کسی اجنبی عورت کی طرف مائل کر دیتا ہے اور کم و بیش یہی حال عورت کا ہوتا ہے کہ کبھی وہ آپس میں عشق و محبت کی داستانیں چھیڑ دیتی ہیں اور کبھی کسی غیر مَرد سے نظرِ لطف و کرم کی متمنی ہوتی ہے اور یہ دونوں ہی طریقے غلطی میں بلکہ معصیت میں مبتلا کر دیتے ہیں، پھر یہ بھی بات ہے کہ سَتر پوشی اسلام میں ضروری ہے اور دیکھنا اس کے خلاف ہوتا ہے۔ یوں بھی رسم و رواج میں سَتر پوشی ایک ضروری چیز سمجھی جاتی ہے اور اس کے خلاف کرنا ذِلّت کی بات ہے۔

ایک ساتھ دو مَرد یا دو عورتیں نہ لیٹیں : انسانی طبیعت اور اس کی قوتِ شہوت ہی کے پیشِ نظر اسلام نے اس بات سے بھی روکا ہے کہ دو مَرد ایک کپڑے میں سوئیں یا لیٹیں، اسی طرح دو عورتیں ایک کپڑے میں لیٹیں یا سوئیں، اسی حدیث کا آخری حصّہ ہے۔ **ولا یقضی الرجل الی الرجل فی ثوب واحد ولا تقضی المرأة فی ثوب واحد** (مشکوٰۃ) کوئی مَرد کسی مَرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ لیٹے، نہ ہی کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں لیٹے۔

ایک ساتھ دو مَرد یا دو عورت کا لیٹنا نفسیات نے بھی غلط ثابت کر دیا ہے کیونکہ اس کا نتیجہ خوشگوار نہیں ہوتا۔ ہوسٹلس میں رہنے والے لڑکیاں اور لڑکے اسی سبب معصیت و بُرائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اُن کے نفسانی جذبات بھڑک اُٹھتے ہیں۔

نیرنگئ زمانہ نے آج انسان کو اسی بے حیائی اور شہوانی خواہشات کا اسیر بنالیا ہے جس کی ممانعت ہمارے غیب داں آقا ﷺ نے روزِ اوّل ہی فرما دی تھی۔ آج مَرد،مَرد سے اور عورت، عورت سے شادی کرنے کے دَرپے ہے اور مغربی حکومتیں ان شہوت کے ماروں کی طرف سے ایسی غلیظ شادی کی اجازت کے مطالبوں سے عاجز و پریشان ہوچکی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے غلاموں کو اس بدترین لعنت سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

تبلیغی جماعت کے افراد جن میں زیادہ تر مجرد (غیر شادی شدہ) ہوتے ہیں اکثر وبیشتر مساجد کے تقدس کو متاثر کرتے ہیں۔ بستروں پر ایک ساتھ لیٹنے اور سونے کی وجہ سے اُن میں اخلاقی بُرائیاں پیدا ہوجاتی ہیں اور وہ نفسانی وشہوانی گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا یہ فرمانا بھی دُرست ہے کہ یہ چیز شہوت میں بہت ہیجان کا باعث ہوجایا کرتی ہے جس سے کبھی کبھی سحاق کی رغبت ہوتی ہے اور کبھی لواطت کی جو نہایت مبغوض فعل ہے۔

سَتر اور اُس کی پَردہ پوشی :

انسان کے لئے اپنے مقاماتِ سَتر کو صرف دوسروں سے چُھپانا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ تنہائی میں بھی ان مقامات کو ننگا رکھنا ممنوع ہے۔

(ماسوائے غسل یا اضطراری اُمور کے) ارشادِ نبوی ہے :

خبردار کبھی ننگے نہ رہو، تمہارے ساتھ کچھ ایسی ہستیاں ہیں جو تم سے کبھی جدا نہیں ہوتیں (یعنی کراماً کاتبین ماسوائے رفع حاجت اور اپنی بیوی کے مباشرت کے اوقات کے) لہٰذا اُن سے شرم کرو اور اُن کا احترام ملحوظ رکھو۔

حضور ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو فرمایا **احفظ عورتك الا من زوجتك او ماملكت يمينك فقال الرجل يكون مع الرجل؟ قال ان استطعت ان لايراها احد فافعل۔ قلت الرجل يكون خالياً۔ قال فالله احق ان يستحىٰ منهسك** اپنے مقاماتِ سَتر کی نگہداشت رکھو (اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو) سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے۔ ایک شخص کہنے لگا۔ اگر کوئی شخص دوسرے کے ساتھ رہتا ہو (تو کیا کرے؟)۔ آپ نے فرمایا: جہاں تک ہو سکے یہ کوشش کریں کہ سَتر کوئی نہ دیکھے۔ اگر کوئی شخص اکیلا (تنہا) ہوتو......اُس وقت بھی سَتر نہ کھولے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اُس سے شرم کی جائے۔

انسانی فطرت میں بڑی حد تک یہ بھی داخل ہے کہ اپنی شرمگاہ دیکھنے سے بھی شہوت بھڑکتی ہے اس لئے اسلام نے اس سے بھی روکا ہے کہ آدمی تنہائی میں ننگا ہو۔

ادب کا تقاضا تو بلا شبہ یہی ہے کہ تنہائی میں کراماً کاتبین فرشتے اور خود رب تبارک وتعالیٰ کی موجودگی کا تصور وخیال غالب ہو اور حیاء اور شرم کا پاس باقی رہے مگر ساتھ ہی بالکل ننگے ہونے میں جذباتِ نفس میں بھی ہیجان کی کیفیت پائی جاتی ہے بہرحال ادب اور حکمت کا تقاضا یہ ہی ہے کہ جب بالکل مجبوری نہ ہو ننگے ہونے کی جرأت نہ کی جائے اور اس طرح بے حیائی کو راہ نہ دی جائے۔

یہ سب حفظِ ماتقدم کے طریقے ہیں اور کوئی شبہ نہیں سب ہی خطرات کے مقام ہیں اس لئے اجتناب بہرحال ضروری ہے اور عفت پر حرف آنا اور معصیت میں مبتلا ہونا بڑی حد تک ممکن ہے۔

عورتوں کو ہدایت : اگر اسلام نے صراحتاً مَردوں کو عِفت کی تعلیم دی تو عورتوں کو بھی فراموش نہیں کیا' کیونکہ مَرد اور عورت دونوں کا خمیر ایک ہی ہے کم وبیش

کا فرق ہے۔ عورت کی فطرت بھی شہوت اور اس کے دواعی سے خالی نہیں‘ اس لیے رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (النور) آپ مسلمان عورتوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں (شہوت کی جگہوں) کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار وَ آرائش نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔

ان آیتوں کا لب ولہجہ بتا رہا ہے کہ آنکھوں کی بے باکی اور اُن کی آزادی شہوت میں انتشار اور شرم گاہ میں ہیجان پیدا کرتی ہے۔ عقلی طور پر سنجیدگی سے غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ آنکھوں میں ایک ایسا زہر پوشیدہ ہے جو موقع پا کر انسانی دِل ودماغ میں تیزی سے سَرایت کرنے کی سعی پیہم کرتا ہے اور جب سَرایت کر جاتا ہے تو دِل ودماغ کو ماؤف کرڈالتا ہے چنانچہ آپ نے دیکھا اور سُنا ہوگا کہ اجنبی مَرد نے جب کسی اجنبی عورت کو زِینت میں دیکھا اور بار بار دیکھا اُس کی دبی دَبائی چنگاری انگارہ میں تبدیل ہوگئی۔

شہوت کے معاملہ میں جو حال مَردوں کا ہے کم وبیش یہی حال عورتوں کا بھی ہے بلکہ اُن کی نگاہ تو اور بھی فتنے جگاتی ہے۔ جذبات میں عورتیں عموماً آگے ہوتی ہیں اور جلد متاثر ہونا تو اُن کے لئے مستقل مرض ہے۔ واقعات شاہد ہیں کہ بات کی بات میں عورت بدلتی رہتی ہے اس لئے اُن کو اپنی آنکھوں کی حفاظت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے ایسا نہ ہو کہ کسی خوبرو تنومند جوان کی ادا بھا جائے اور ظاہر نہ سہی باطن ہی گندہ کر ڈالے اور یہ بھی نہیں تو یہ ہو کہ دوسری طرف مرغِ بسمل بن کر تڑپنے لگے اور اس کو خبر بھی نہ ہو‘ چنانچہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خود عورت کے دِل میں تو کوئی خطرہ نہیں گذرتا مگر اُن کی

بے احتیاطی سے کسی مَرد کا سکونِ دل جاتا رہتا ہے اور وہ مَرد اپنی غرض کے سلسلہ میں اندھا بن جاتا ہے اور پھر سینکڑوں تدبیریں عمل میں لاتا ہے۔ بیسیوں جال بچھاتا ہے اور کبھی کبھی زبردستی کسی معصومہ کی عصمت دَری کے دَرپے ہوجاتا ہے۔

نگاہ کے فتنے : نگاہ شہوت کی قاصد اور پیامبر ہوتی ہے اور نگاہ کی حفاظت دراصل شرمگاہ اور شہوت کی جگہ کی حفاظت ہے جس نے نظر کو آزاد کردیا اُس نے اُس کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ اور نظر ہی اُن تمام آفتوں کی بنیاد ہے جن میں انسان مبتلاء ہوتا ہے کیونکہ نظر کھٹک پیدا کرتی ہے پھر کھٹک فکر کو وجود بخشتی ہے اور فکر شہوت کو اُبھارتی ہے' شہوت ارادہ کو جنم دیتی ہے' ارادہ قوی ہوکر عزیمت میں تبدیل ہوجاتا ہے اور عزیمت میں مزید پختگی ہوکر فعل واقع ہوتا ہے جس سے اس منزل پر پہنچ کر اس وقت کوئی چارہَ کار نہیں رہتا جب کوئی مانع حائل نہ ہو۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے:

الصبر علیٰ غض البصر ایسر علی الصبر علی الم بعده (الجواب الکافی)

آنکھ بند کرنا آسان ہے مگر بعد کی تکلیف پر صبر مشکل۔

کیونکہ نظر کا تیر اگر پیوست ہوگیا تو پھر اس سے حسرت' سوزشِ قلب' جگر کی ٹیس اور آہ وفغان نیم شبی پیدا ہوتی ہے' آدمی اس وقت بے قابو ہوجاتا ہے اور اس کے لئے یارائے ضبط باقی نہیں رہتا' اور یہ ایک مستقل عذاب جان بن جاتا ہے۔

رحمتِ عالم ﷺ نے بھی اس فتنہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے: **النظرة سهم مسموم من سهام ابليس** (الجواب الکافی) نظر ابلیس کی تیروں میں سے ایک زہرآلود تیر ہے۔

من ترکها مخافتی ابدلته ایمانا بحد حلاوته فی قلبه (الترغیب والترہیب)

جس نے میرے ڈر سے بدنظری سے گریز کیا تو میں اُس کو ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دِل میں محسوس کرے گا۔

عورتوں کو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم :

نگاہیں نیچی رکھنے کی حکمت بیان فرمائی جا رہی ہے کہ اس طرح ہی تمہارا دامنِ عِفت پاک رہ سکتا ہے۔ اگر نگاہیں ہوسناک ہوں، مَرد وزن کا آزادانہ اختلاط ہو، خلوت میں نامحرموں کے ساتھ سلسلہ گفتگو بھی جاری رہے اور پھر انسان یہ خیال کرے کہ وہ اپنے دامن کو داغدار نہیں ہونے دے گا تو یہ اس کی حماقت کی انتہا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے اور بچیاں عفیف اور عصمت شعار رہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم انھیں قرآن کریم کی ان آیات کی تعلیم دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے یہ حکیمانہ ارشادات از بر کرائیں تاکہ وہ ہلاکت کے اس گرداب کے نزدیک ہی نہ آنے پائیں۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: **البصر هو الباب الاكبر الى القلب --- وبحسب ذالك كثر السقوط من جهته ووجب التحذير منه وغضه واجب عن جميع المحرمات وقل مايخشى الفقنة من اجله** نظر دل کی طرف کھلنے والا سب سے بڑا دروازہ ہے۔ نگاہ کی بے راہ روی کے باعث ہی اکثر لغزشیں ہوتی ہیں۔ اس لئے اس سے بچنا چاہئے اور تمام محرکات سے انھیں روکنا چاہئے۔

پہلے مَردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا۔ اب عورتوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ ان چیزوں کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھیں جن کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔ مومن عورتوں کو ان آداب واحکام کی پابندی کا حکم فرمایا جا رہا ہے جن سے وہ اپنی ناموس اور آبرو کو محفوظ رکھ سکتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کو فرما رہا ہے کہ آپ مومن عورتوں کو حکم دیجئے کہ :

۱- وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھا کریں
۲- اپنے سَتر کی جگہوں کی حفاظت کیا کریں
۳- اپنی زِینت کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں بجز اس کے جس کے ظاہر کئے بغیر چارہ نہیں
۴- اپنی اوڑھنیوں سے اپنے سینوں کو ڈھانپ لیا کریں
۵- زمین پر پاؤں اس طرح نہ ماریں جن سے ان کی مخفی زِینت و آرائش ظاہر ہو
٦- درمیان میں ان لوگوں کا ذکر کر دیا گیا جن کے سامنے زِینت کا اظہار ممنوع نہیں

یہ ارشادات ربّانی ہیں جو اس آیت میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اسلامی معاشرہ کو پاکیزہ رکھنے کے لئے ہر مَرد اور عورت پر ان اِرشادات پر عمل آواری لازمی ہے۔ ان اُمور کی پابندی ہی کا نام پَردہ ہے کہ عورت باہر نکلتے وقت ایسا ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے جس سے اس کے جسم کا نشیب وفراز چھپ جائے' بالخصوص سینہ جو عورت کے حُسن کا مرکز ہے اور جو مَرد کی نظر کو اپنی طرف کھینچتا ہے اُسے اس طرح ڈھکنا چاہیئے کہ اُس کا اُبھار ظاہر نہ ہو' نیز اس کی چال ایسی ہو کہ اس کے زیورات کی آواز سُنائی نہ دے اور نہ ہی جسم کا نشیب وفراز ظاہر ہونے پائے۔

مَردوں کے لئے 'غض بصر' (نگاہیں نیچی کرنے) کا حکم کیوں؟

غیر مقلد ناصرالدین البانی کا اعتراض :

> 'اگر عورتوں پر چہرہ کا پَردہ واجب ہے تو مَردوں کو غض بصر کا حکم کیوں دیا گیا؟
>
> (حجاب المرأۃ المسلمہ/۵۰)

قرآن مجید میں صرف مَردوں کو 'غض بصر' (نگاہیں نیچی رکھنے) کا حکم ہی نہیں ہے بلکہ عورتوں کو بھی چہرہ چُھپانے کا حکم ہے۔

رہا یہ سوال کہ جب عورتوں کو کھلے منہ پھرنے کی اجازت ہی نہیں ہے تو پھر غض بصر کے حکم کی کیا ضرورت ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ :

(۱) معاشرہ میں غیر مسلم خواتین بھی موجود ہوتی ہیں جن کے لیے پَردہ ضروری نہیں اور وہ عموماً **تبرج الجاهليه** کے پورے ساز وسامان کے ساتھ کھلے منہ پھرتی ہیں۔

(۲) ایسے اتفاقی واقعات بھی ممکن ہیں کہ مسلم عورت بے حجاب ہو اور اُس پر نظر جائے جیسے ہوا کے جھونکے سے عورت کا نقاب کا اُٹھ جانا...... یا...... چھت پر چڑھنے سے کسی مَرد کی نظر' کسی ہمسایہ کی عورت پر پڑ جانا...... یا...... پڑوس کی عمارت سے کسی مَرد کی نظر' کسی عورت پر پڑ جانا...... یا...... اچانک کسی مَرد اور عورت کا سامنا ہو جانا...... یا...... مَرد وغیرہ نہ ہونے کی صورت میں عورت کا پَردہ اُٹھا لینا پھر اتفاقاً کسی مَرد کا سامنے آ جانا...... وغیرہ

(۳) حج کے دوران عورتوں کو ویسے ہی چہرہ اور ہاتھوں کو کھلا رکھنے کا حکم ہے

(۴) ایک باپَردہ عورت کو بھی نماز اور حج کے موقع پر چہرہ کھولنے سے سابقہ پڑ جاتا ہے سو ایسے تمام مواقع پر مَردوں اور عورتوں دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

دِیدہ بازی 'بدنظری' کی مذمت :

اسلام صرف کانٹوں سے بچنے ہی کا حکم نہیں دیتا بلکہ اُن جھاڑیوں ہی کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکنے کا حکم دیتا ہے جن کے کانٹوں سے مومن کا دامنِ تقویٰ تار تار ہونے کا امکان ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو' بدنظری کرنے والے مَرد پر اور بدنظری کرنے والی عورت پر۔ **لعن الله الناظر والمنظور اليه** ۔یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر شرعی قصداً دیکھے اور دوسرا قصداً اپنے آپ کو دکھائے۔ (بیہقی)

صحیح مسلم میں حضرت جریر بن عبداللہ کلبی سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر بلا ارادہ کسی اجنبی غیرمحرم عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟ اسکے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں اپنی نگاہ اس طرف سے فوراً پھیرلو۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: **لاتتبع النظرة النظرة فان لك الاولیٰ ولیست لك الاٰخــرة** اے علی ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا کیونکہ تمہاری پہلی نظر جو بلا ارادہ اچانک پڑ جائے وہ غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے تو معاف ہے لیکن دوسری نظر تمہارے لئے معاف نہیں۔ اس لئے نگاہوں کو دیکھنے کے لئے بالکل آزاد چھوڑ دینا شریعت میں حرام ہے بلکہ نظر کو جہاں تک ہوسکے بچا کر رکھے۔ (مشکوۃ۔ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **یاابن اٰدم لك اوّل نظرة وایاك والثانیة** یعنی اے اولادِ آدم! تیری پہلی نظر تو معاف ہے مگر خبردار دوسری نظر نہ ڈالنا۔ (الجصاص)

حضرت یحیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ تو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں ذرا یہ بات بتا دیجئے کہ زنا (Illegal Sexual Relationship) کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟ فرمایا' دیکھنے سے یعنی دِیدہ بازی (بدنظری) سے اور تمنا کرنے سے' حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان نے دیکھنے کو اپنی پُرانی کمان اور خطا نہ کرنے والا تیر قرار دیا ہے (احیاء العلوم)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا انسان اپنے تمام حواس سے زنا کرتا ہے۔

دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے' لگاوٹ کی بات چیت زبان کا زنا ہے' آواز سے لذت لینا کانوں کا زنا ہے۔ ہاتھ لگانا اور ناجائز مقصد کے لئے چلنا یہ ہاتھ پاؤں کا زنا ہے۔ بدکاری کی یہ ساری تمہیدیں جب پوری ہوچکتی ہیں تب شرمگاہیں یا تو اسکی تکمیل کر دیتی ہیں یا تکمیل کرنے سے رہ جاتی ہیں۔ (بخاری، مسلم)

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **النظر سهم من سهام ابليس سموم من تركها لخافتى ابدلته ايمانا يجد حلاوة فى قلبه** یعنی نظر شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص باجودِ دل کے تقاضے کے مجھ سے ڈر کر اپنی نظر پھیر لے تو میں اسکو اس کے (اس عمل کے) بدلے ایسا پختہ ایمان (یعنی ایمان کے اندر اتنی تقویت) دوں گا جس کی لذت وہ اپنے دِل میں پائے گا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **مامن مسلم ينظر الىٰ محاسن امرأة ثم يغض بصره الا اخلف الله له عبادة يجد حلاوتها** یعنی جس مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حُسن پر پڑے اور وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے نگاہ ہٹا لے تو اللہ تعالیٰ اسکی عبادت نماز میں' ذکر میں' تلاوت میں' اور دیگر تسبیح وتہلیل میں ایک قدرتی لطف ولذت پیدا کر دیتا ہے۔ (مسند أحمد وترمذی)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے کو نامحرم کی نظر سے بچائے گی دوزخ کی آگ اُس کو نہ جلائے گی اور جو عورت اپنے کو نامحرم کے آگے کرے گی حُسنِ آرائش کر کے اُس کو دِکھلائیگی اور بے حیائی سے اُس پر نظر ڈالے گی تو ہر نظر میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) لعنت اُس پر پڑے گی اور فرمایا ہر نظر کے بدلے ہزار برس دوزخ میں رہے گی۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، آنکھوں اور زبان کی آزادی رُوح کے لئے قید ہے لہذا نگاہ کی حفاظت بہت ضروری ہے اگر عبادت کی حلاوت اور ایمان کا سرور پانا ہے تو نگاہ ہر طرف سے بند کر، خاص طور پر بُری نگاہ سے بھی نہ دیکھ۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اُس نے دارالسلام (جنّت) میں جگہ دی ہے انہوں نے اپنے پیٹ حرام کے کھانوں سے خالی رکھے، اپنی آنکھوں کو حرام دیکھنے سے باز رکھا، اپنی زبان کو فضول کلام سے بیزار رکھا۔ لہذا نگاہ کی حفاظت کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ (بزم اولیاء)

- بدنظری زِنا کی پہلی سیڑھی ہے

نظر کھٹک پیدا کرتی ہے، کھٹک سوچ کو وجود بخشتی ہے، سوچ شہوت کو اُبھارتی ہے اور شہوت اِرادہ کو جنم دیتی ہے

- بدنظری سے ایمان کی حلاوت ختم ہو جاتی ہے

بدنظر ایمان کی لذت سے محروم ہو جاتا ہے دِل میں ہمیشہ وحشت پیدا ہوتی ہے

- بدنظری سے انسان کا دِل و دماغ متفرق چیزوں میں بٹ جاتا ہے
- بدنظری زخم کو گہرا کرتی ہے

سوزشِ قلب بڑھنا شروع ہو جاتی ہے

- بدنظری سے دِل حق و باطل میں تمیز کرنے سے عاری ہو جاتا ہے
- بدنظری سے اللہ تعالیٰ کی غیرت بھڑکتی ہے

بدنظری فحش کاموں کا مقدمہ ہے جو اس کا ارتکاب کرتا ہے اللہ جل شانہ کو غیرت آتی ہے

- بدنظری سے کبھی سیری نہیں ہوتی

بدنظری ایسی پیاس لگاتی ہے جو کبھی نہیں بجھتی، ہوس بڑھتی ہی جاتی ہے

- بدنظری فساد کا بیج ہے
- بدنظری کرنے سے انسان کے دِل میں گناہ کا تخم پڑ جاتا ہے

ہوس کا مرض بڑھتا ہی جاتا ہے

- بدنظری کے ساتھ ہی شیطان انسان کے دِل و دماغ پر سوار ہو جاتا ہے
- بدنظری سے توفیقِ عمل چھن جاتی ہے

عبادت کی حلاوت اور لذت فنا ہو جاتی ہے

- بدنظری ذِلت وخواری کا سبب ہے

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی ذِلت وخواری چاہتا ہے تو اُسے خوبصورت چہرے دیکھنے کی عادت میں مبتلا کر دیتا ہے

- بدنظری سے بوڑھے بھی محفوظ نہیں

بوڑھوں میں گناہ کی حسرت بھری رہتی ہے غیرمحرم کو للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں

- بدنظری سے نیکی بَرباد ہوتی ہے اور گناہ لازم ہوتا ہے

غیرمحرم کی طرف للچائی نظروں سے دیکھنے والا اپنے اعمال کو ضائع کر دیتا ہے

- بدنظری سے برکت ختم ہو جاتی ہے

انسان کی زندگی میں سے، رزق میں سے، اور وقت میں سے برکت اُٹھالی جاتی ہے

- بدنظری کرنے والا ملعون ہوتا ہے

اللہ کی رحمت سے دُور اور لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے

- بدنظری کے مرتکب، فحش گندے اور بدمعاشی کے کام پر مجبور ہو جاتے ہیں
- بدنظری سے قوت حافظہ کمزور ہوتی ہے

قرآنی سورتیں اور سبق بھول جاتے ہیں

- **بدنظری کرنے والے سے شیطان پُر اُمید رہتا ہے**

بدنظری ایسا نقصاندہ عمل ہے جس کی وجہ سے انسان بآسانی شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے

- **بدنظری سے جسم میں بدبو پھیلتی ہے**

بدنظری کا اثر فوری طور پر ظاہر ہوتا ہے حتیٰ کہ جسم اور کپڑوں سے عجیب قسم کی بدبو آنے لگتی ہے

- **بدنظری کی وجہ سے قرآن بھول جاتے ہیں**

وسوسوں کا شکار ہوکر قرآن بھول جاتا ہے

- **بدنظری بہت بڑی نحوست ہوتی ہے**

اہل کشف نے لکھا ہے کہ بدنظری سے آنکھوں میں ایسی ظلمت پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کو بصیرت والا پہچان لیتا ہے جب کہ عفیف اور متقی شخص کی آنکھوں میں نور رہوتا ہے

- **بدنظری سے چہرہ بےنور ہو جاتا ہے**

خوبصورتی کے باوجود چہرے بےنور ہو جاتے ہیں

- **بدنظری کے اَثر سے دِل سیاہ ہو جاتا ہے**

نظربازی دِل کا گناہ ہے...... فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کرے مگر تصوّر میں کسی غیر عورت کا خیال لائے تو اُسے زنا کرنے کا گناہ ہوگا

بدنظری اور تصاویر : بدنظری کی ایک قسم وہ برہنہ تصاویر دیکھنا ہے جو اخباروں اور کتابوں کی زِینت بنتی ہیں یا جنسی مضامین پر مشتمل رسالوں کے سَرورق پر چھپتی ہیں فلموں اور ڈراموں میں کام کرنے والی عورتوں کی تصاویر دیکھنا، ٹی وی اناؤنسر کو خبریں سُننے کے بہانے دیکھنا، راستہ چلتے سڑک کے کناروں پر لگے ہوئے سائن بورڈ پر بنی ہوئی تصاویر دیکھنا یا گرل فرینڈ، بوائے فرینڈ کی تصویر چھپا کر رکھنا یا تنہائی میں گھنٹوں للچائی نظروں سے دیکھنا۔ یا انٹرنٹ پر پیشہ ورلڑکیوں کی ننگی تصاویر دیکھنا یا فحش

مناظر والی سی ڈی پر تصاویر کو دیکھنا سب کا سب حرام ہے۔ بعض لوگ شادی بیاہ کے موقع پر مخلوط محفلوں کی تصاویر اپنے پاس رکھتے ہیں اور دیکھتے دِکھاتے ہیں۔ تصاویر دیکھنا زندہ آدمی کو دیکھنے سے زیادہ نقصاندہ ہے۔ راہ چلتے غیر محرم کے خدوَ خال کو اتنا باریک بینی سے نہیں دیکھا جا سکتا جتنا تصاویر کے ذریعے دیکھنا ممکن ہے۔ اس سے زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

مسئلہ : عورتوں کو اپنے محارم کے سوا کسی مَرد کو دیکھنا حرام ہے خواہ شہوت و بُری نیّت سے دیکھے یا بغیر کسی نیّت وشہوت کے، دونوں میں حرام ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک دفعہ اگر نظر پڑ جائے اور دوبارہ دیکھنے پر طبیعت راغب ہو تو اپنے دل میں یہ خیال راسخ کر لے کہ دوبارہ دیکھنا سراسر حماقت ہے کیونکہ یہ عمل دو حال سے خالی نہیں ہے (۱) یا تو وہ صورت اچھی معلوم ہوگی اس صورت میں نفس شہوت کا مقتضی ہوگا اور شہوت پوری نہیں ہوگی سوائے حسرت اور محرومی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا (۲) یا وہ صورت بُری معلوم ہوگی اس صورت میں وہ مقصد ہی فوت ہو جائے گا جس کے لئے دوبارہ دیکھا تھا اور الٹا نامہ اعمال میں معصیت کا اضافہ ہو جائے گا۔ اسے کہتے ہیں گناہ بے لذت، اس کے بالمقابل اگر آنکھوں کی حفاظت کی جائے اور انھیں دیکھنے سے باز رکھا جائے تو دِل بہت سی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے اور ایمان کے اندر تقویت پیدا ہوتی ہے۔

آج جو بے حیائی اور دین سے بیزاری عام ہے اس کے نتائج نہایت ہی خطرناک ہے جو کہ آج کسی سے چُھپا ہوا نہیں ہے۔ اب بے حیائی کا بازار گرم ضرور ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی دور نہیں، اس لئے اب بھی مہلت ہے اس فرصت کی گھڑی کو غنیمت سمجھو اور کام کی باتیں کرو، بیکار کی باتیں چھوڑو، بیکار باتوں میں کیا رکھا ہے،

اسلام اور احکامِ اسلام کی پابندی کرو‘ دشمن کو پہچانو اور اسکی دشمنی سے بچو۔ اگر قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ اپنے روبرو کھڑا کر کے یہ پوچھ لیں کہ دارالعمل میں میرے حبیب رسول اللہ ﷺ کی عظمت تمہارے دِلوں میں زیادہ تھی یا مغربی دُنیا کی‘ تو کیا جواب دو گے؟

نفسانی خواہش یہ وہ مصیبت ہے کہ جب وہ غالب آتی ہے تو نہ عقل کام کرتی ہے اور نہ دِین‘ کیونکہ یہ شیطان کا ایک زبردست ہتھیار ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ اپنی اُمّت کی تعلیم کے لئے اکثر بارگاہِ الٰہی میں یہ دُعا فرماتے‘ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ **اللھم انی اعوذبك من شر سمعی وبصری وقلبی وشر منی** یعنی اے اللہ مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان آنکھ اور دِل کے شر سے اور اپنی منی کے شر سے۔۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں **اسالك ان تطھر قلبی وتحفظ فرجی** یعنی اے اللہ مَیں سوال کرتا ہوں کہ میرے دِل کو پاک کر اور میری شرمگاہ کی حفاظت فرما۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ جس چیز سے عالمِ پناہ سید کائنات محبوب خدا شافعِ محشر رسول انور ﷺ اپنی اُمّت کی تعلیم کے لئے پناہ مانگ رہے ہوں اس میں دوسرے لوگوں کے لئے تساہل کی کب گنجائش ہے۔

جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں اُن کے پاس نہ جاؤ :

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا‘ جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں اُن کے پاس نہ جاؤ۔ کیونکہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے خون کے دوران کے ساتھ گردش کرتا ہے **فان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم۔** (ترمذی شریف)

اس حدیث کی روشنی میں مَرد وعورت کی باہمی کشش کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

موجودہ دَور میں گو کچھ فتنے پیدا ہوتے رہتے ہیں اُن سے بھی اس کی پوری تائید ہوتی ہے اور ہر ذی عقل حدیث کے اسی نقطہ نظر کے ماننے پر مجبور ہے۔

جب کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے۔ خواہ دونوں کیسے پاکباز ہوں اور کسی مقصد کے لئے جمع ہوں شیطان دونوں کو بُرائی پر ضرور اُبھارتا ہے اور دونوں کے دِلوں میں ضرر وَ ہیجان پیدا کرتا ہے۔ خطرہ ہے کہ زنا واقع کرا دے۔ اس لئے ایسی خلوت سے بہت ہی احتیاط چاہیئے۔ گناہ کے اسباب سے بھی بچنا لازم ہے بخار روکنے کے لئے نزلہ وَ زکام روکو۔ اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے بہت ہی بچو۔ جن کے شوہر پَر دیس میں ہیں۔ یہ قید اس لئے لگائی کہ شوہر والی عورت لذت جماع (Sexual Intercourse) سے واقف ہے اور شوہر کی غیر موجودگی سے اس کی شہوت غالب ہے۔ ایسی عورت کے لئے ادنیٰ محرک بھی خطرناک ہے۔ مٹی کے تیل میں بھیگی ہوئی روئی اور پٹرول دُور سے آگ لے لیتے ہیں۔ عورت اور مَرد دونوں کی رَگ رَگ میں شیطان خون کی طرح اَثر کرتا ہے اور جیسے خون نظر نہیں آتا مگر جسم میں گردش کرتا ہے' یوں ہی شیطان نظر نہیں آتا مگر اپنا کام کئے جاتا ہے، چُھپا دشمن، کھلے دشمن سے زیادہ خطرناک ہے۔ شیطان لوگوں میں بدگمانی بھی پھیلا سکتا ہے۔

اندھے سے پَردہ: عوام میں مشہور ہے کہ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پَردہ کرنا لازم نہیں ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اندھے سے پَردہ ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے سے۔ اور اس کا گھر میں جانا' عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسے آنکھ والے۔ (احکام شریعت)

عورتوں کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ نہ غیر مَردوں کو دیکھیں اور نہ ہی غیر مَرد انھیں دیکھیں۔ (دار قطنی)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہٗ جو کہ نابینا تھے آئے۔ حضور ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا **احتجبا منه** اُن سے پَردہ کرو۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ تو نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ آپ نے جواب میں فرمایا، کیا تم بھی نابینا ہو۔ کیا تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ (ابوداؤد) دیکھئے باوجودیکہ اِس مقام پر کسی قسم کی خرابی اور وسوسہ کا احتمال بھی نہ تھا کیونکہ ایک طرف تو ازواجِ مطہرات (مسلمانوں کی مائیں) ہیں، دوسری طرف ایک پاک سرشت و نیک نہاد صحابی۔ پھر وہ بھی اندھے، لیکن اس پر بھی مزید احتیاط کے لئے یا تعلیمِ اُمت کے لئے حضور ﷺ نے ان بیبیوں کو پَردہ کرنے کا حکم فرمایا، پھر بھلا عام عورتوں کو غیر مَردوں کے سامنے آنا جانا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ جس طرح مَردوں کے لئے عورتوں کو دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح عورتوں کے لئے مَردوں کو دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ یہاں تمام مسلمان عورتوں کے لیے نمونہ بن کر دِکھلانا مقصود تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف یہ ہی ضروری نہیں کہ مَرد، عورت کو نہ دیکھے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اجنبی عورت بھی غیر مَرد کو نہ دیکھے۔ اگر مَرد یا عورت میں سے کوئی ایک فریق اندھا بھی ہو تو بھی دوسرے بینا فریق کو اس سے پَردہ کرنا ضروری ہے ممکن ہے کہ اس اندھے کے چہرہ کی رنگت یا نقوش اور تناسب اعضاء میں کوئی ایسی دلکشی ہو جو صنفی میلان کا سبب بن جائے۔

مسئلہ: عورت کو عورت سے قرآن مجید پڑھنا، غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے کہ اگرچہ وہ اُسے دیکھتا نہیں مگر آواز تو سُنتا ہے۔ اور عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلاضرورت آواز سُنانے کی اجازت نہیں۔ (بہارِ شریعت)

پیر سے پَردہ : Observing Veil infront of Priest/Saint

عورت کو چاہئے کہ اپنے پیر کے سامنے بے پَردہ نہ ہو۔ اور مرید ہوتے وقت پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نہ مرید ہو' بلکہ پیر بھی عورت کا غیر محرم ہے۔ اس لئے عورت کو اپنے پیر سے بھی پَردہ کرنا فرض ہے۔ پیر کے لئے بھی حرام ہے کہ اپنی مریدہ کو بے پَردہ دیکھے یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھے بلکہ پیر کے لئے یہ بھی حرام ہے کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم کبھی حضور کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔ صرف کلام سے حضور ﷺ بیعت فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

پیر سے پَردہ واجب ہے جب کہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت)

تاجدارِ اہلسُنّت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ صرف کلام سے یا چادر پکڑ کر عورتوں سے بیعت فرمایا کرتے ہیں۔ کلماتِ توبہ نہایت مختصر ہوتے ہیں اور عورتیں شرعی پَردے کا اہتمام کرتی ہیں۔ بیعت کے فوراً بعد عورتوں کو مجلس سے رخصت کر دیا جاتا ہے۔

بعض نوجوان عورتیں اپنے پیروں کا ہاتھ پاؤں دَباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دَبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گہنگار ہیں۔ (بہارِ شریعت)

بوڑھے سے پَردہ :

بوڑھے لوگوں سے بھی عورتوں کو پَردہ بہت ضروری ہے کیونکہ بدنظری سے بوڑھے بھی محفوظ نہیں ہوتے۔ بدنظری کا مرض موت تک نہیں جاتا۔ وہ بوڑھے جو عملی طور پر جماع کی قدرت ہی نہیں رکھتے وہ بھی بدنظری کے گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں

بلکہ عیاش وخبیث فطرت بوڑھوں میں گناہ کی حسرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے ۔

جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہے   بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے

بعض لوگوں کا جسم بوڑھا ہوتا ہے دِل جوان ہوتا ہے وہ ہر وقت جوانی کو یاد کرتے رہتے ہیں

پیری تمام ذکرِ جوانی میں کٹ گئی   کیا رات تھی کہ ایک کہانی میں کٹ گئی

بعض کی ٹانگیں قبر میں پہنچ جاتی ہیں کمر جھک جاتی ہے پھر بھی انہیں جوانی کی تلاش ہوتی ہے۔ سوچنا چاہیئے کہ اگر جوانی غفلت میں گذر چکی تو چلو بڑھاپے میں ہی ربّ کو یاد کر لیں مگر یہاں تو معاملہ ہی اُلٹا ہوتا ہے۔

طرفہ تماشہ یہ بھی ہے کہ عورتیں' بوڑھے سمجھ کر اس سے پَردے کا اہتمام بھی نہیں کرتیں۔ اس سے بدنظری کے گناہ میں اور زیادہ آسانی ہوجاتی ہے۔ شہوت پرست بوڑھوں کے بال تو سفید ہوتے ہیں جب کہ دِل سیاہ کر بیٹھتے ہیں۔

بوڑھوں میں گناہ کی حسرت بھری رہتی ہے غیرمحرم کو للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ عورت کے معاملے میں مَرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔ اُس کی اُمنگیں اور آرزوئیں ہمیشہ جوانوں کی مانند رہتی ہیں۔ جب کسی نوجوان لڑکے کا نکاح ہورہا ہوتا ہے تو محفل میں موجود بوڑھوں کے دِل میں حسرت بھری کیفیت ہوتی ہے کہ کاش یہ ہمارے نکاح کی محفل ہوتی۔ بہرحال بدفطرت اور عیاش بوڑھوں سے بھی احتیاط ضروری ہے۔

عورت کا ملازمین اور ڈرائیور کے سامنے بے پَردہ آنا :

ملازمین اور ڈرائیور بھی نامحرم ہیں اُن کے سامنے آنا تنہائی میں رہنا جائز نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت (تنہائی) میں ہوتا ہے تو تیسرا اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے' لہٰذا ملازمین اور ڈرائیور سے بھی پَردہ کیا جائے۔

منگنی کے بعد مَرد وَعورت کا ملاقات کرنا :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مَرد کسی عورت سے خلوت نہیں کرسکتا مگر اس میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

اس بارے میں مظہر امام اعظم، محی الحنفیت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ 'خلوت اجنبی عورت کے ساتھ حرام ہے' (فتاویٰ رضویہ)

اور ویسے بھی ایام جاہلیت میں عورتوں کا بے حجاب، غیر مَردوں اور اجنبیوں کے ساتھ خلط ملط رہنا، اُن کی جاہلانہ تہذیب کا ایک حصّہ تھا۔ چنانچہ یہ بات ثابت ہوئی کہ مَرد اور عورت کی باہم ملاقات حرام ہے اگرچہ اُن کی آپس میں منگنی (Engagement) ہوچکی ہو۔ منگنی مَرد اور عورت کی ایک طریقے سے Commitment (شادی کا وعدہ) ہے اور اس Commitment سے وہ آپس میں محرم نہیں ہوجاتے، لہذا منگنی کے بعد ملنا بھی ایک اجنبی غیر مَرد سے ملنے کے برابر ہے بلکہ زیادہ خطرناک ہے۔

مرنے کے بعد عورت کا پَردہ :

(☆) مَرد کو مَرد نہلائے اور عورت کو عورت نہلائے۔ میت چھوٹا لڑکا ہے تو اُسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مَرد بھی نہلا سکتا ہے چھوٹے سے یہ مُراد ہے کہ حد شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔ (عالمگیری۔ بہارِ شریعت)

(☆) عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ شوہر کے مرنے کے بعد عدّت گذر جانے تک عورت اپنے شوہر کے نکاح میں باقی رہتی ہے۔ (عالمگیری۔ بہارِ شریعت)

(☆) اگر مُردہ عورت کو غسل دینے والا سوائے شوہر کے کوئی نہ ہو تو شوہر غسل نہیں دے سکتا، اس صورت میں مُردہ عورت کو تیمّم کرا کے بغیر غسل کے ہی دَفن کر دیا جائے گا۔

(☆) عورت مر جائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چُھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ (درمختار) اور عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر، عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اُتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے صرف نہلانا یا اُس کے بدن کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ جنازے کو محض اجنبی ہاتھ لگاتے، کندھوں پر اُٹھاتے اور قبر تک لے جاتے ہیں شوہر نے کیا قصور کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

(☆) عورت کا جنازہ اُتارنے والے محارم ہوں (شرعاً جس سے پَردہ نہیں) یہ نہ ہوں تو دیگر رشتے والے، یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اُتارنے میں مضائقہ نہیں۔ (عالمگیری، بہارشریعت)

(☆) مَرد کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ عورتیں ہیں اور کافر مَرد، مگر مسلمان مَرد کوئی نہیں...... تو عورتیں اس کافر کو نہلانے کا طریقہ بتا دیں کہ وہ نہلا دے۔ اور اگر مَرد کوئی نہیں اور چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اُسے سکھا دیں کہ وہ نہلائے۔ یوں ہی اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو مَرد اس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اس سے نہلوائے یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اُسے بتائے اور وہ نہلائے۔ (عالمگیری)

بوڑھی عورتوں کے حجاب میں تخفیف سے عمومی حجاب پر استدلال :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بوڑھی عورتوں کے حجاب میں تخفیف کی ہے :

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَایَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾ (النور/٦٠) وہ بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی اُمید (آرزو) نہیں ہے

اگر وہ اپنے (چہرہ ڈھانپنے کے) کپڑے اُتار دیں تو اُن پر کوئی گناہ نہیں ہے بشرطیکہ وہ اپنی زِینت (آرائش) دِکھاتی نہ پھریں اور اگر وہ اس سے بچیں (یعنی نقاب نہ اُتاریں) تو یہ اُن کے لیے بہتر ہے۔

اس آیت میں بوڑھی عورتوں (جو بچہ جننے سے عاجز ہو جائیں اور جنھیں حیض آنا بند ہو جائے، جو نکاح کے قابل ہی نہ رہی ہوں اور جن کے شہوانی جذبات مر چکے ہوں) کو جن کپڑوں کے اُتارنے کی اجازت دی گئی ہے اس سے مُراد وہ چادریں ہیں جن سے آیتِ جلباب میں چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس آیت سے یہ تو ہرگز مُراد نہیں ہے کہ بوڑھی عورت قمیص اور شلوار اُتار کر بالکل برہنہ ہو جائے کیونکہ یہ کھلی بے حیائی ہے اور نہ یہ مُراد ہے کہ بوڑھی عورت سینہ سے دوپٹہ اُتار کر اپنے سینہ کا اُبھار لوگوں کو دِکھاتی پھرے کیونکہ ﴿غَيْـرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ﴾ میں اس سے منع کر دیا ہے، تو پھر متعین ہو گیا کہ اس آیت میں بوڑھی عورتوں کو چہرہ سے صرف نقاب اُتارنے کی اجازت دی ہے یا اس چادر کو اُتارنے کی اجازت دی ہے جس سے آیت جلباب میں چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا ہے لیکن اگر اتنی عمر کے باوجود زِینت وآرائش کی دِلدادہ اور اس زِینت کا اظہار بھی پسند کرتی ہوں تو اُن کے لئے یہ رخصت نہیں ہے انہیں احکامِ حجاب کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ نیز یہ فرمایا کہ اُن کے لیے افضل اور مستحب یہی ہے کہ وہ اس چادر کو نہ اُتاریں اور چہرہ ڈھانپ کر رکھیں۔ وجہ یہ ہے کہ اُسے دیکھنے والے سارے بوڑھے یا متقی لوگ تو نہیں ہوں گے، ہوسکتا ہے کہ کوئی شہوت کا مارا نوجوان اُس سے بھی چھیڑ چھاڑ شروع کر دے لہذا بوڑھی عورتیں بھی اس رخصت کو موقع محل کا لحاظ رکھ کر استعمال کریں بصورت دیگر اس رخصت کا استعمال نہ کریں۔ اور اس آیت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جو عورتیں سَن ایاس کو نہ پہنچی ہوں اُن پر چہرہ چھپانا لازم اور واجب ہے۔

علامہ ابو بکر رازی جصاص الحنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت ابن مسعود اور مجاہد نے بیان کیا کہ یہاں وہ بوڑھی عورتیں مُراد ہیں جو نکاح کا ارادہ نہ رکھتی ہوں اور جن کپڑوں کو اُتارنے کی اجازت دی اس سے مُراد جلابیب (وہ چادریں جن کے پلّو سے چہرہ ڈھانپتے ہیں)

بوڑھی عورت کے بال بالاتفاق سَتر ہیں جس طرح جوان عورت کے بال سَتر ہیں اس لیے اجنبی شخص کا بوڑھی عورت کے بالوں کو دیکھنا جائز نہیں ہے اور اگر بوڑھی عورت نے ننگے سَر نماز پڑھی تو' جوان کی طرح اس کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے اس آیت سے یہ مُراد نہیں ہوسکتا کہ بوڑھی عورت اجنبی مَردوں کے سامنے اپنا دوپٹہ اُتار دے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورت کو تنہائی میں دوپٹہ اُتارنے کی اجازت دی ہے' جب کہ اُسے کوئی دیکھ نہ رہا ہو' اس کا جواب یہ ہے کہ پھر بوڑھی عورتوں کی تخصیص کی کیا ضرورت ہے کیونکہ جوان عورت بھی تنہائی میں اپنا دوپٹہ اُتار سکتی ہے۔ اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جب بوڑھی عورت کا سَر ڈھکا ہوا ہو تو وہ لوگوں کے سامنے اپنی جلباب اُتار سکتی ہے اور اس کے لئے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کھولنا جائز ہے کیونکہ اس پر شہوت نہیں آتی۔ (احکام القرآن)

اب اگر بوڑھی عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے لیے بھی اجنبی مَردوں کے سامنے اپنا چہرہ کھولنا جائز ہو تو بتلایئے اس آیت میں بوڑھی عورتوں کی تخصیص کا کیا فائدہ ہوا؟ اور جب بوڑھی عورتوں کے لئے بھی اجنبی مَردوں کے سامنے چہرہ چھپانا مستحب ہے تو جوان عورتوں کے چہرہ چھپانے کے واجب ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے!

زِینت کی نمائش :

پہلے مومن عورتوں کو زِینت کی نمائش سے منع فرما دیا' اب ان لوگوں کی فہرست

بیان کردی جن کے ساتھ نہایت قریبی تعلق ہوتا ہے اور جن کے ہاں آمد و رفت عام ہوتی ہے۔ اگر ایسے قریبی رشتہ داروں پر بھی اس قسم کی پابندی لگا دی جاتی تو لوگ طرح طرح کی اُلجھنوں میں مبتلا ہو جاتے اور زندگی کی بہت سی سہولتوں سے محروم ہو جاتے۔ اس لئے بتا دیا کہ مسلم خواتین کو عام مَردوں سے اپنی آرائش چُھپانی چاہئیے لیکن ان رشتہ داروں سے جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے اپنی آرائش کو چُھپانے کی ضرورت نہیں۔ اس فہرست میں جن اقربا کا ذکر ہے (خاوند کے سوا) وہ محرم ابدی ہونے میں سب یکساں ہیں' لیکن قرابت میں واضح فرق ہے اس لئے علماء اسلام نے اُنھیں تین درجوں میں تقسیم کیا ہے۔ سب سے پہلا درجہ خاوند کا ہے گھر میں جو اُس کا مقام ہے وہ کسی کا نہیں ۔**لہ حرمة ليست لغيره يحل له كل شيء** یعنی اس سے کسی قسم کا پَردہ اور حجاب نہیں۔ اس کے بعد باپ' بیٹا اور بھائی ہیں۔ اس کے بعد خاوند کا بیٹا ہے۔ جو چیز شوہر کے سامنے ظاہر کی جا سکتی ہے وہ دوسروں کے سامنے ظاہر کرنے کی اجازت نہیں۔۔ یعنی جن لوگوں کے سامنے اظہار زِینت ممنوع نہیں اُن میں سرفہرست خاوند ہے کیونکہ اس سے کسی طرح کا بھی حجاب نہیں۔ اس کے بعد محرم لوگ ہیں لیکن اُن کے مراتب مختلف ہیں۔ جو مرتبہ باپ اور بھائی کا ہے وہ خاوند کے بیٹے کا نہیں' اس لئے اظہار زِینت میں بھی فرق ہو گا۔

چست اور باریک لباس :

Wearing tight and transparent clothing

ایسے چست کپڑے جن سے جسم کا نقشہ کھینچ جاتا ہو مثلاً چست پاجامہ میں پنڈلی اور ران کی پوری ہیت (Shape) نظر آتی ہے اور اس پر کوئی اور ڈھیلا کپڑا شلوار وغیرہ نہ ہو تو عورتیں ایسے موقعوں پر استعمال نہ کریں کہ غیروں کی نظریں ان پر پڑیں مثلاً

گھر میں دیور، جیٹھ، چچا پھوپی ماموں خالہ کے بیٹوں یا ایسے ہی دور کے رشتہ داروں کا آنا جانا ہو یا وہ موجود ہوں۔ اسی طرح بعض عورتیں بہت باریک(Transparent) کپڑے پہنتی ہیں۔مثلاً جارجٹ، جالی، یا باریک ململ ہی کا ڈوپٹہ جس سے سَر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں یا کُرتے میں سے پیٹ اور پیٹھ بالکل نظر آتی ہے اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز ہے۔اور مَردوں کواس حالت میں ان کی طرف نظر کرنا بھی حرام۔(عالمگیری، بہارشریعت)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک(Transparent) ڈوپٹہ اوڑھ کرآئیں۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کا ڈوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا ڈوپٹہ دے دیا۔ (امام مالک)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک کپڑے (Transparent Clothes) پہن کر حضور ﷺ کے سامنے آئیں۔ آپ ﷺ نے منہ پھیرلیا اور فرمایا اسماء جب عورت بالغہ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصّہ نہ دکھائی دینا چاہئے سوائے منہ اور ہتھیلیوں کے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دوزخیوں میں دو گروہ ہیں۔ایک ان میں سے ان عورتوں کا ہے جو ظاہر میں تو کپڑے پہنتی ہیں مگر حقیقت میں ننگی ہیں۔یعنی اس قدر باریک اور ایسی لاپرواہی سے کپڑے استعمال کرتی ہیں کہ ان کا بدن چمکتا ہے۔اور کہیں سے کھلا ہوتا ہے، کہیں سے چُھپا ہو۔خود بھی دوسرے مَردوں کی طرف رغبت کرتی ہیں (کہ بناؤ سنگھار کر کے دوسروں کا دل لبھاتی یا سَر سے دوپٹہ اُتار ڈالتی ہیں تا کہ دوسرے مَرد اُن کا چہرہ وغیرہ دیکھیں) اور مٹک مٹک کر چلتی ہیں۔(تا کہ دوسروں کو فریفتہ اور اپنی طرف مائل کریں) یہ عورتیں

ہرگز جنّت میں داخل نہ ہوں گی۔اور جنّت کی خوشبو بھی نہ پائیں گی۔حالانکہ جنّت کی خوشبو بہت دور سے معلوم ہوجاتی اور دور دور تک پھیلتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے ہرگز نہ پہنایا کرو جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہوجائے۔۔ یہ سراسر حرام ہے۔ (المبسوط باب الاستحسان)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا **لعن الله الكاسيات العاريات** یعنی ان عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جو لباس پہن کر بھی ننگی رہیں۔ (مطلب اس حدیث پاک کا یہ ہے کہ آج کل مسلم عورتوں میں جو مغربی جدید طریقے پائے جاتے ہیں عُریانی لباس کا پسند کرنا اور بدن کا اکثر حصّہ چھوڑ کر کپڑا پہننا جو پہن کر بھی ننگی ہی رہیں اور ایسے جدید طریقے پر کپڑا بنانا جو پہننے کے بعد بدن کے نیچے کا حصّہ اور بالائی حصّہ بالکل کپڑے سے خالی رہے اور بعض پوشاکوں میں تو آستین اور بازو کا حصّہ بھی غائب رہتا ہے غرض اس طرح کے جتنے پوشاکیں ہیں جو نئے نئے ڈیزائن اور نئی نئی کٹنگ سے مسلمان خواتین میں رائج ہیں یہ سب شرع میں حرام ہیں اور اس جدید طرز اور عریانی چال ڈھال سے پہننے اور چلنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس گندی اور بے حیائی تہذیب کو وہی عورت اپنا سکتی ہے جو اپنی آبرو اور عصمت کو کھو چکی ہیں اور جو اسلام کی دشمن اور اللہ تعالیٰ سے باغی ہیں)۔

بعض عورتیں بہت باریک کپڑے (Transparent Clothes) پہنتی ہیں جس سے سَر کے بال، بالوں کی سیاہی، گردن، کان، پیٹ یا پیٹھ نظر آتی ہے اور بدن کی رنگت جھلکتی ہے۔ایسے موقع پر کہ اجنبی مَردوں کی نظر اُن پر پڑے۔اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

آج بدقسمتی سے ہمارے ہاں شیفون اور جارجٹ کے باریک دوپٹے بہت ہی رائج ہیں۔ انھیں سَر پر اوڑھ کر غیر مَرد کے سامنے آنا حرام ہے۔ کیوں کہ اس سے بالوں کی سیاہی چمکتی ہے۔ اور عورت کے بال بھی عورت یعنی چُھپانے کی چیز ہیں۔ نیز ایسا باریک (Transparent) دوپٹہ اوڑھ کر نماز بھی نہیں ہوگی۔ نماز میں اتنی موٹی چادر سے سَر چُھپانا فرض ہے کہ جس سے بالوں کی سیاہی ظاہر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کو پَردے کی توفیق عطا فرمائے اور مَردوں کو بھی توفیق دے کہ وہ اپنی عورتوں کو پَردے کی پابندی کرائے۔

چوڑی دار اور تنگ پاجامے : TIGHT CLOTHINGS

عورتوں کو بالخصوص چوڑی دار پاجامہ نہیں پہننا چاہئے کہ اس میں پنڈلیوں وغیرہ کی پوری ہیئات نظر میں آجاتی ہیں۔ عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے ہوں جیسے کہ شلواریں اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں۔ ان کے لئے جہاں تک پاؤں کا زیادہ حصّہ چھپے اچھا ہے۔ (بہارِشریعت)

عورت کے لئے مَرد کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا حرام ہے

UNIFORMITY AND SIMILARITY

حضور ﷺ نے ایسے مَردوں پر لعنت بھیجی ہے جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر جو مَردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ حضور ﷺ نے ایسے مَردوں پر لعنت بھیجی ہے جو نسوانیت اختیار کرتے ہیں۔ اور ایسی عورتوں پر جو مَردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (بخاری)

مَردوں اور عورتوں میں ایک دوسرے سے مشابہت اور اندھی تقلید کا مرض

بہت ہو گیا ہے۔عورتیں مَردانہ لباس پہن رہے ہیں اور مَردانہ بال کٹوا رہے ہیں۔ مَرد، زنانی حرکات کر رہے ہیں۔کان میں بالیاں، ہاتھ میں کڑے، گلے میں سونے کی چین، ریشمی کپڑے اور زنانی چوٹیاں رکھ رہے ہیں۔عورت اور مَرد ایک طرح کے کپڑے پہن رہے ہیں۔مَرد ہاتھ پاؤں میں مہندی نہیں لگا سکتا کہ یہ بھی گناہ ہے مَرد تو مَرد مخنث (ہیجڑے) تک کو اس کی اجازت نہیں۔ بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلاضرورت مہندی لگانا ناجائز ہے عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے مگر لڑکے کو لگائے گی تو گنہگار ہو گی۔ (درمختار)

حضور نبی کریم ﷺ نے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے والے مخنث (ہیجڑے) کو مدینہ منورہ سے باہر نکلوا دیا تھا۔ابوداؤد میں ہے کہ کسی نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ایک عورت مَردوں کی طرح جوتے پہنتی ہے۔انھوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مَردانی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

جو مَرد ہیجڑے بنتے ہیں اور وہ عورتیں جو مَرد بنتی ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے یعنی جو اپنے لباس اور گفتگو میں مَرد کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار لوگوں پر اللہ تعالیٰ صبح و شام ہر آن غصہ وغضب فرماتا ہے۔ایک وہ عورت جو مَردوں کی مشابہت اور طرز وَروش کو اختیار کرتی ہے دوسرا وہ مَرد جو عورتوں کی مشابہت وطریقہ کو اپناتا ہے تیسرا وہ شخص جو مَردوں سے قضائے شہوت کرتا ہے چوتھا وہ شخص جو چوپائے سے غیر فطری حرکت کرتا ہے (حدیث الترغیب والترہیب)

آج کی ان مسلم عورتوں کی حالت وعادت قابلِ حیرت ہے کہ مسلمانی کا دعویٰ کرنے کے باوجود جو عورتیں مَردوں کی طرح سَر کے بال کٹوا کے ہیرو بنتی ہیں اور بَپ کٹنگ بال

رکھتی ہیں اور مَردانہ لباس پہن کر بے حیاء و بے شرم اور بدکردار عورتوں کی طرح گھومتی پھرتی ہیں، نہ ہاتھوں میں چوڑی، نہ کانوں میں بالیاں اور نہ سینہ پر کپڑا ہوتا ہے۔ یہ طرز بالکل مغربی عورتوں کا ہے نہ کہ مسلمان عورتوں کا۔ ایسی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ لہذا جو عورتیں اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر واقعی ایمان رکھتی ہیں اس پر واجب ہے کہ اب بھی وقت ہے کہ اس ناپاک طرزِ عمل اور قبیح حرکتوں سے باز آجائیں۔ یہ تشبّہ وطریقہ اسلام میں سراسر ناجائز وحرام ہے۔ مسلمان عورتوں کو مغربی عورتوں کی تقلید وانگریزی لباس وطریقے اختیار کرنے سے منع کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ وہ سب عریانی لباس وکپڑے پہن کر دل ودماغ کی خواہش یہی ہوگی کہ دوسروں کو دکھائیں اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے یہ لازمی ہوگا کہ بے پَردگی اختیار کریں، کلبوں، بازاروں، مجلسوں اور مَردوں میں جاکر اپنی خواہش پوری کریں۔

عورتوں کو مَردانہ جوتا نہیں پہننا چاہئے بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مَردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے ان میں ہر ایک کو دوسرے کی وضع اختیار کرنے سے ممانعت ہے۔ نہ مَرد، عورت کی وضع اختیار کرے نہ عورت مَرد کی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں ایک عورت کمان لٹکائے مَردانی چال چلتی سامنے سے گزری۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا، کون ہے؟ کہا ام سعید بنتِ ابوجہل۔ فرمایا میں نے سید المرسلین ﷺ کو فرماتے سُنا کہ ہمارے گروہ سے نہیں وہ عورت جو مَردوں سے تشبیہہ کرے اور نہ وہ مَرد جو عورتوں سے مشابہت کرے۔ (امام احمد)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی زنانہ مَردوں کی صورت بنائیں اور جنگل کے اکیلے سوار پر یعنی جو خطرہ ہونے کی حالت میں بھی اکیلا ہی سفر کرے۔ (امام احمد)

نہ مَرد عورت کی نقل کرسکتا ہے اور نہ عورت مَرد کی نقل کرسکتی ہے۔ مَردوں پر سونا حرام کرنے کی حکمت یہ ہے کہ مَرد کی مَردانگی کو ہیجڑہ پن ناز ونخرے اور عورتوں کے سے انداز اختیار کرنے سے بچایا جائے۔ مَرد کی شان کے لئے یہ قطعاً مناسب نہیں ہے کہ وہ کپڑے گھسیٹے، بناؤ سنگھار، سونا اور زیور پہننے میں عورتوں سے مشابہت اختیار کرے۔

لڑکی یا لڑکا ؟ ایک صاحب کسی دُکان میں داخل ہوئے تو وہاں ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چھوٹے چھوٹے بال بالکل لڑکوں کی طرح کٹے ہوئے تھے۔ اُن صاحب نے اپنے پاس کھڑے ہوئے ایک شخص سے پوچھا: یہ لڑکی ہے یا لڑکا؟

اُس نے جواب دیا: یہ لڑکی ہے اور میری بیٹی ہے۔

اُن صاحب نے کہا: معاف فرمایئے گا' مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ اِس کے باپ ہیں۔

اُس نے جواب دیا: میں اُس کا باپ نہیں ہوں بلکہ ماں ہوں۔

(گویا ماں بیٹی دونوں ہی ماڈرن تھیں اور کچھ پتہ نہیں چلتا تھا کہ یہ ماں بیٹی ہیں یا باپ بیٹا)

دُکان کے باہر کچھ فاصلے پر لڑکی کا باپ کھڑا شرما رہا تھا اور مُسکرا رہا تھا جس نے کانوں میں بالیاں' ہاتھ میں کڑا' گلے میں سونے کی چین پہن رکھی تھی۔ زنانی وضع قطع اور لمبے لمبے بالوں میں زنانی چوٹیاں دیکھ کر خاتون کا گمان ہو رہا تھا بلکہ یہی لڑکی کی ماں دِکھائی دے رہا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مَردوں کا سا رُوپ اختیار کریں اور ایسے مَردوں پر بھی جو عورتوں کا سا رُوپ اختیار کریں ......مگر اس ماڈرن دَور نے لڑکیوں کو لڑکے اور لڑکوں کو لڑکیاں بنا ڈالا۔ (عورتوں کی حکایات' ابوالنور محمد بشیر)

بچوں کا علحدہ بستر : SEPERATE BED FOR CHILDREN

جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سُلانا چاہیئے۔

یعنی لڑکا جب اتنا بڑا ہو جائے تو اپنی ماں بہن یا کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے اور لڑکی جب اس عمر تک پہنچ جائے تو وہ اپنے باپ بھائی یا کسی اور مَرد کے پاس نہ سوئے۔ بلکہ جب میاں بیوی ایک ساتھ سوئیں تو دس برس کے بچے کو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اپنے ساتھ نہ سُلائیں۔ (دُرِّ مختار)

اس میں حکمت یہ ہے کہ اس عمر کو پہنچنے کے بعد بچے کے اندر جنسی احساسات (Sexual Feelings) رینگنا شروع ہو جاتے ہیں۔ بستر الگ کر دینے سے اُن کی رفتار سُست اور بچہ زیادہ مدت تک اپنی فطری سادگی کو قائم رکھنے میں کامیاب رہتا ہے۔ اس کے برعکس اگر اس عمر کے بعد بھی ایک ہی بستر پر دو یا اس سے زیادہ بچے سوتے رہیں تو جسمانی رگڑ سے جنسی جذبات کے بھی نسبتاً تیز ترقی کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وقت سے پہلے بلوغت کے خواب دیکھنے لگتا ہے۔ حدیث کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس کی صراحت کی ہے۔

بستروں کو الگ کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ یہ دن بلوغت کی قربت کے دن ہوتے ہیں۔ پس یہ کچھ بعید نہ ہوگا کہ ایک بستر پر ساتھ سونا ہم بستری کی خواہش تک پہنچانے کا ذریعہ بن جائے۔ پس ضروری ہو کہ فساد کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی اس کے دروازے کو بند کر دیا جائے۔ دو مَردوں کا ایک ساتھ سونا یا لیٹنا جائز نہیں گو دونوں بستر کے کنارے کنارے ہی کیوں نہ ہوں۔ نفسیات کے ماہرین بھی جدید سائنس کی روشنی میں اسی حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں۔

سَتر وَحجاب کی بے احتیاطیوں کا بھیانک انجام :

شوہر اور بیوی کا ایک دوسرے پر حرام ہو جانا :

رات کے اندھیرے، شہوت کے غلبہ اور مدہوشی کی حالت میں یا آنکھ بند رکھ کرمَرد نے اپنی عورت کو جماع (جنسی صحبت یا ملاپ) کے لئے اٹھانا چاہا غلطی سے شہوت کے ساتھ مشتہاۃ لڑکی (قابل شہوت۔نو سال یا زیادہ) پر ہاتھ پڑ گیا اس کی ماں ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ یونہی اگر عورت نے شوہر کو اُٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ ہاتھ لڑکے پر پڑ گیا جو مراہق تھا (اس کی مقدار بارہ سال کی عمر ہے) تو عورت ہمیشہ کے لئے اپنے اس شوہر سے حرام ہوگئی۔ (دُرِّ مُختار۔بہارِ شریعت)

قصداً، بھول کر، مجبوراً، حالت نشہ یا شہوانی جذبات سے مغلوب ہوکر شہوت کے ساتھ ہاتھ بھی پڑ جائے تو حرمت ثابت ہوجائے گی۔بچوں کا بستر اپنے سے علحدہ رکھنا چاہئے۔ اپنے ساتھ ان کا سونا احتیاط کے سخت خلاف ہے۔ داماد، ساس اور بہو سسر شہوت کے ساتھ ہاتھ لگائیں یا تھام لیں تو شوہر اور بیوی کا رشتہ حرام ہوجاتا ہے۔ (فتاوئ رضویہ)

سُسرُ (خُسر) کا شہوت سے بہو کو ہاتھ لگانا اور چُھونا :

بہو کو شہوت سے بوسہ لینے‘ گلے لگانے‘ چُھونے ...... وغیرہ کے دوران اگر ان دونوں میں ایک کو شہوت ہوجائے اگر چہ دوسرے کو شہوت نہ ہو پھر بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔ نشے میں یا جنون میں اگر کسی سے یہ فعل سَرزد ہوا جب بھی وہی حکم ہوگا کہ حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔ اگر سسر (خسر) نے اپنی نو سال یا اس سے زیادہ عمر کی بہو کو شہوت کے ساتھ چھولیا‘ یا بوسہ لیا تو وہ اُس پر حرام ہوگئی‘ اس کو حرمتِ مصاہرت کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ وہ اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ شوہر پر فرض ہے کہ وہ بیوی سے شوہری تعلقات ختم کرے اور اُسے طلاق دے دے۔ لڑکے کی زوجہ کو اگر شہوت کے ساتھ چھوا تو وہ عورت اب لڑکے پر بھی ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ (درمختار‘ ردالمختار‘ عالمگیری)

عورت کا مَرد کو چھونے سے حرمتِ مصاہرت :

جس طرح مَرد کے عورت کو شہوت کے ساتھ چھونے سے مصاہرت ثابت ہوتی ہے اسی طرح اگر عورت نے شہوت کے ساتھ مَرد کو چھوا یا بوسہ لیا یا اس کے آلے کی طرف نظر کی تو اس سے بھی مصاہرت ثابت ہو جائے گی ۔ (عالمگیری، درمختار)

بوڑھی ساس کو شہوت سے چھونا :

اگر بڑھیا عورت کو بھی شہوت کے ساتھ چھو لیا یا اس کا بوسہ لیا تو حرمتِ مصاہرت ہو جائے گی اور اس عورت کی بیٹی اس پر حرام ہو جائے گی ۔

بلاشہوت بہو پر ہاتھ پڑنا : بلاشہوت اپنی بہو کے پستان پر ہاتھ پڑ گیا، اس عمل سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اس میں شہوت کا ہونا ضروری نہیں، اسی طرح منہ کا بوسہ لینے سے بھی اور آلہ میں انتشار کے وقت کسی جگہ کا بوسہ لیا جب بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے خواہ شہوت ہو یا نہ ہو بلکہ ان صورتوں میں شہوت کا انکار کرے جب بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے ۔ (بہارِ شریعت)

ساس سے مصافحہ : ساس سے مصافحہ کرتے وقت اگر داماد پر شہوت ہوئی تو اُس کی بیوی اُس پر حرام ہو جائے گی اور اگر ہاتھ جُدا کرنے کے بعد شہوت ہوئی یا سرے سے شہوت ہی نہ ہوئی تو حرام نہ ہوگی ۔ (درمختار)

مَرد و عورت کا آپس میں چُھونا اور مصافحہ کرنا :

TOUCHING AND SHAKING HANDS

عورت کسی اجنبی مَرد کے جسم کو نہ چُھوئے جب کہ دونوں میں سے کوئی جوان ہو اگر چہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت پیدا نہیں ہوگی ۔ (عالمگیری)

اجنبی مَر دوعورت کا آپس میں ایک دوسرے کو چھونا جائز نہیں۔ اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ آپس میں مصافحہ (Shake Hands) بھی جائز نہیں کیونکہ چُھونا حرام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ جب عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے اس وقت مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے۔ ہاں اگر عورت بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محل شہوت (Sexual Feelings) نہ ہوتو اس سے مصافحہ میں حرج نہیں۔ یوں ہی اگر مَرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہوتو مصافحہ کر سکتا ہے۔ (ہدایہ)

مصافحے کا بنیادی اسلامی اصول یہ ہے کہ مَرد دوسرے مَرد سے ہاتھ ملائے اور عورت دوسری عورتوں سے ہاتھ ملائے۔ مصافحے کے لئے مَرد کو کسی عورت سے ہاتھ ملانا جائز نہیں، ایسے ہی کسی عورت کو مَرد سے مصافحہ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ مَرد اور عورت کا آپس میں مصافحہ کرنا خلاف شرع ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے عورت و مَرد کے مصافحے سے بُرائی جنم لینے کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی جب کوئی مَرد کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے گا تو اس کے دل میں شیطانی وساوس (Evil Feelings) پیدا ہو سکتے ہیں اس لئے اسلام نے مَرد اور عورت کے مصافحے کو منع فرمایا ہے۔

اجنبی مَرد عورت کا سلام :

مَرد اور عورت کی ملاقات ہوتو مَردؔ عورت کو سلام کرے اور اگر اجنبی عورت نے مَرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہوتو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سُنے اور وہ جوان ہوتو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سُنے۔ (خانیہ)

عورتیں مَردوں کو سلام کہہ سکتی ہیں بشرطیکہ جاننے والے ہوں ایسے یہ مَرد بھی عورت کو سلام کہے کیونکہ اس سے اسلامی ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، ہم کچھ عورتیں بیٹھی تھیں کہ نبی ﷺ کا ہم پر گزر ہوا تو نبی ﷺ

نے ہمیں سلام کیا۔ (ابن ماجہ)

بعض فقہاء کا کہنا ہے عورتوں کو سلام کہنے کا تعلق صرف حضور تک ہی تھا لیکن عام صورتحال میں اجنبی جوان مَرد کو جوان ،عورت کا سلام کہنا دُرست نہیں۔

مَرد وَ عورت کی چھینک کا جواب :

عورت کو چھینک آئی اگر وہ بوڑھی ہے تو مَرد اس کا جواب زور سے دے اور اگر عورت جوان ہے تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سُنے۔ مَرد کو چھینک آئی اور عورت نے جواب دیا اگر عورت جوان ہے تو مَرد اس کا جواب اپنے دل میں دے اور بوڑھی ہے تو زور سے جواب دے سکتا ہے۔ (بہارِ شریعت)

اجنبی مَرد وَ عورت کا جُھوٹا کھانا پینا :

عورت کو اجنبی مرد اور مَرد کو اجنبی عورت کا جھوٹا مکروہ ہے۔ زوجین اور محارم (محرم مَرد و عورت) کے جھوٹے میں حرج نہیں۔ (دُرِّ مختار)

اجنبی عورت یا اجنبی مَرد کے جھوٹے میں کراہیت اس صورت میں ہے جب کہ لذت حاصل کرنے کے طور پر ہو اور اگر لذت حاصل کرنا مقصود نہ ہو بلکہ تبرک کے طور پر ہو جیسا کہ عالم باعمل اور باشرع پیر کا جھوٹا کہ لوگ اسے تبرک سمجھ کر کھاتے پیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت)

بازاروں میں چلنا پھرنا اور دُکانوں پر خریداری کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضروری کام کے لئے گھروں سے باہر نکلیں تو اپنے سَروں کے اُوپر سے اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر یا برقع کے نقاب ڈال کر اپنا منہ چُھپا لیں

اورصرف اپنی آنکھیں کھلی رکھیں تا کہ کوئی فاسق ان کو چھیڑنے کی جرأت نہ کرے ۔

☆ عورتیں ، مَردوں کے سامنے یا مَرد ، عورتوں کے سامنے آ جائیں تو درمیان سے نہ گزریں ۔ دائیں یا بائیں کا راستہ لیں ۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! کیا تمہاری غیرت یہ گوارا کرتی ہے کہ تمہاری بیویاں بازاروں میں سڑکوں پر کافر کے ساتھ گھومتی پھیریں اور اپنا جسم مَردوں کے جسم کے ساتھ رگڑ کر چلیں؟ اللہ تعالیٰ اس کا بہت بُرا کرے جس کے پاس غیرت نہ ہو۔ (احیاءالعلوم)

☆ عورتیں خوشبو لگا کر اور دوسروں کے حواس کو مشتعل کرنے والی چیزیں استعمال کر کے ہرگز گھروں سے نہ نکلیں ۔

☆ شریف عورت جب بضرورت گھر سے باہر نکلے تو کسی بڑی چادر یا برقع سے اپنا سارا بدن ، سَر سے پاؤں تک چُھپالے جس سے اُس کی اصل پوشاک اور زیب و زِینت کی ساری چیزیں چُھپ جائیں اور چادر یا نقاب کا کچھ حصّہ منہ پر بھی آ جائے ۔

☆ خوشنما کپڑے ، زیور اور سَر ، منہ ، ہاتھ ، پاؤں ، ابرو ، پلکوں اور آنکھوں کی مختلف آرائش و زیبائش جو بلعموم عورتیں کرتی ہیں اور جن کے لئے موجودہ زمانے میں میک اَپ کا لفظ بولا جاتا ہے ۔ یہ بناؤ سنگھار ہرگز ہرگز غیروں پر ظاہر نہ ہو عورت اپنے منہ کو مِسّی اور سُرمے اور سرخی پاؤڈر سے اور اپنے ہاتھوں کو انگوٹھی چھلّے اور چوڑیوں اور کنگن وغیرہ سے آراستہ رکھ کر لوگوں کے سامنے کھولے پھیرے جیسا کہ آج کل کی ماڈرن عورتیں کرتی ہیں ۔ یہ حرکات بہت ہی معیوب اور ننگ وعار ہے ۔ شریف مسلمان عورت کو زیب نہیں دیتا ۔

☆ عورت کی فطرت ہے کہ وہ عموماً پھسلتی بھی جلدی ہے اور پھسلاتی بھی جلدی ہے۔ بے پَردہ عورت بڑے بڑے عقلمندوں کی عقل پہ پَردے ڈال دیتی ہے۔

☆ آج کل میک اپ کا رواج بدقسمتی سے عام ہوگیا ہے اور عورتیں لب اسٹک کو ہٹائے بغیر وضو کر لیتی ہیں یہاں تک کہ لپ اسٹک لگی ہوئی ہو اور نماز تک پڑھ لیتی ہیں' اگر یہ چیزیں ناپاک ہیں تو اُن کا جسم پر لگانا ہی جائز نہیں' نماز میں جسم تو کیا کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر یہ چیزیں پاک ہیں اور چہرے کی رنگت اور ہیئت کو بدلتی ہیں تو اس کا استعمال مکروہ ہے حتٰی کہ تیمّم کرنے والے کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مٹی کو چہرے پر اس طرح نہ لگائے کہ جس سے ہیئت چہرہ متغیر ہوجائے۔ اگر ہونٹوں پر لب اسٹک لگی ہو تو اس کو چھڑا کر نماز پڑھے کیونکہ نماز میں لب اسٹک لگانا مکروہ ہے۔ (فتاوٰی نعیمیہ)

☆ آنکھوں پر مسکارا یا آئی لائنز لگا ہوا ہو تو اُس کو چھڑا کر وضو کیا جائے کیونکہ اس کی تہہ آنکھوں پر یا پلکوں پر رہ جاتی ہے جس سے پانی وہاں تک نہیں پہنچتا۔ پلک کا ہر بال پورا دھونا فرض ہے۔ (بہارِ شریعت)

☆ راہ چلتے نگاہیں نیچی رکھیں جس طرح مَردوں کو حکم ہے کہ وہ غیر عورتوں پر نظر نہ ڈالیں۔ یونہی عورتوں کو حکم ہے کہ وہ قصداً غیر مَردوں کو نہ دیکھیں۔ نگاہ پڑ جائے تو فوراً ہٹالیں اگرچہ وہ مَرد نابینا ہو۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہیں کہ عورتیں اطمینان سے مَردوں کو گھوریں اور اُن کے حُسن وَ جمال یا بدصورتی کو موضوع بحث بنا کر اُن کے جسمانی ساخت کا جائزہ لیں۔

☆ عورتوں کو بیچ راستے سے الگ ہو کر راستہ کے کنارے سے چلنا چاہیئے۔ (بہارِ شریعت)

عورتوں اور مَردوں کا اختلاط منع ہے :

MEN AND WOMAN GATHERING IS FORBIDDEN

حضور نبی کریم ﷺ نے مَردوں اور عورتوں کو الگ الگ چلنے کا حکم صادر فرمایا۔ عورتوں سے فرمایا کہ تم راستے کے کنارے پر چلا کرو۔ خواتین کا جذبہ اتباعِ سُنّت دیکھئے! دیواروں سے تقریباً لگ کر چلنے لگیں جب اتنی احتیاط تھی تو پَردہ کتنا سخت ہوگا! حضرت ابوسعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں میں نے ایک بار دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی شریف سے باہر نکلے' راستے میں مَرد اور خواتین آپس میں مل گئے' حضور ﷺ نے عورتوں سے فرمایا '' تم پیچھے ہٹ جاؤ تمھیں راستہ کے درمیان نہیں چلنا چاہئے اور راستہ کے کناروں کو لازم پکڑو'' جب حضور ﷺ نے اس قانون کا حکم فرمایا، عورتیں دیوار کے بالکل ساتھ لگ کر چلنے لگیں۔ ان کے کپڑے کبھی کبھی دیواروں کے ساتھ اٹک جاتے تھے۔ (ابوداؤد)

آج بدقسمتی سے بازار عورتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ مَرد اور عورتیں سب ساتھ چل رہے ہیں۔ مَرد اور عورت ایک ہی دفتر میں کام کرتے ہیں۔ مَردوں کی صفوں میں عورتیں دکھائی دے رہی ہیں۔ ماحول مکمل مخلوط (Mixed) ہوتا جارہا ہے۔ ہاسپٹلس، اسکولس، دفاتر، کاروباری اداروں اور ایجنسیوں میں مَرد و عورت ساتھ ساتھ کام کررہے ہیں۔ بے تکلفی سے بات چیت، ہنسی مذاق اور سب کچھ ہوتا ہے۔ اجنبی مَرد اور عورت کی بے تکلفانہ نشست و برخاست اور مخلوط تعلیم نے اسلامی ماحول کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ شرم و حیاء ختم ہوچکی ہے۔ معاشرہ تباہی کی طرف بڑھتا جارہا ہے۔

لڑکے اور لڑکیوں کے مشترکہ اسکولس اور کالجس :

CO-EDUCATION SYSTEM

اسلام کم سن بچوں کا بستر الگ کر کے جنسی معاملات میں مناسب وقت تک انھیں زیادہ سے زیادہ معصوم دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلام بچوں کے جنسی جذبات کو بھڑکانا کسی صورت میں بھی پسند نہیں کرتا۔ اسلام ہر فتنہ فساد کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی اس کے دروازے بند کر دینا چاہتا ہے۔ اسلام میں لڑکے لڑکیوں کا میل جول اور اختلاط منع ہے۔ راستہ چلنے میں بھی اختلاط کو برداشت نہیں کیا گیا۔ مَردوں اور عورتوں کو الگ الگ چلنے کا حکم صادر فرمایا۔ عورتوں سے فرمایا کہ تم راستے کے کنارے پر چلا کرو۔

اسلام نے جب مَرد اور عورت کے راستے الگ الگ متعین کر دیا ہو تو وہ کب اس بات کی اجازت دے گا کہ اسکولوں اور کالجوں میں ایک ساتھ تعلیم حاصل کریں۔ لڑکے اور لڑکیوں کے اسکولس اور کالجس علحدہ ہونے چاہئے۔ لڑکوں کو صرف مَرد اور لڑکیوں کو صرف عورتیں ہی پڑھانا چاہئے۔ مشترکہ تعلیم اسلامی نظریات کے خلاف ہے۔ اسی سے تمام فتنوں اور فسادوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ مشترکہ تعلیم سے جنسی جذبات بھڑکتے ہیں۔ ذہنی صلاحیتیں منتشر ہوتی ہیں۔ اور بچوں کی معصومیت ختم ہو کر جنسی وسوسوں اور خیالات میں کھو جاتے ہیں۔ والدین کی اولین ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کو اچھی تعلیم اور دینی ماحول مہیا کریں۔ اخلاق و کردار کو سنواریں اور ہمیشہ اپنی اولاد پر کڑی نظر رکھیں۔

بال اور ناخن کٹوانے کے احکام

CUTTING HAIRS AND NAILS

عورت کو سَر کے بال کٹوانا جائز نہیں:

عورت کو سَر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانہ میں کریسچن (نصرانی) عورتیں کٹواتی ہیں ناجائز وہ گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی ہے۔ شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گناہ گار ہوگی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔ (دُرِّمُختار)

آہستہ آہستہ یہ بلا و مصیبت مغربی تہذیب کے دِلدادہ اور شائقین کے گھروں میں پھیلتی جارہی ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو عورت مَردانہ ہیت میں ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ یہ بال کٹواتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی لعنت میں گرفتار ہوتی ہیں۔

عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اس کے شوہر کو اس سے نفرت نہ پیدا ہو۔ (ردّالمحتار)

موئے زِیرناف اور بغل کے بال اُکھیڑنا

REMOVING UNCOMMON HAIRS

موئے زیرناف (Hairs under the Navel) دُور کرنا سُنّت ہے اور بہتر جمعہ کے دن ہے۔ پندرہویں دن کرنا بھی جائز ہے۔ چالیس دن سے زیادہ گزار کے کرنا مکروہ و ممنوع ہے۔ غسل ضروری ہو تو ایسی حالت میں نہ بال مونڈ لے اور نہ ناخن ترشوائے کہ یہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

(☆) موئے زیرناف (Hairs under the Navel) اُسترے سے، بال صفا پاؤڈر سے یا کریم سے بھی نکالنا جائز ہے۔

(☆) موئے زیرناف کا ایسی جگہ پھینکنا جہاں دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے کیونکہ یہ سَتر کے بال ہیں۔ جس طرح سَتر دوسروں کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتے یہی حکم ان بالوں کا بھی ہے۔

(☆) موئے زیرناف کو ناف کے عین نیچے سے مونڈنا شروع کریں۔

(☆) ناک کے بال نہ اکھاڑیں کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہو جانے کا خوف ہے۔ (عالمگیری) (ناک کے باہر جو بال باہر نکل گئے ہیں ان کو کاٹ دیں ناک کے اندر کے بال نہ کاٹیں)

(☆) ابرو کے بال (Eye brows) اگر بڑے ہو جائیں تو ان کو ترشوا سکتے ہیں۔ (ردالمختار) مگر مونڈوا نہیں سکتے۔

(☆) جنابت (Impurity) کی حالت میں (یعنی غسل فرض ہونے کی صورت میں) نہ کہیں کے بال مونڈیں نہ ہی ناخن تراشیں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

(☆) کنگھا کرنے یا سَر دھونے میں جو بال سَر سے جدا ہوں، یونہی عورت پاؤں کے ناخن کاٹے تو عورتوں پر لازم ہے کہ انہیں زمین میں دَفن کر دیں یا کہیں چُھپا دیں یا ایسی جگہ ڈال دیں کہ ان پر کسی اجنبی کی نظر نہ پڑیں۔ (دُرِ مختار)

(☆) انسان کے بال (خواہ وہ جسم کے کسی بھی حصّے کے ہوں) ناخن، حیض، حیض کا لتہّ (یعنی وہ کپڑا جس سے حیض کا خون صاف کیا گیا ہو Napkin) اور انسانی خون ان چاروں چیزوں کو دَفن کر دینے کا حکم ہے۔ (عالمگیری)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا موئے زیرناف مونڈنا (Hairs under the Navel)

ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اکھیڑنا، انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سُنّت اور فطرت سے ہے فطرتاً عقل سلیم بھی ان باتوں کو تسلیم کرتی ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو موئے زیر ناف کو نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں۔

فیشن کے طور پر اپنے لمبے لمبے ناخن رکھنے والے غور کریں عبرت حاصل کریں اور توبہ کریں۔ ایسے لوگوں سے حضور نبی کریم ﷺ بیزار ہیں کیونکہ اس کا عمل حضور ﷺ اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طریقوں وسنتوں کے خلاف ہے۔

(☆) بعض اوقات موسم کی تبدیلی، مزاج میں نقص یا کسی بیماری کے باعث سَر کے بال سفید ہو جاتے ہیں۔عورتیں وقت سے پہلے ہی بوڑھی معلوم ہونے لگتی ہیں۔ایسی عورتیں شوہر کی خوشنودی اوراس کی رغبت بڑھانے کی نیّت سے اگر سیاہ خضاب سے سَر کے بال رنگ لیں تو ان شاء اللہ اس میں حرج نہیں۔

اَبرو کے بال SHORTENING EYEBROWS

آج کل عورتیں ابرو کے بال نچوا کرانہیں باریک بناتی ہیں، یہ ممنوع ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ بھوؤں اور ابروؤں کے بال نوچنا از روئے طب بھی سخت نقصان دہ ہے۔آنکھوں کی بینائی کمزور ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جو بالوں کے ساتھ مُثلہ (بال بگاڑنا) کرے اللہ عزوجل کے یہاں اس کا کچھ حصّہ نہیں۔ (طبرانی)

مظہر امام اعظم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ حدیث خاص بالوں سے متعلق ہے۔اور بالوں کا مُثلہ (بالوں کی خرابی) یہی ہے جو کلمات ائمہ میں مذکور ہوا کہ عورت سَر کے بال منڈانے یا مَرد داڑھی یا مَرد وعورت

بھویں منڈ وائے۔ یہ سب صورتیں بالوں کو بگاڑنے میں داخل ہیں اور سب حرام۔

بدقسمتی سے عورتوں میں آج کل بھویں (ابرو) منڈانے (Shortening Eyebrows) کا فیشن چل پڑا ہے۔ یہ مُثلہ (بالوں کا بگاڑنا) ہے اور حرام ہے۔

انسانی بالوں کی چوٹی :

انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے۔ (انسانی بالوں کا چٹلہ حرام ہے) حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اس پر بھی لعنت جس نے کسی عورت کے سَر میں ایسی چوٹی گوندھی۔ اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے سَر کے ہیں جس کے سَر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز ہے۔ اُون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں۔ سیاہ کپڑے کا موباق باندھنا بھی جائز ہے۔ (دُرِّ مختار)

سَر کے اُوپر جوڑا باندھنا :

HAIR GATHERED ON TOP OF HEAD (WIG)

عورت کا بالوں کا جوڑا بنا کر سَر پر اونٹ کی کوہان کی طرح رکھنا بھی حرام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دوزخیوں کی دو قسمیں ارشاد فرمایا۔ ایک وہ قوم جس کے پاس گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور ایک وہ عورتیں جو ظاہری لباس پہننے والی ہوں گی۔ لیکن پھر بھی وہ ننگی ہوں گی۔ ان کے جسم ان کے کپڑوں سے نظر آتے ہوں گے۔ وہ مَردوں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی۔ مَردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی۔ ان کے سَر ایسے ہوں گے جیسے بختی اونٹوں کے کوہان۔ وہ نہ ہی جنّت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کے فاصلہ سے محسوس ہوتی ہوگی۔ (مسلم شریف)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **نساء کاسیات عاریات مائلات ممیلات رؤسھن مثل اسمنة البخت لایخلن الجنة ولا یجدن ریحھا** یعنی کئی عورتیں جنہوں نے لباس پہنا ہوتا ہے لیکن وہ ننگی ہوتی ہیں' ناز وادا سے جھکی ہیں اور جھکاتی ہیں۔ اُن کے سَر اس طرح ہیں جس طرح بخت نسل کے اونٹوں کی کوہان۔ یہ عورتیں جنّت میں نہیں جائیں گی اور نہ انہیں اُس کی ہوا لگے گی۔

اب آپ دیکھیے کہ ہماری فیشن پرست لڑکیاں جو لباس پہنتی ہیں' کیا وہ اس لباس کے باوجود ننگی نہیں ہوتیں؟ وہ کس طرح مٹک مٹک کر چلتی ہیں اور سَروں پر جو انہوں نے مصنوعی جوڑے (WIG) رکھے ہوتے ہیں' کیا وہ اونٹ کی کوہان کی طرح نظر نہیں آتے۔ وہ اپنا انجام دیکھ لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے نورِ نبوت سے چودہ سو پہلے ہی آج کی مغربی تہذیب کی دلدادہ عورت کی کس طرح نشاندہی فرما دی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرم و حیاء عطا فرمائے۔

ناخن کاٹنا CUTTING NAILS :

ہر جمعہ کو اگر ناخن نہ تراش سکے تو پندرہویں دن تراشے اور اس کی انتہائی مدت چالیس دن ہے۔ (حدیث شریف)

کچھ لڑکیوں میں ناخن بڑھانے، نوکیلے بنانے اور ان پر نیل پالش کرنے کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ ماں باپ اور گھر کے بڑوں کو چاہئے کہ اس بیماری اور افلاسی حرکت کو جو زمانہ جاہلیت کی یادگار ہے سختی سے مٹا دیں۔

دانت سے ناخن نہ کاٹنا چاہئے کہ مکروہ ہے اور اس میں مرض برص (Vitiligo) پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ (عالمگیری)

بات مشہور ہے کہ اس سے برکت جاتی اور نحوست پھیلتی ہے۔

لمبے ناخن شیطان کی نشست گاہ ہیں یعنی ان پر شیطان بیٹھتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

ناخن یا بال وغیرہ کاٹنے کے بعد دَفن کر دینا چاہئے۔ بیت الخلاء یا غسل خانہ (حمام) میں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ (عالمگیری)

نیل پالش لگانا گناہ ہے NAIL POLISH :

آج کل بدقسمتی سے مسلمانوں میں 'نیل پالش' کا فیشن عام ہوگیا ہے۔ بہت کم عورتیں اس فیشن سے بچتی ہوں گی۔نیل پالش ناپاک ہوتی ہے۔کیونکہ اس میں اسپرٹ ڈالا جاتا ہے۔اسپرٹ ازقسم شراب ہےاور شراب ناپاک ہے۔نیل پالش کی تہہ ناخن پر جم جاتی ہے۔جس کی وجہ سے اس کے نیچے پانی نہیں پہنچتا۔لہذا جن کے ناخنوں پر یہ پالش لگی ہوتی ہے ان کا نہ ہی وضو ہوتا ہے اور نہ ہی غسل اترتا ہے۔ظاہر ہے جب وضو و غسل نہ ہوگا تو نماز کس طرح ہوگی؟ اور جس گھر میں کوئی جنبی (یعنی بے غسل) ہوتا ہے اس میں رحمت کے فرشتے بھی داخل نہیں ہوتے۔ رحمت کے فرشتے داخل نہ ہونے سے گھر میں نحوست ہی نحوست ہوگی لہذا دین اسلام کا درد رکھنے والوں سے درخواست ہے کہ اپنے حال زار پر رحم کریں اپنی آخرت کو تباہ ہونے سے بچائیں۔'نیل پالش' سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے توبہ کرلیں اپنے بچوں کو بھی نیل پالش نہ لگایا کریں۔ ورنہ اس کا گناہ بھی آپ ہی کو ہوگا۔بعض عورتیں حالت ناپاکی (ایام ماہواری) میں اس خیال سے نیل پالش لگالیتے ہیں کہ پاک ہونے پر نیل پالش نکال دی جائے گی، یہ سوچ بھی غلط ہے۔ نیل پالش ہر حال میں ناجائز ہے۔نیل پالش ناپاک ہوتی ہے۔کیونکہ اس میں اسپرٹ ڈالا جاتا ہے۔اسپرٹ ازقسم شراب ہے۔الکحل (Alcohol) (شراب) کی آمیزش والے اسپرے سینٹ اور پالش سب ناجائز ہیں۔ الکحل والے پالش اور سینٹ کی شناخت یہ ہے کہ جسم (ہتھیلی، ہاتھ اور انگلیوں) پر اس کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

عورت اور زیور

(☆) گھنگرو والے زیورات کا استعمال عورت کے لئے منع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور جس گھر میں گھنگرو والے زیورات استعمال کئے جاتے ہیں اس گھر میں فرشتے نہیں آتے۔ (ابوداؤد)

☆ عورت کو بجنے والے زیور، مثلاً پازیب، جھانجن پہن کر چلنے میں زمین پر زور زور سے پاؤں نہیں رکھنا چاہئے، کیونکہ اس کی آواز سے سُننے والوں کے خیالات میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی بجصاص فرماتے ہیں :

عورت کو اتنی بلند آواز کے ساتھ کلام کرنے سے منع کیا گیا ہے جس کو اجنبی مَرد سُن لیں' کیونکہ پازیب کی آواز سے اس کی اپنی آواز زیادہ فتنہ انگیز ہے' اسی وجہ سے ہمارے فقہاء نے عورت کی اذان کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اذان میں آواز بلند کرنی پڑتی ہے اور عورت کو آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (احکام القرآن)

ابوداؤد نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں کہ' ہمارے یہاں کی لونڈی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی لڑکی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائی اور اس کے پاؤں میں گھنگھرو تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کاٹ دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہر گھنگھرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ گھنگھرو والا زیور پہننا عورت کے لئے منع ہے۔

(☆) سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھات کے زیورات اور انگوٹھیاں (Imitation) پہننا حرام ہے۔ مثلاً لوہا، پیتل، رولڈ گولڈ، تانبا جست وغیرہ۔ ان

دھاتوں کی انگوٹھیاں اور زیورات مَرد وعورت دونوں کے لئے ناجائز ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ عورت سونا چاندی بھی پہن سکتی ہے اور مَرد نہیں پہن سکتا۔ نگینہ، ہر قسم کے پتھر کا مَرد وعورت دونوں کیلئے ہوسکتا ہے۔ عقیق، زمَرد، فیروزہ، یاقوت وغیرہا سب کا نگینہ جائز ہے۔ (دُرِّمختار)

زِینت اور بناؤ سنگھار ADORNMENT

(☆) عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زِینت کی چیز ہے۔ بے ضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہئے۔ (عالمگیری)

لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں۔

(☆) لڑکیوں کے کان ناک چھدوانا جائز ہے۔ بعض گھرانوں میں لڑکوں کے بھی کان چھدواتے اور بالی (دُریا، چھلہ) پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اُسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔ (ردالمحتار)

(☆) عورتیں اپنی چوٹیوں میں پوت اور چاندی سونے کے دانے لگا سکتی ہیں۔ (عالمگیری)

(☆) عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگھار کرنا عظیم ثواب کا باعث اور ان کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے۔ ایک نیک وصالحہ بی بی کہ وہ خود اور ان کے شوہر دونوں صاحب اولیاء کرام سے تھے۔ ہر شب بعد نمازِ عشاء پورا سنگھار کر کے دلہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں وہیں حاضر رہتیں۔ اگر شوہر کو اپنی طرف راغب پاتیں خدمت بجالاتیں ورنہ زیور ولباس اتار کر مصلّٰی بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہوجاتیں۔ دلہن کو سجانا تو مسلمانوں میں زمانہِ قدیم سے رائج اور احادیث سے ثابت ہے بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور ولباس سے آراستہ رکھنا کہ ان کی منگنیاں آئیں یہ بھی سُنّت ہے

بلکہ عورت کا قدرت رکھنے کے باوجود بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے۔ کہ یہ مَردوں سے تشبیہہ ہے۔ ام المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں اور کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے اور بجنے والا زیور عورت کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ، ماموں، چچا، پھوپی کے بیٹوں، جیٹھ، دیور بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو۔ نہ اس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے۔ (فتاویٰ رضویہ)

(☆) عورتوں کو کاجل اور کالا سُرمہ زِینت کے لئے لگانا جائز ہے۔ مَردوں کو کالا سرمہ محض زِینت کے لئے لگانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کالا سرمہ آنکھوں کے علاج کے لئے لگائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری)

دانت کو باریک اور چھوٹا کروانا حرام ہے

RESTRUCTURING OF TOOTH IS FORBIDDEN

رسول اللہ ﷺ نے گودنے والی اور گدوانے والی اور دانتوں کو باریک کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی لعنت گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر اور بال نوچنے والیوں پر یعنی جو عورت اَبرو کے بال نوچ کر اَبرو کو خوبصورت بناتی ہے اس پر لعنت اور خوبصورتی کے لئے دانت ریتنے) یعنی دانت گھسوانے) والیوں پر۔ یعنی وہ عورتیں جو دانتوں کو گھسوا کر خوبصورت بناتی ہیں اور اس طرح اللہ عزوجل کی پیدا کی ہوئی چیز کو وہ بدل ڈالتی ہیں۔

گودنے میں چہرے اور ہاتھوں کو نیلے رنگ اور قبیح نقش ونگار سے بگاڑ کر رکھ دیا

جاتا ہے۔اور دانتوں کا تیز اور چھوٹا کرنا اوراسی طرح وہ آپریشن (Plastic Surgery) وغیرہ جو آج کل خوبصورتی کے لئے کئے جاتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے اس لئے کہ اس میں انسان کو عذاب دینا اور اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر وتبدیلی ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فیصلہ وتقدیر پر عدم رضا مندگی کا اظہار ہوتا ہے۔قرآن کریم نے اس تغیر و تبدیلی کو شیطانی اثر قرار دیا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے پیروکاروں کو گمراہ کرتا ہے۔ ﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ (النساء/ ۱۱۹) اور میں انھیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بدل ڈالیں گے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو۔

تغییر خلق سے مُرادکسی جانور کے کان کاٹ دینا، کسی مَرد کو خصی کر دینا، عورتوں کا بال کٹا کر اپنی انوثیت کو بگاڑ کر مَردوں کی مشابہت اختیار کرنا، مَردوں کا داڑھی منڈانا وغیرہ اعمال ہیں۔ بعض علمائے کرام نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جس مقصد کے لئے کسی چیز کی تخلیق اس کے خالق نے فرمائی ہے اس کے خلاف اس کو استعمال کرنا۔۔مثلاً سورج، دریا اور پتھر وغیرہ جو انسان کی خدمت گذاری کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ان کو اپنا معبود بنالینا بھی تغییر خلق میں داخل ہے۔ دین اسلام جو دین فطرت ہے اس میں ردّو بدل اور کانٹ چھانٹ کرنا اور اس کا حلیہ کچھ سے کچھ کر دینا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن حکیم کا یہ لفظ ان تمام معانی پر مشتمل ہے۔ ہر ایک نے اپنی فکر کے مطابق اس سے استفادہ کیا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

یہاں وہ آپریشن مستثنیٰ ہیں جو اس لئے کئے جاتے ہیں جن سے انسان کو حسی یا نفسیاتی درد والم سے بچایا جاسکے۔مثلاً زائد انگلی یا غدود وغیرہ ، یا جن کے کاٹنے کا شریعت نے حکم دیا ہے مثلاً بالوں کا کاٹنا، ناخن تراشنا، زیرناف کے بال کاٹنا تاکہ لوگوں سے مشقت دور ہو اور صفائی ستھرائی حاصل ہو اور شکل وصورت بھی اچھی رہے۔

ناجائز چیزوں سے زِینت کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کچھ لوگ ایسے دیکھے جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا' یہ وہ لوگ ہیں جو ناجائز چیزوں سے زِینت حاصل کرتے تھے' نیز میں نے ایک گڑھا بھی ملاحظہ فرمایا جس میں سے چیخ و پکار کی آوازیں آرہی تھیں۔ میرے دریافت کرنے پر بتایا گیا' یہ وہ عورتیں ہیں جو ناجائز اشیاء کے ذریعے زِینت کیا کرتی تھیں' (شرح الصدور)

نظر سے بچنے کے لئے کاجل لگانا: نظر سے بچنے کے لئے بچوں کے ماتھے یا تھوڑی وغیرہ میں کاجل وغیرہ سے دھبہ (Spot) لگادینا یا کھیتوں میں کسی لکڑی میں کپڑا لپیٹ کر گاڑ دینا تاکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے اور بچوں اور کھیتی کو کسی کی نظر نہ لگے۔ ایسا کرنا منع نہیں ہے کیونکہ نظر کا لگنا حدیثوں سے ثابت ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان کی کوئی چیز دیکھے اور وہ اچھی لگے اور پسند آجائے تو فوراً یہ دعا پڑھے **تبارك الله احسن الخالقين ۔ اللهم بارك فيه** یا اردو میں کہہ لے کہ اللہ تعالیٰ برکت دے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ (ردالمحتار)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا **من رأى شيئا فاعجبه قال ما شاء الله لاقوة الا بالله لم يضره** اگر کوئی شخص کسی چیز کو دیکھے اور وہ اُسے پسند آئے تو یہ کہے **ماشاء الله لاحول ولا قوة الا بالله** اُسے نظر نہیں لگے گی۔

آباد گھر' پھلے پُھولے باغ' صحتمند ذہین بچوں' اپنی یا دوسروں کی ترقی کا منظر

دیکھ کر **ماشاء الله لاحول ولا قوة الا بالله العظیم** کہنا چاہیے۔ ان شاء اللہ نظر سے محفوظ رہیں گے، مزید ترقی وخوشحالی نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھلے پُھولے باغ (خوشحالی، ترقی) کے منظر کو دیکھ کر **ماشاء الله لاحول ولا قـــوة الا بالله العظیم** نہ کہنا بہت بڑی حماقت ہے۔﴿**وَلَوْ لَآ اِذَ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتُ مَا شَآ ءَ اللّٰهُ لَا قُوَّ ةَ اِلَّا بِا للّٰهِ**﴾ اور کیوں ایسا نہ ہوا کہ جب تو باغ میں داخل ہوا تو تو کہتا ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ (وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں)

دیکھ تو نے کتنی بڑی حماقت کی کہ جب تو اس پھلے پھولے باغ میں آیا تو داخل ہوتے وقت تو نے اتنا بھی نہ کہا **ما شاء الله لا قوة الا با لله** یعنی وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور کسی کے پاس کوئی قوت واختیار نہیں جس سے وہ کوئی کام کر سکے، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اُس کا معاون ہو۔

عورت اور خوشبو : حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مَردانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو تو ظاہر ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہونے پائے اور زنانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کا رنگ تو ظاہر ہو مگر خوشبو ظاہر نہ ہو۔ (ترمذی شریف)

عورتیں رنگ دار خوشبوئیں بھی استعمال کرسکتی ہیں جن کی خوشبو زیادہ نہ پھیلتی ہو جیسا کہ حنا وغیرہ۔ عورتوں کو ایسی خوشبو قطعاً نہیں لگانی چاہئے جس کی خوشبو اُڑ کر غیر مَردوں تک پہنچ جائے۔ عورتیں یہ حدیث پڑھیں اور عبرت حاصل کریں۔ حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں میں نکلتی ہے تا کہ اس کی خوشبو پائی جائے تو یہ زانیہ ہے۔ (نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کو آتے ہوئے دیکھا، اس

سے خوشبو کی لپٹیں اُٹھ رہی تھیں۔ آپ نے اُسے فرمایا **یا امۃ الجبار** اے خداوند جبار کی بندی کیا تو مسجد سے آ رہی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے خوشبو لگا رکھی ہے۔ اُس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا **سمعت حبی ابا القاسم ﷺ یقول لایقبل الله صلوٰة امرائة طیبت لهذا المسجد حتیٰ ترجع فتغسل غسلها من الجنابة** میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو مسجد میں تیز خوشبو لگا کر جائے جب تک کہ وہ گھر لوٹ کر غسل جنابت نہ کرے۔

وہ عورتیں جو زرق برق بھڑکیلے لباس پہن کر خراماں خراماں مٹکتی ہوئی اجنبی مَردوں کے پاس آتی جاتی ہیں، دخترانِ اسلام ان کے متعلق اپنے پیارے رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی سُن لیں۔ میمونہ بنت سعد کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **الرافلة فی الزنیة فی غیر اهلها کمثل ظلمة یوم القیامة لانور لها** وہ عورت جو آراستہ پیراستہ ہو کر نامحرموں میں اترا اترا کر چلتی ہے قیامت کے دن وہ مجسم تاریکی ہوگی جہاں نور کی کرن تک نہ ہو۔ (ترمذی)

اسپرے سینٹ نہ لگائیں : بدقسمتی سے آجکل خالص خوشبویات کا ملنا بے حد دشوار ہو گیا ہے۔ اب عموماً عطریات کیمیکلز سے بنائے جاتے ہیں۔ اسپرے سینٹ عام ہو گئے ہیں۔ عموماً ان میں الکحل کی آمیزش ہوتی ہے اور الکحل والے عطر کا استعمال گناہ ہے۔ بلکہ شراب کی آمیزش والے عطر یعنی الکحل والے سینٹ کی خوشبو سونگھنا بھی فتاویٰ رضویہ میں ناجائز لکھا ہے۔ لہذا کاروں میں اور گھر کی دیواروں وغیرہ پر بھی اس کا استعمال نہ کریں۔ الکحل والے سینٹ کی شناخت یہ ہے کہ اگر اس کو ہتھیلی پر لگایا جائے تو فوراً اڑ جائے گا نیز ہتھیلی پر ٹھنڈک بھی محسوس ہوگی۔

میک اَپ کے نتائج :

میک اَپ کا سامان ابتداء میں ایک مخصوص (فیشن ایبل اور سرمایہ دار) طبقہ تک محدود تھا۔ سرمایہ دار نے میک اَپ کے سامان کا اتنا بھرپور پروپگنڈہ کیا کہ جو چیزیں پہلے سامانِ تعیش (Luxury items) شمار ہوتی تھیں اب وہ ضروریاتِ زندگی(Necessities) بن گئیں۔ اس طرح جب اخراجات بڑھے تو عورت بھی ہاتھ بٹانے کی خاطر کسب ومعاش کے میدان میں نکل آئی۔ وہ عورت جو پہلے گھر کی زِینت تھی' بازاروں' دکانوں' فیکٹریوں اور کارخانوں میں آ کر مَردوں کے دوش بدوش کام کرنے لگی۔ اس طرح اختلاط مَردوزن سے فحاشی کے لئے ایک نیا میدان معرض وجود میں آ گیا۔ زندگی کا دوسرا پہیہ جواب تک جام پڑا تھا حرکت میں آ گیا اور زندگی اس تہذیب وتمدن کی منازل کو بڑی سرعت سے طے کرنے لگی۔

دُنیا میں مَردوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ کیا ہے؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ عید کی نماز کے واسطے تشریف لے گئے' واپسی کے وقت آپ کا گزر کچھ عورتوں کے مجمع کے قریب سے ہوا تو حضور ﷺ نے اُن سب کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم لوگ صدقہ خیرات زیادہ سے زیادہ دیا کرو کیونکہ میں نے سب سے زیادہ جہنم میں عورتوں ہی کو دیکھا۔ یہ سُن کر ان عورتوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! عورتیں کیوں سب سے زیادہ دوزخ میں جائیں گی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بالخصوص اس کی چار وجہ ہیں :

۱۔ تم لعنت زیادہ کرتی ہو۔

۲۔ شوہر کی نافرمانی زیادہ کرتی ہو، بات بات میں بگڑ جاتی ہو۔

۳۔ دِین وعقل دونوں میں تم ناقص ہو۔

۴۔ ہوشیار اور ہر پرہیزگار مَرد کی عقل وتقویٰ کو زائل کرنے والا اور برباد کرنے والا میں نے تمہارے سے زیادہ اور کسی میں نہیں دیکھا۔

لہذا بڑی سوچ سمجھ کے اور ہوشیاری سے زندگی گزارنا، اور دوسروں کی بُرائی کرنے سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا، اور شوہر کی خدمت دل وجان سے کرنا اور عبادت الٰہی میں کوئی کوتاہی نہ کرنا، اسی میں تمہاری کامیابی ہے۔

یہ فرمانے کے بعد اُن عورتوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارے دین میں اور ہماری عقل میں کیا نقص ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا تم ہی بتاؤ کیا ایک مَرد کے عوض میں دو عورتیں گواہی نہیں دیتیں؟ (یعنی دو عورتوں کی گواہی ایک مَرد کے برابر ہے) عرض کیا۔ جی ہاں یارسول اللہ ﷺ یہ تو دُرست ہے۔ فرمایا، بس یہی چیز عورتوں کے ناقص العقل ہونے کی علامت ہے۔۔ پھر فرمایا، اچھا یہ بھی اور بتادو کہ جب عورت کو حیض آتا ہے تو کیا وہ روزہ نماز ادا کرسکتی ہے؟ کہا، نہیں۔ فرمایا، بس یہی اُن کے دین کا نقصان ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت اسماء بنت یزید انصاری رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے۔ میں اس وقت اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ تھی، حضور ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا: محسنوں کی ناشکری اور ناقدری سے بچو، تم میں سے ایک اپنے والدین کے ہاں عرصہ تک بے بیاہی بیٹھی رہتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اُسے شوہر کی نعمت سے ہمکنار فرماتا ہے، پھر اُس کے ہاں اولاد کی چہل پہل ورونق ہوتی ہے

(ان تمام خوبیوں واحسانات کے باوجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے معمولی سی رنجش ہو جاتی ہے تو (عورتیں اس لمبی رفاقت ومحبت اور محنت و جفاکشی کو نظرانداز کر کے بالکل طوطا چشمی اور بے وفائی سے) بول اُٹھتی ہیں کہ میں نے تو تجھ سے کبھی آج تک اچھا سلوک دیکھا ہی نہیں اور نہ کوئی بھلائی دیکھی۔ (یہاں پر عورت کے ایک خاص مزاج وفطرت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کبھی شوہر سے تھوڑی سی بدعنوانی وناراضگی ہو جائے تو اس پر کہہ دیا کرتی ہیں کہ ہم نے تجھ سے آج تک کوئی فائدہ نہیں دیکھا' ایک لمحہ میں اس کے سارے کئے دھرے پر پانی پھیر دیتی ہے اور ساری محنت کو زیرِ خاک کر دیتی ہے اور یہ عادت آج کل اکثر عورتوں کے اندر پائی جاتی ہے یہ انتہائی قابلِ مذمت حرکت ہے) (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خطاب کر کے فرمایا کہ تین بلاؤں سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو' اُن میں سے ایک بلا بُری عورت ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ **فَـاِنَّهَا الْمَشِيْبَةَ قَبْلَ الشَّيْبَ** یعنی بُری عورت وقت سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہے۔ (احیاء العلوم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے بعد مَردوں کے واسطے عورتوں سے زیادہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔ (بخاری)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے بعد مَردوں کے حق میں عورتوں سے خطرناک فتنہ کوئی اور نہیں چھوڑا۔ (صحیح بخاری ومسلم)

اس میں نبی کریم ﷺ نے عورت کے وجود کے حُسن وَ جمال کو مَردوں کے لئے تمام فتنوں میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ خطرناک فتنہ قرار دیا ہے جس کا مشاہدہ بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔ بالعموم عورتوں کی ناجائز خواہشات کی تکمیل کے لئے مَرد رشوت خوری اور ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اگر عورتیں نت نئے فیشن کے مطابق لباس اور زیورات پہننے کا شوقِ فضول ترک کر کے سادگی کو اپنا لیں تو مَرد کو حرام ذرائع آمدنی اختیار کرنے کی زیادہ ضرورت پیش نہ آئے۔ اسی طرح شادی بیاہ کے موقعوں پر عورتیں ہی تمام بے ہودہ رسم ورواج کرنے پر مَردوں کو آمادہ کرتی ہیں اور یوں حدودِ شریعت کی پامالی کے ساتھ بے پناہ اخراجات کا باعث بنتی ہیں۔ جب کہ یہ آج کل ایک عذاب اور وبالِ جان بنی ہوئی ہیں۔ اسی طرح زندگی کے اور شعبوں میں بھی عورت کی حشر سامانیاں محتاج وضاحت نہیں ۔۔ اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اتقوا فتنة الدُنيا وفتنة النساء فان اول فتنة بنى اسرائيل كانت من قبل النساء یعنی دُنیا اور عورت کے فتنے سے بچو' اس لئے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ اور سب سے نقصان دہ چیز عورتوں ہی کا برپا کیا ہوا تھا۔ (مسلم واحیاء العلوم)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کو فنا کرنے والی عورتوں ہی کی ذات تھی اور وہی اُن کی ہلاکت کا باعث ہوئی۔ سب سے اوّل فتنہ عورتوں میں پیدا ہوا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو نصیحتیں فرمائی تھیں' اُن میں ایک اہم نصیحت یہ بھی تھی کہ بیٹے ! بُری عورتوں سے بچتے رہنا' وہ تجھے وقت سے پہلے بوڑھا

کر دیں گی اور تجھے خیر کی طرف نہیں بلائیں گی۔ (احیاء العلوم)

ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ بیٹے ! شیر اور اژدھے کے پیچھے جانا روا ہے مگر عورتوں کے پیچھے ہرگز نہ جانا' وہ تیرا ایمان و اعمال ہلاک کر دے گی اور دُنیا میں اس سے بڑا فتنہ اور نہیں ہے۔ لہذا بہت ہی احتیاط رکھنا۔ (کیمیائے سعادت)

حضور نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک راہب و عابد کا ذکر فرمایا کہ اس کے شہر میں شیطان نے کسی لڑکی کا گلا دَبا دیا اور لڑکی کے گھر والوں کے دِل میں یہ بات ڈال دی کہ اُس کا علاج فلاں راہب کے پاس ہے۔ وہ لوگ لڑکی کو لے کر راہب کے پاس پہنچے' اُس نے لاکھ انکار کیا مگر وہ نہ مانے' راہب کو علاج کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ اب شیطان نے راہب کے دِل میں زنا کا وسوسہ ڈالا اور اس راہب کو نازیبا حرکت پر اُکسانا شروع کیا' یہاں تک کہ وہ زنا کر بیٹھا' لڑکی حاملہ ہوگئی' شیطان نے راہب کو رُسوائی کے خوف سے ڈرایا اور اُس کے دِل میں یہ بات ڈالی کہ اگر لڑکی کو قتل کر دیا جائے تو یہ راز چھپ سکتا ہے اور اُس کے گھر والوں کو موت کا یقین دِلا کر آسانی سے مطمئن کیا جا سکتا ہے۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ شیطان نے اپنی کاروائی جاری رکھی' لڑکی کے گھر والوں کے دِل میں یہ بات ڈالی کہ راہب نے تمہاری لڑکی کو حاملہ کرنے کے بعد رُسوائی کے خوف سے قتل کر دیا۔ وہ لوگ راہب کے پاس آئے اور اپنی لڑکی کے متعلق پوچھا' راہب نے وہی جواب دیا جو شیطان نے اُس کے دِل میں القاء کیا تھا کہ لڑکی بیمار تھی مر گئی' لیکن گھر والوں نے یقین نہیں کیا' اور راہب کو قصاص کے لئے گرفتار کرنا چاہا' اس وقت شیطان نے راہب کو بتلایا کہ یہ تمام' کارنامے' میرے تھے۔۔ میں نے ہی لڑکی کا گلا گھونٹا تھا' میں نے ہی لڑکی

کے والدین کو تیرے پاس آنے پر آمادہ کیا تھا‘ میں نے ہی تجھے اُس کے ساتھ زنا پر اور پھر اُسے قتل کر دینے پر اُکسایا تھا۔ اب میں ہی تجھے اُن سے نجات دلا سکتا ہوں۔ اگر تو نجات چاہتا ہے تو مجھے دو سجدے کر۔ آخر راہب نے شیطان کو سجدے کئے‘ اُس کے بعد شیطان یہ کہتا ہوا چل دیا کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا‘ میں تجھے کیا جانوں؟ (احیاء العلوم)

شیطان کی چال بازی کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ**﴾ (سورۂ حشر) یعنی منافق کی مثال شیطان کی سی ہے۔ اول تو انسان سے کہتا ہے کہ تو کافر ہو جا‘ پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے (اور کفر کے وبال میں گرفتار ہوتا ہے) تو اس وقت صاف جواب دے دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

حضرت خالد بن زید الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **النساء حبائل الشیطان ولو لاھٰذہ الشھوۃ لما کان للنساء سلطنۃ علی الرجال** یعنی عورتیں شیطان کے جال ہیں اگر یہ شہوت نہ ہوتی تو عورتوں کو مَردوں پر قابو نہ ہوتا۔ (الحدیث الترہیب)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ماضی میں جتنے بھی انبیاء ورُسل مبعوث ہوئے ہیں اُن سب کے متعلق شیطان کو یہی خوش فہمی رہی کہ میں انھیں عورتوں کے ذریعہ ہلاکت میں مبتلا کر دوں گا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ جس وقت اُن کی عمر (۸۴) چوراسی برس کی ہوگئی تھی اُس وقت فرمایا کہ اب بھی میرے نزدیک عورت سے بڑھ کر کوئی چیز خطرناک نہیں ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ شیطان

عورت سے کہتا ہے کہ تو میرا آدھا لشکر ہے تو میرا تیر ہے جب میں یہ تیر چلاتا ہوں تو نشانے سے خطا نہیں کرتا، تو میرا راز ہے، تو میرا قاصد ہے، تیرے ہی ذریعہ میں انسانوں کے دلوں کو فتح کرتا ہوں۔ (احیاءالعلوم)

جنسی جذبہ یہ انسان کا ایک فطری جذبہ ہے جو اعتدال میں رہے اور پاکیزگی کے ساتھ استعمال ہو تو زندگی میں لطف وسُرور پیدا کرتا ہے اور بقائے نوع انسانی کا ذریعہ بنتا ہے اور اس سے الفت ومحبت کے مقدس رشتے استوار ہوتے ہیں لیکن اگر یہی جذبہ حد سے بڑھ جائے اور بہیمیت کا رُخ اختیار کرلے تو پورے نظامِ زندگی کا تہ وبالا کر ڈالتا ہے، باہمی تعلقات ومعاملات کا سارا نظام مصنوعی ہوکر رہ جاتا ہے اور باہمی نفرت وعداوت کے شعلے بھڑکتے ہیں اور انسان اشرف المخلوقات کے منصب سے ہٹ کر حیوانات کی صف میں آ گرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو عقل وہوش سے کام لینے کی توفیق دے۔

بیوی کے فرائض وذمہ داریاں اور پَردہ :

OBLIGATIONS / DUTIES AND RESPONSIBILITIES OF WIFE

بیوی کے فرائض اور ذمہ داریوں میں یہ بھی شامل ہے :

(☆) نماز وقت پر ادا کرے، پَردہ کی پابندی کرے، نامحرموں کے سامنے بے پَردہ نہ آئے۔ شوہر کی نصیحت کا خیال کریں اور اطاعت وفرمابرداری کرے۔

(☆) شوہر کے سوا کسی اجنبی مَرد پر نگاہ نہ ڈالے نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

(☆) شوہر کی عزت وناموس(Respect) کی حفاظت کرے اور پَردے میں رہے۔

(☆) شوہر کے مال، مکان وسامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت ونگہبانی کرتی رہے۔

(☆) شوہر کے سامنے کسی دوسرے مَرد کی خوبصورتی وجاہت یا اس کی کسی خوبی کا ذکر نہ کرے۔ کیونکہ بعض شوہروں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النساء/۳۴) جو عورتیں نیک صالحہ ہوتی ہیں (وہی شوہر کی) اطاعتِ شعار ہوتی ہیں اور مَرد کی عدم موجودگی میں بحفاظتِ الٰہی (ان کے حقوق کی) نگہداشت کرتی ہیں۔ نیک سیرت عورتیں وہ ہیں جو شوہر کی حاکمیت وفضیلت کو بسر وچشم تسلیم کرکے ان کی اطاعت شعار ہوتی ہیں اور دِل جوئی سے ان کی فرماں برداری کرتی ہیں اور مَرد کی عدم موجودگی میں بھی بحفاظتِ توفیق الٰہی اپنے نفس وآبرو اور ان کے اموال کی نگہداشت کرتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی عصمت وعِفت اور صاحبِ مکان

کے مکان کی حفاظت جواُمورِ خانہ داری میں سب سے اہم اور مقدم کام ہیں ان کے بجا لانے میں ان کے لئے مَردوں کے سامنے و پیچھے کے حالات سب برابر ہیں' یہ نہیں کہ ان کے سامنے تو اس کا اہتمام کریں اور خوب خاطر و تواضع کریں اور خوب حمایت و ہمدردی دیکھائیں' اور خوب محبت وشفقت کا دم بھریں' اور جب اُن کی نظروں سے غائب ہوں تو ان چیزوں میں لاپروائی برتیں اور شوہر کی بُرائی وعیب جوئی میں مبتلا ہوجائیں' اور تجسس وسراغ نکالنے میں لگ جائیں' اور طوطا چشمی کے ساتھ اس کے سارے احسان ومحنت پر پانی پھیر دیں' یہ نہ کوئی مسلم عورتوں کی شان ہے اور نہ مہذب اور بامروت عورت کو زیب دیتا ہے۔ واضح ہو کہ خواتین کی ذمہ داریاں یعنی اپنی عصمت وعِفت اور شوہر کے مال وامانت کی حفاظت' دونوں کوئی آسان کام نہیں' اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ﴿بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس حفاظت کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ خود عورت کی مدد فرماتے ہیں۔ اس بے نیاز ذات کی مدد ونصرت اور توفیق وعنایت سے وہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتی ہیں' ورنہ نفس کی خواہش اور شیطان کی شرارت ہمہ وقت ہر انسان مَرد وَعورت کو گھیرے ہوئے ہے اور عورتیں بالخصوص اپنی علمی وَعملی قوتوں میں بنسبت مَرد کے ضعیف بھی ہیں اس کے باوجود ان ذمہ داریوں میں مَردوں سے زیادہ عورتیں مستحکم ومضبوط نظر آتی ہیں یہ سب خاص اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدد ہے اور یہی وجہ ہے کہ بے حیائی' گناہوں اور شرمناک حرکتوں میں بنسبت مَردوں کے عورتیں کم مبتلا ہوتی ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ شریعت کی نظر میں نیک ودیندار اور عمدہ سیرت وبلند کردار عورت وہ ہے جو اپنے گھر کی تعمیر اور اپنے مال کی حفاظت اور اپنے نفس واولاد کی اصلاح میں مصروف رہے۔ نماز' روزے کی پابندی کرے' اگر شوہر کی عدم موجودگی میں شوہر کا کوئی دوست یا جاننے والا آئے تو شرم وحیاء اور غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے کوئی کلام نہ کرے۔ اگر زیادہ ضروری بات ہو تو آواز بدل کر گفتگو کرے یعنی اپنا طرزِ کلام جاذبانہ اور مٹھاس کا نہ رکھے۔ شوہر کی حلال آمدنی پر اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو قناعت کرے اور شوہر کی حرام کمائی سے ہر ممکن اجتناب کرے۔ پہلے زمانے کی نیک عورتیں ان باتوں کا بہت زیادہ دھیان رکھتی تھیں چنانچہ جب کوئی شخص کمانے کے لئے گھر سے جاتا تو اس کی بیوی اسے یہ نصیحت کرتی کہ دیکھنا ذرا حرام کمائی سے بچنا اور یہ یقین دلاتی تھیں کہ ہم بھوک پر صبر کرلیں گے تنگ دستی سے ہمیں کوئی خوف نہیں ہے لیکن دوزخ کی آگ ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہوگی۔ ایک خدا پرست شخص نے کہیں جانے کے لئے سامانِ سفر باندھا تو صرف اہلیہ کے علاوہ تمام لوگوں نے اس کے سفر کی مخالفت کی۔ بیوی کے رویے پر اظہار حیرت کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ تم اس سفر کے لئے کس طرح رضامند ہوگئی ہو' وہ تمہارے اخراجات کے لئے کچھ بھی چھوڑ کر نہیں جارہا ہے' اس پر اہلیہ نے جو سبق آموز بات کہی وہ یہ کہ 'میرا شوہر کمانے والا ہے نہ کہ رزاق۔ میرا رب رزاق ہے' کمانے والا جارہا ہے' کھلانے والا رازق پہلے بھی موجود تھا اور آج بھی موجود ہے' (احیاء العلوم)

بیوی کے ذہن میں یہ بات بھی رہنی لازمی ہے کہ شوہر کا حق خود اس کے شخصی حقوق اور اس کے تمام اعزہ واقرباء کے حقوق پر مقدم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **خیر نسائکم التی اذا نظر الیھا زوجھا سرتہ وان مرھا اطاعتہ' واذا غاب عنھا حفظتہ' فی نفسھا ومالہ'** یعنی تمہاری بہترین عورت وہ ہے کہ جب تم اس کی طرف دیکھو تو وہ تمہیں خوشی بخشے اور جب تم اس کو کسی بات کا حکم دو تو وہ اس کی تعمیل کرے اور جب تم اس سے غائب ہو (یعنی گھر میں نہ ہو) تو وہ تمہارے پیچھے تمہارے مال کی اور اپنے نفس کی ہر ممکن حفاظت کرے۔ (نسائی)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **لیتخذ احدکم قلبا شاکرًا ولساناً ذاکرًا وزوجۃ مومنۃً تعینہ' علیٰ آخرتہٖ** یعنی تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ شکر کرنے والا دل' ذکر کرنے والی زبان بنائے اور ایسی بیوی حاصل کرے (یعنی ایسی خاتون کے ساتھ شادی کرے) جو مومنہ ہو اور آخرت پر اس کی مدد کرنے والی ہو۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور ماہ رمضان کے پورے روزے رکھتی ہو اور اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھے اور اپنے شوہر کی اطاعت (نیک کاموں میں) کرتی رہے تو وہ جنّت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے (اس کے لئے کوئی قید نہیں)۔ (مشکوۃ شریف)

اس حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے اسلام کے بنیادی ارکان نماز روزہ وغیرہ کے ساتھ شوہر کی اطاعت کا ذکر فرما کر خدمتِ شوہر کی اہمیت کو ثابت کر دیا اور اطاعت شعار عورتوں کی فضیلت بھی بتا دی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دُنیا میں چار چیزیں ایسی ہیں جس کو یہ چیزیں مل گئیں تو سمجھ لو دین و دُنیا کی بھلائی و راحت مل گئی (۱) شکر گزار دل (۲) ذاکر زبان (۳) صابر بدن (۴) نیک بیوی جو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں کوئی گناہ نہیں کرتی۔ (طبرانی شریف)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خوفِ خدا کے بعد انسان کے واسطے اُس نیک عورت سے زیادہ کوئی چیز افضل اور بہتر نہیں کہ جو اپنے شوہر کے حکم کی تعمیل کرے اور مَرد اس کو دیکھ کر مسرور ہو۔ اگر مَرد گھر میں موجود نہ رہے تو اس کے پیچھے مَرد کی خیر خواہی کرے اس کی عزت آبرو اور مال کی حفاظت کرے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر عورت آخرت کی نجات اور بہشت چاہتی ہے تو حق تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل نہیں ہوتی جب تک اس کا شوہر اس سے (دین کے کام میں) خوش نہ ہو۔ (طبرانی)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک جوان لڑکی حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مَیں جوان ہوں، لوگ مجھ سے شادی کے پیغامات بھیجتے ہیں لیکن مجھے شادی پسند نہیں ہے اب آپ ارشاد فرمایئے کہ مَیں شادی کروں یا نہیں؟ فرمایا۔ ضرور کرو، شادی کرنے ہی میں تمہاری خیر ہے۔ اس کے بعد اس لڑکی نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے یہ بتلا دیجئے کہ عورت پر شوہر کا کیا حق ہے؟ فرمایا، شوہر کے حقوق تو بہت سے ہیں اس کے حقوق کا اندازہ تم اس طرح سمجھ لو، اگر شوہر کا جسم سَر تا بہ قدم پیپ سے سڑ رہا ہو

اور بیوی اپنی زبان سے اُسے چاٹے، تب بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا (یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی ہے)۔ (احیاء العلوم)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا **المراۃ الصٰلحۃ خیر من الف رجل غیر عمل صالح** یعنی نیک عورت ہزار مَرد غیر صالح سے بہتر ہے اور فرمایا پارسا عورت اپنے شوہر کے لئے دین کا ستون ہے۔ (طبرانی)

بزرگانِ دین نے کہا ہے کہ اگر عورت دیندار ہو اور خوش اخلاق ہو اور شوہر کو ٹوٹ کر چاہتی ہو، خوبصورت ہو، اس کے گیسو سیاہ اور دراز ہوں، اس کی آنکھیں روشن کشادہ اور سیاہ ہوں اس کا رنگ سفید ہو تو وہ دُنیا میں جنّت کی حوروں کا نمونہ ہے اللہ تعالٰی نے جنّت کی حوروں کے یہی اوصاف قرآن پاک میں بیان فرمائے ہیں۔

﴿**خَيْرٰتٌ حِسَانٌ**﴾ (سورۂ الرحمٰن) نیک سیرت، نیک صورت بیویاں

(خیرات سے مُراد خوش اخلاق، احسان سے مُراد خوبصورت عورتیں ہیں)

﴿**قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ**﴾ (سورۂ الرحمٰن) نیچی نگاہ رکھنے والی بیویاں

(وہ عورتیں ہیں جو صرف شوہر کو مرکزِ نگاہ بنائیں)

﴿**حُوْرٌ عِيْنٌ**﴾ (سورۂ واقعہ) گوری کُشادہ چشم بیویاں

(حُور اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھ میں سفیدی بھی زیادہ ہو اور سیاہی بھی زیادہ ہو، اور عیناً اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھیں بڑی بڑی ہوں)

﴿**عُرُبًا اَتْرَابًا**﴾ (سورۂ واقعہ) اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی بیویاں

(اس سے مُراد وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کی عاشق ہوں، اور اُن سے ہم بستری کی خواہشمند ہوں)

صحیح معنٰی میں عورت میں وہ صفات وَعادات ہونی چاہئیں جن کی نشاندہی حضور سَرورعالم ﷺ نے فرمائی ہیں۔ (احیاءالعلوم' کیمیائے سعادت)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **ایما امرأة ماتت وزوجها عنها راضٍ دخلت الجنة** یعنی جوعورت (بیوی) اس حالت میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے (نیکی اور بھلائی سے) خوش ہو وہ جنّت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص سفر میں گیا تو چلتے وقت اپنی اہلیہ سے یہ کہہ گیا کہ میری واپسی تک مکان کی بالائی منزل سے نیچے ہرگز نہ آنا' اس عورت کے والدین بیمار ہوگئے' اس عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کسی شخص کو بھیج کر دریافت کیا کہ میں باپ کی عیادت کے لئے نیچے اُتروں یا شوہر کے حکم کی تعمیل میں اُوپر ہی رہوں؟ حضور ﷺ نے اس عورت کو اپنے شوہر کی اطاعت کا حکم فرمایا' وہ بیماری جان لیوا ثابت ہوئی' مگر وہ عورت شوہر کی ہدایت پر عمل پیرا رہی' نیچے نہیں اُتری' لیکن اس عورت کو بتقاضائے فطرت وبشریت دل میں بہت ملال ہوا' ادھر حضور نبی کریم ﷺ نے کسی شخص کی معرفت اُسے یہ خوشخبری سُنائی کہ شوہر کی اطاعت سے یہ اجر ملا ہے کہ اس کے متوفی باپ کی مغفرت ہوگئی ہے۔ (طبرانی' احیاءالعلوم)

ایک حدیث میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوعورت کم ازکم سات شب وروز خلوصِ دل سے اپنے شوہر کی تابعداری نیک کاموں میں کرتی رہے اور اس کو خوش رکھے تو اُس کے ہفت اندام (شرمگاہ) پر دوزخ کی آگ حرام ہوجاتی ہے اور سات سو برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (طبرانی)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، عورت پر شوہر کا حق ایسا ہے جیسے تم پر میرا حق، میرے حق کو ضائع کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ کے حق کو ضائع کرنے والا ہے۔ وہ غضبِ الٰہی اور قہرِ الٰہی کا مستحق ہے اور وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر کی مطیع وفرمانبردار ہو تو یاد رکھو! اس کے لئے استغفار اور دُعائے مغفرت کرتے ہیں: پرندے ہوا میں، مچھلیاں پانی میں، درندے جنگلوں میں اور فرشتے آسمان میں۔ (بحوالہ کتاب بحر محیط)

حضرت طاق بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عورت کا شوہر اس کو اپنی حاجت روائی کے واسطے بُلائے تو اس وقت اگر وہ تنور پر بیٹھی ہو اور روٹی کے جلنے کا خوف ہو تب بھی اس کو فوراً حاضر ہونا چاہئے۔ (مشکوٰۃ)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے محتاج شوہر کو حقارت سے دیکھتی ہے اور بداخلاقی و بدکلامی سے پیش آتی ہے تو اس کو جنّت تو کیا، جنّت کی خوشبو تک نصیب نہیں ہوگی اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار پڑتی رہے گی۔ (طبرانی)

حضور ﷺ نے فرمایا جو عورت شوہر کے عیب کو بیان کرے وہ دوزخ کی آگ اپنے اوپر تیز کرے اور اپنا ٹھکانا دوزخ میں کرے۔ (طبرانی، غنیۃ الطالبین)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ تم میں ہر ایک شخص حاکم اور نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا مَرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے اس لئے اس سے اپنے گھر

والوں سے متعلق سوال کیا جائے گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمراں ہے اس لئے اس سے بھی معلوم کیا جائے گا اور اپنی ذمہ داری کی باز پُرس ہوگی۔ (بخاری شریف)

عورت پر شوہر کا ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر کے گھر کی کوئی چیز اس کی اجازت بغیر نہ دے' اگر دے گی تو خود گنہگار ہوگی لیکن شوہر کو ثواب ملے گا اور شوہر کا مال فضول خرچ نہ کرے بلکہ کم سے کم خرچ کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے ورنہ قیامت کے روز اس بات کی پکڑ ہوگی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **لایحل لها ان تطعم من بیتهٖ الا باذنهٖ الا الرطب من الطعام ولا تعطی من بیتهٖ شیئاً الا باذنهٖ فان فعلت ذٰلك كان لم الاجر وعليها الوزر** یعنی عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کھلائے ہاں تر کھانا کھلانے کی اجازت ہے (یعنی جو چیز زائد بچ جائے یا سڑنے کا ڈر ہے وغیرہ اس کا بلا اجازت دینا مضائقہ نہیں ہے) اور نہ عورت کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ شوہر کے گھر سے کوئی چیز بلا اجازت کسی کو دے اگر دے گی تو شوہر کو اس کا اجر ملے گا وہ خود گنہگار ہوگی۔ (ابوداؤد' بیہقی' احیاء العلوم)

شوہر جو مال و دولت اپنی زوجہ کے پاس گھر کے خرچ کے واسطے دے یا جمع رکھنے کے لئے دے تو اس مال میں سے بلا اجازت صرف کرنا ہرگز جائز نہیں حتیٰ کہ سائل کو دینا بھی جائز نہیں۔

عورت کو چاہئے کہ شوہر کے گھر کا کام خود اپنے ہاتھ سے کرے اور شوہر کو زحمت نہ دے بلکہ جہاں تک ہو سکے شوہر کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **اقرب ماتکون المرأة من وجه ربها اذا کانت فی خدمت زوجها** یعنی عورت اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے شوہر کی خدمت میں رہے اور نیک کاموں میں اس کی اطاعت کرے۔ (ابوداؤد)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر کے گھر میں جھاڑو دیتی ہے وہ گویا خانہ کعبہ میں جھاڑو دیتی ہے یعنی اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا ثواب خانہ کعبہ میں جھاڑو لگانے پر ملے گا۔ (اکسیر ہدایت، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے کپڑے وغیرہ دھویا کرے اور کبھی کبھی چکی بھی پیسا کرے کہ ازواج مطہرات اور دختران نبی اکرم ﷺ کی سُنّت ہے۔

امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میری شادی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو اُن کے پاس نہ زمین و جائیداد تھی نہ مال و دولت اور نہ باندی، نہ غلام، صرف ایک گھوڑا تھا اور ایک اونٹ تھا جو پانی لانے کے کام میں استعمال ہوتا تھا۔ مَیں خود گھوڑے کو گھاس دانہ دیتی، پانی پلاتی اس کا جسم ملتی، اور اپنے شوہر کے ہر متعلقہ خدمت انجام دیتی، اونٹ کے لئے پانی کھجوروں کی گٹھلیاں کوٹتی اور اُسے کھلاتی، ڈول سیتی، پانی بھر کر لاتی، آٹا گوندتی روٹی پکاتی، میلوں کی مسافت طئے کرتی، گھٹلیاں سَر پر لاد کر لاتی۔۔ میری یہ حالت دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا تم بہت مبارک بیٹی ہو اور تمہاری آخرت بہت کامیاب رہے گی اور رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے دعائیں دیں (ابن ماجہ، غنیۃ الطالبین، احیاء العلوم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتی ہے اُس پر لازم ہے کہ شوہر کے سامنے اپنے حُسن وَ جمال پر فخر نہ کرے اور شوہر کی بُرائی نہ کرے اور عیب نہ نکالے اور شوہر کی ناشکری نہ کرے اور ہر وقت خرید وفروخت کا سوال نہ کرے اور اپنے شوہر سے ایسی چیز کا سوال نہ کرے جس میں وہ عاجز ہو بلکہ تھوڑا بہت جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُسے دیا ہے اسی پر قناعت کرے اور یہ بھی نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور مجھے کیا دیا ہے کیونکہ یہ بے وفا اور بے مروت عورتوں کی عادت ہے۔ بلاضرورت شدید پڑوسی کے گھر نہ جائے اور ہمسایوں سے باتیں کم کرے۔ یہ سب باتیں کسی مومن عورت کو زِیب نہیں دیتیں' باحیاء کو اپنی عصمت وعِفت کا خیال رکھنا چاہیئے' اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے اگر وہ جانے کی اجازت دے تو معمولی اور سادہ لباس میں پَردے کے تمام تقاضوں کی تکمیل کے بعد جائے اور ہر کام میں شوہر کی خوشی کو اصل مقصد قرار دے اور نماز روزہ اور تسبیح وغیرہ کی پابندی کرے۔۔ غرض عورت پر واجب ہے کہ گھر سے متعلق ہر ممکن خدمت انجام دے' گھر کے نظم ونسق کا دارومدار عورت پر ہے اسے بھی ایسے کام سے گریز نہ کرنا چاہیئے جو اس کے بس میں ہو' ان تمام باتوں کا بہترین نمونہ امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ ہے۔

عورت جہنم میں زیادہ کیوں جائے گی؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰی﴾ (الیل/۱۳)

یقیناً آخرت اور دُنیا کے ہم ہی مالک ہیں۔ (ضیاء القرآن)

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ دُنیا میں جیسی راہ کوئی شخص اختیار کرے گا اس کو ویسا ہی ثمرہ ہم دیں گے کیونکہ یہ دُنیا و آخرت دونوں ہی ہمارے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اور دونوں میں ہماری ہی حکومت ہے اس لئے دُنیا میں ہم نے انسان کے لئے احکام اور قوانین مقرر کئے ہیں اور آخرت میں مخالف اور موافقت پر سزا و جزا دیں گے۔ یعنی دُنیا و آخرت دونوں پر بہرحال ہماری ملکیت قائم ہے اور ہمارے قوانین قرآن کے ذریعہ نافذ ہیں اور دُنیا سے آخرت تک تم کہیں بھی ہماری گرفت سے باہر نہیں ہو اور نہ ہماری گرفت سے بچ سکو گے۔ اب دُنیا میں خواہ تم ہماری بتائی ہوئی راہ اور قوانین پر چلو یا نہ چلو' گمراہی اور نافرمانی اختیار کرو گے تو ہمارا کچھ نہ بگاڑو گے' اپنا ہی نقصان کرلو گے' اور اگر راہ راست' راہِ طاعت' راہِ نیک اختیار کرو گے تو ہمیں کوئی نفع نہ پہنچاؤ گے' خود ہی اس کا نفع اُٹھاؤ گے' تمہاری نافرمانی سے ہماری مِلک میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی اور تمہاری فرمانبرداری سے بھی ہماری ملک میں کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا۔۔ غرض دُنیا و عقبیٰ دونوں جہاں کے مالک ہم ہی ہیں۔ دُنیا چاہو گے دُنیا ملے گی' اور آخرت کی بھلائی و کامرانی چاہو گے تو وہ بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے' البتہ آخرت کی کھیتی بونے والے کسان کو دُنیا بھی حسبِ ضرورت ملے گی اگرچہ وہ اس کا طالب نہیں ہے اور نہ دُنیا اس کا مقصد ہے' کیونکہ اس دُنیا کے لطفِ عام میں اس کا بھی حصّہ ہے۔ رزق میں اس کا بھی حق ہے۔

واضح ہو کہ قرآن وحدیث میں متعدد ایسے جرائم کا ذکر ہے جن کے مرتکب کا ٹھکانا جہنم بتایا ہے خواہ تھوڑی دیر کے لئے ہی کیوں نہ ہو' مثلاً جو کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کے لئے جہنم کی سزا کا اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرما دیا ہے۔ اسی طرح قانون وراثت (Law of Inheritance) کی خداوندی حدود کو توڑنے والوں کے لئے بھی قرآن مجید میں جہنم کی وعید فرمائی گئی۔ سود کی حرمت کا حکم آجانے کے بعد پھر سودخوری کرنے والوں کے لئے بھی قرآن میں صاف صاف اعلان فرما دیا گیا ہے کہ وہ **اصحاب النار** ہیں۔ اس مضمون پر حضور ﷺ کی احادیث کثرت سے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اور گناہِ کبائر کے مرتکبوں کے لئے بھی احادیث میں تصریح ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے البتہ یہاں پر یہ بات ضرور یاد رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کے سب ہی عذاب جہنم سے بَری ہیں۔ قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں یہ صاف بیان ہے کہ ﴿**وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى**﴾ اُن میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنّت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ﴿**اِمْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى**﴾ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ میں امتحان لے لیا۔۔ ﴿**رضی الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابدا**﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنتوں کا وعدہ فرمایا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں یہ (صحابہ) ہمیشہ اس میں رہیں گے۔۔ اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جہنم کی آگ اس شخص کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا ہے۔ (صحابہ کرام کی عظمت وفضائل سے متعلق مزید تفصیل کے لئے دیکھیں ہماری کتابیں 'قصص المنافقین من آیات القرآن' اور 'فتنہ اہلحدیث')۔

حضرت عمران ابنِ حصیص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جنّت میں جھانک کر دیکھا تو اکثر لوگوں کو فقراء میں سے پایا' اس کے بعد بحکم خدا میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا کہ وہاں اکثر عورتیں ہیں' یعنی عورتوں کی تعداد جہنم میں زیادہ دیکھی ۔ (بخاری)

ایک بزرگ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ دوزخ کی آگ سے زیادہ گرم کونسا عمل ہے؟ جواب میں فرمایا کہ حرص اور دُنیا کی محبت' دوزخ کی آگ کی تپش سے بھی زیادہ گرم ہے ۔ (احیاء العلوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی جہنم میں سب سے زیادہ عورتیں ہوں گی بالخصوص وہ عورتیں سب سے زیادہ ہوں گی جو بظاہر تو کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں ننگی ہیں (نہایت ہی باریک (Transparent) کپڑے پہننے والی عورتیں جن کے جسم کے سارے نشیب وفراز اور ہیئت باوجود کپڑے ہونے کے بھی نمایاں ہوجاتے ہیں اور بدن کی پوری حالت باہر سے جھلکتی ہے' جو کہ نفس پرست اور عیاش عورتوں ہی کی شان ہے ۔ کسی مسلمان عورت کو ایسے لباس زیب تن کرنا زیب نہیں دیتا اور نہ شرافت اجازت دیتی ہے) اور لوگوں کے دلوں میں خواہش پیدا کرنے والی عورتیں (یعنی نہایت تکلف اور بناؤ سنگھار کرنے والی اور فطری انداز سے میٹھی میٹھی باتیں کرنے والی عورتیں' جو باتیں آج کل اسکول کالج کی لڑکیوں کے اندر زیاہ پائی جاتی ہیں) اور وہ عورتیں جو ناز سے شانوں کو گھما کر لچکدار چال سے چلیں گی (جو چال بالکل ایک فاحشہ عورت کی ہے اور سینہ کی ہیئت ظاہر کر کے طوائف کی طرح چلے گی اور پنڈلی ننگی' سَر ننگا اور

بالوں کی چوٹیاں لہرا لہرا کر رقاصہ عورت کی طرح بے حیائی کے ساتھ سڑکوں میں بازاروں میں گھومتی پھریں گی اور چلتے ہوئے اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھیگی کہ ہم پر نہ جانے کتنے لوگ فریفتہ اور ہماری حرکت وچال اور پوشاک پر نہ جانے کتنے شیفتہ ہیں اور نہ معلوم کیا کیا اس کے دل سے ناپاک نیتیں گزرتی ہوں گی' جب کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں اس کی قیمت غلاظت کے کیڑے سے بھی گری ہوئی اور بدتر ہے'۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا اے دُنیا کے لوگو) یادرکھو! ایسی عورتیں اللہ تعالیٰ کی جنّت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی' اور نہ جنّت کی خوشبو پائیں گی جبکہ جنّت کی خوشبو بے حساب فاصلہ سے آئے گی۔ (مسلم)

ایک مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جولوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت نہیں کرتے انھیں دوزخ میں شرمگاہوں کے بل لٹکایا جائے گا اور دُنیا کے قیام کے عرصہ تک لٹکے رہیں گے' ان کے جسم گل سڑ کر بہہ جائیں گے اور ہڈی بھی گل کر بہہ جائیں گی صرف روح باقی رہے گی' اسے پھر نیا چمڑا اور ہڈیاں دی جائیں گی اور پھر پہلے کی طرح عذاب شروع ہو جائے گا' جتنی مدت وہ دُنیا میں رہے اتنی مدت تک ستّر (۷۰) ہزار فرشتے انھیں لوہے کی قینچی سے مارتے چلے جائیں گے جس سے ان کا جسم وچمڑا اور ہڈیاں سب پگھل کر بہہ جائیں گی' صرف روح باقی رہے گی' زانی اور زانیہ کا دوزخ میں یہی حال رہے گا۔ (ابن ماجہ' ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مَرد وَعورت کو اس شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

مومنین کی بے مثال مائیں جن کی پاکیزگی کی گواہی قرآن مجید نے دی

امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن

ازواج مطہرات کی سب سے بڑی فضیلت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو حضور ﷺ کی بیبیاں فرمایا' ازواج النبی ﷺ اور آپ کی اولادِ پاک کی شانِ رفیع میں آیت تطہیر نازل فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں آپ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی کے گھروں کو مہبط وحی الٰہی اور حکمت ربانی کا گہوارہ قرار دیا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مکان کی عزت وتکریم مکین سے ہوتی ہے۔ دنیا کا بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو اپنی عظیم ترین ماؤں کے بارے میں اپنی ناپاک زبان دراز کرے۔ امہات المؤمنین کا انکار یا اُن کی شان عالی مرتبت میں بکواس کرنا دراصل اس بات کا ثبوت پیش کرنا ہے کہ مومنین کی بلند مرتبہ ماؤں سے اُن کا کوئی ایمانی' قلبی اور رسمی رشتہ نہیں ہے۔ امہات المؤمنین کی سیرت پر نہایت ہی جامع' مدلل اور تحقیقی کتاب' جس میں بدمذہب عناصر اور مستشرقین کے تمام بیہودہ اعتراضات کا علمی انداز میں منہ توڑ جواب دیا گیا ہے۔۔کتاب دینی جامعات میں داخلِ نصاب ہے۔

حصولِ قربِ الٰہی اور رُوحانی ترقی کے مجرب وتریاق وظائف

شرح اسماء الحسنٰی (رُوحانی علاج مع وظائف)

اللہ تعالیٰ کے صفات وافعال بہت ہیں اس لئے اُس کے نام بھی بہت ہیں' نیز اُس کے بندوں کی حاجتیں بھی بہت ہیں کہ بندہ جو حاجت لے کر آئے اسی نام سے اُسے پکارے۔ بیمار پکارے **یاشافی الامراض** ۔گنہگار پکارے **یاغفار**' بدکار پکارے **یاستار** وغیرہ۔ دُعا کی قبولیت کے لئے اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ ناموں سے دُعا مانگے۔ یہی سب سے بڑی عبادت ہے اور امید ہے کہ اسی وسیلہ سے اللہ تعالیٰ دُعا قبول فرمائے گا۔ مشتملات کتاب : اسم اعظم کی فضیلت۔ وظیفہ آیت کریمہ۔ اسمائے حسنٰی باری تعالیٰ عزوجل مع خواص اور فوائد ۔ قرآنی سورتوں کے فضائل وبرکات۔ دُعائے جمیلہ' دُعائے حاجات' جن بھوت بھگانے اور آسیب دور کرنے کا مجرب عمل۔ درود تاج۔ وظائف لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ شیطانی اثرات اور وسوسوں سے محفوظ رہنے کا وظیفہ۔ توبہ واستغفار کے ذریعہ اثرات شیطانی سے حفاظت۔ مناجات

دُنیائے علم وَفضل میں باپَردہ خواتین کا نمایاں مقام:

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پَردے میں رہتے ہوئے مسلمان خواتین علم وَفضل کی بلندیوں پر فائز ہوئیں اور انہوں نے زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم وَفضل کے اس اعلیٰ درجہ پر فائز تھیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا 'آدھا علم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کرو'۔ حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں 'شریعت کے تمام علوم کا چوتھائی حصّہ صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے' (فتح الباری) کثرت روایات کے اعتبار سے آپ کا تیسرا نمبر ہے آپ سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔ علم حدیث میں آپ کے شاگردوں کی تعداد ۸۸ بیان ہوئی ہے جب کہ بکثرت صحابہ کرام آپ سے دینی مسائل میں استفادہ کرتے تھے۔ صاحبِ فتاویٰ صحابہ کی تعداد ۱۳۰ سے زائد بیان ہوئی ہے ان میں صف اول کے مفتی صحابہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام سرفہرست ہے' دوسری صف میں حضرت ام سلمیٰ اور تیسری صف میں حضرت ام عطیہ' حضرت ام حبیبہ' حضرت صفیہ' حضرت اسماء بنت ابی بکر' حضرت ام درداء اور حضرت خولہ بنت تویت (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) شامل ہیں۔

خواتین نے قرآن وحدیث اور فقہ کے علاوہ دیگر شعبوں میں بھی بہترین کارکردگی دکھائی۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا راہ خدا میں دل کھول کر مال خرچ کرتیں اور دوسری خواتین کو یہ نصیحت کیا کرتیں کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے مال کے ضرورت سے بچنے یا زیادہ ہونے کا انتظار نہ کیا کرو کیونکہ

ضروریات تو دن بدن بڑھتی ہی رہتی ہیں۔ اس لئے راہ خدا میں خرچ کرتی رہا کرو کہ اس سے مال میں برکت ہوتی ہے۔

علم وتدریس، شجاعت وحق گوئی، صبر وشکر اور راہ خدا میں خرچ کرنا مسلمان خواتین کے نمایاں اوصاف ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد ۱۸ ہے۔ آپ نے خواتین کو حصولِ علم اور شرم وحیاء کے علاوہ سادگی اور تواضع کا بھی درس دیا۔ آپ اپنے ہاتھ سے چکّی پیستی جس کے باعث ہاتھ پر نشان پڑ گئے، آپ خود پانی کی مشک بھر کر لاتیں جس کی وجہ سے شانہ پر مشک کی رسی کے نشان پڑ گئے۔ آقائے کائناتﷺ کی لخت جگر ہونے کے باوجود آپ نے کبھی ان کاموں کو عار نہیں سمجھا، خواتین کو چاہئے کہ وہ ان مقدس خواتین کے سیرت وکردار کو مشعلِ راہ بنائیں۔

متفرق مسائل

MISCELLANEOUS ISSUES

عورتوں کا جھولا جھولنا : Swinging of woman

کوئی نامحرم نہ ہواور گھر کے اندر ہوں اور گانا نہ گائیں تو عورتوں کے واسطے بھی جھولا جھولنا جائز ہے کہ یہ بدن کی ریاضت (ورزش) ہے۔بعض امراض میں ڈاکٹرس مفید اور بہتر بتاتے ہیں۔ (ملفوظات امام احمد رضا)

اونچی ایڑھی کے جوتے پہننا: High-Heeled Shoes

اونچی ایڑھی کے جوتے پہننا قطعامناسب نہیں ہے یہ غیر پسندیدہ حرکت ہے۔

(۱) دھوکے اور فریب کی حرکت ہے۔اپنی شخصیت کوحقیقت سے زیادہ پیش کرنا ہے۔ اپنے قد کواونچا دکھانا ہے۔یقیناً یہ غلط اور حقیقت سے دور ہے۔

(۲) اونچی ایڑھی کیوجہ سے چلنے میں تکلیف محسوس ہوتی ہےاورگرنے کا خوف ہوتا ہے۔ بازار میں گر جائے تو ہنسی مذاق کا ذریعہ بن جائے گی۔حیاء دار عورت کے لئے یہ قطعا مناسب نہیں ہے۔

(۳) طبی لحاظ سے بھی اونچی ایڑھی کے جوتے مناسب نہیں رہتے ہیں۔عموما ڈاکٹرس اس طرح کے جوتے استعمال کرنے سے منع کرتے ہیں۔حاملہ عورتوں کے لئے سخت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔لہذا اس طرح کے جوتے استعمال کرنا نقصان کا باعث ہوسکتا ہے۔

جہنمی عورتوں کا حال

حضورسید عالم ﷺ نے شب معراج میں جنّت وجہنم کی سیر فرمائی۔جہنم میں جہنمیوں کے حالات اورعبرتناک و دردناک عذاب کا مشاہدہ فرمایا۔جہنم میں کثرت عورتوں کی تھی۔

بدکاراورسنورنے والی عورتوں کا حال :

حضور ﷺ نے جہنم میں کھجور کے درخت کی طرح لمبے لمبے سانپ (Snake) اور خچر (Mule) کی طرح بچھو (Scorpion)، ستّر (۷۰) ہزارسخت سَر دکنویں اور اس میں غمگین رونے والی عورتیں دیکھیں جو چیخ وپکارکررہی تھیں مگران کی کچھ نہ سُنی جاتی تھی۔ ان کی پرواہ نہیں کی جاتی تھی۔حضور ﷺ کے پوچھنے پرحضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کوچھوڑکردوسروں کے پاس بن سنورکرجاتی تھیں۔

بے پَردہ عورتوں کا حال :

حضور ﷺ نے جہنم میں بالوں سے لٹکتی ہوئی عورتیں بھی دیکھیں جن کے دماغ ابلتی ہوئی ہانڈی کی طرح ابل رہے تھے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ بے پَردہ عورتیں ہیں۔ جو غیر مَردوں کو اپنے بالوں کی نمائش کراتی تھیں۔ حضور ﷺ نے ایسی عورتوں کوبھی دیکھا جن کے پستان (چھاتیاں) آگ کی بیڑیوں سے مقید (جکڑے ہوئے) تھے۔یہ عورتیں اپنے شوہر سے اجازت لئے بغیر دوسروں کی اولاد کودودھ پلاتی تھیں۔

زانی عورتوں کا حال :

حضور ﷺ نے جہنم میں آگ کے ایک صندوق میں بہری گونگی اور اندھی عورتیں دیکھیں جن کے دماغ سے نتھنوں کے راستے تیل کے مثل کوئی چیز بہہ رہی تھی اور ان کے بدبودار جسم جذام اور برص کی بیماری کی وجہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ زانیہ عورتیں ہیں جن کی اولاد زنا سے پیدا ہوئی۔ حضور ﷺ نے جہنم میں ایسے لوگوں کو بھی دیکھا کہ ان کے ایک ہاتھ میں حلال و پاکیزہ گوشت ہے اور دوسرے ہاتھ میں حرام و خبیث گوشت ہے مگر وہ پاکیزہ اور حلال گوشت کو چھوڑ کر حرام و خبیث گوشت کھاتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی بیوی کو چھوڑ کر حرام (نامحرم) کی طرف مائل تھے اور کسی عورت کا اپنا حلال شوہر ہوتے ہوئے وہ اسے چھوڑ کر دوسرے مَرد کی طرف مائل تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ جو عورت کسی قوم میں اس کو داخل کر دے جو اس قوم سے نہ ہو (یعنی زنا کرایا اور اس سے اولاد ہوئی) تو اُسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا حصّہ نہیں اور اُسے جنّت میں داخل نہ فرمائے گا۔ (ابوداؤد' نسائی)

مَردوں کو جمع کرنے والی عورتوں کا حال :

حضور ﷺ نے جہنم میں سیاہ چہرے والی عورتیں دیکھیں جو اپنی آنتڑیاں کاٹ رہی تھیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو دو افراد کو جمع کرنے حرام پر مجبور کرتی تھیں۔

گانے والی عورتوں کا حال :

حضور ﷺ نے جہنم میں آگ کی بیڑیوں کے ساتھ بندھی ہوئی عورتیں دیکھیں ان کے منہ کھلے ہوئے تھے اور ان کے پیٹوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ گانے والی عورتیں ہیں جو توبہ کئے بغیر مر گئیں۔ (العیاذ باللہ)

بناؤ سنگھار کرنے والی عورتوں کا حال :

حضور ﷺ نے جہنم میں مسخ شدہ عورتوں کو دیکھا جن کے جسم کوتار کی طرح سیاہ تھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو بالوں کو رنگین اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی شکل وصورت کو متغیر (تبدیل) کرتی تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کی آگ اور اس کی ہولناکیوں اور عذاب کو نہایت شدید پایا سخت پتھر اور لوہا بھی اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور میں نے اس میں خوفناک چیزیں دیکھیں ان کے دیکھنے سے میرے ضعیف اور ناتواں امتیوں کی وجہ سے مجھے گھبراہٹ لاحق ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ان عذابوں میں مبتلا اکثر عورتیں تھیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر نظر (جو شہوت سے کسی اجنبی عورت پر ڈالی جائے) زنا کار ہے اور یہ کہ عورت جب عطر لگا کر کسی محفل سے گذرتی ہے تو ایسی ہے ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔ (ترمذی)

حضور اقدس ﷺ نے اس وقت جب کہ عہد رسالت میں عورتوں کو مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت تھی فرمایا' جب کوئی عورت تم میں سے مسجد جائے تو خوشبو کو نہ چھوئے (مسلم' مشکوٰۃ)

اور ایک روایت میں یوں ارشاد فرمایا کہ اس عورت کی نماز ہی قبول نہیں ہوئی‘ جو مسجد میں خوشبو لگا کر جائے یہاں تک کہ جنابت کی طرح غسل کر لے۔ (یعنی اچھی طرح خوشبو کو دھوڑالے کہ اس کا اثر باقی نہ رہے) (ابوداؤد‘نسائی)

اس سے وہ عورتیں سبق لیں جو آج طرح طرح کی تیز خوشبوؤں کو لگا کر عام شاہراہوں پر اتراتی پھرتی ہیں۔ واضح رہے کہ جو عورتیں پَردے کے ساتھ چلتی ہیں اگر وہ بھی خوشبو لگائیں گی تو اسی وعید کی مستحق ہوں گی‘ کیونکہ پَردہ بدن اور چہرے کا ہے نہ کہ خوشبو کا‘ خوشبو تو پَردے سے بھی باہر ہو جاتی ہے لہذا دینی محافل میں بھی عورتیں خوشبو نہ لگائیں۔

عورتوں کو چاہئے کہ اپنی اصلاح کریں...... پَردہ کی پابندی کریں۔

عورتوں کی آزادی

مغربی وَمادّہ پرست ذہن یہ شور مچا رہا ہے کہ اسلام نے عورت کو نقاب اور پَردہ میں رکھ کر اُس کو گھر کی چار دیواری میں قید کر دیا ہے۔

یہ نعرہ تو آج بہت زور وَشور سے لگایا جاتا ہے کہ عورتوں کو بھی مَردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہئے۔ مغربی ذہنوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اگر مَرد اور عورت دونوں ایک ہی جیسے کام کے لیے پیدا ہوئے تھے تو پھر دونوں کو جسمانی طور پر الگ الگ پیدا کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ مَرد اور عورت کے جسمانی نظام' مزاج اور صلاحیتوں میں بہت فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں جنس اس طرح بنایا کہ دونوں کے تخلیقی نظام میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے' لہٰذا یہ کہنا کہ مَرد اور عورت میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہے' یہ خود فطرت کے خلاف بغاوت ہے اس لئے کہ یہ تو آنکھوں سے نظر آرہا ہے کہ مَرد عورت میں فرق ہے۔ لباس' بال اور وضع قطع میں یکسانیت پیدا کر لینے سے جسمانی نظام کا فرق ختم نہیں ہو جاتا۔

انسانی زندگی کے دو شعبے ہیں۔ ایک گھر کے باہر کی ذمہ داریاں مَرد پر عائد کی ہیں اور دوسرے گھر کے اندر کا شعبہ عورتوں کے حوالے کیا گیا ہے۔ یہی فطری تقسیم کار ہے اور اسی پر ہمیشہ سے عمل چلا آ رہا تھا اور یہ تقسیم کار صرف اسلام ہی میں نہیں بلکہ دوسرے مذاہب میں بھی زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ لیکن جب سے مغرب کے اندر صنعتی انقلاب رونما ہوا اُس وقت عورت کو یہ کہہ کر بے وقوف بنایا گیا کہ باہر کے سارے کام اور سارے عہدے مَرد نے حاصل کر لئے ہیں اور تمہیں گھر

کی چار دیواری میں قید کر کے رکھ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس زمانے میں صنعتی انقلاب رونما ہوا اور زندگی کے مختلف شعبوں میں کاموں کی ضرورت پیش آئی تو مغربی مَرد کے سامنے دو مشکلات تھیں' ایک یہ کہ اُس کو اپنی تجارت اور معیشت چلانے کیلئے زیادہ محنت اور زیادہ دولت کمانے کی ضرورت تھی۔ لہذا اُن مغربی مَردوں نے یہ نعرہ بلند کیا کہ عورتوں کو بھی مَردوں کے شانہ بشانہ' مَردوں کے دوش بدوش کام کرنا چاہئے اور گھر سے باہر نکلنا چاہئے۔ یہ کیا وجہ ہے کہ صرف مَرد ہی افسر بنتا ہے عورت کیوں نہیں بنتی ؟ مَرد حکومت کا سَر براہ بنتا ہے عورت سَر براہ کیوں نہیں بنتی ؟ اس طرح کے نعروں سے ساری دُنیا میں متعارف کرایا گیا اور اس تحریک کے نتیجے میں عورت دھوکہ میں آ گئی اور اس نے یہ تحرک شروع کی اور اس طرح وہ گھر سے باہر نکل گئی۔

عورت کو گھر سے باہر نکلتے وقت یہ لالچ دی گئی کہ جب تم گھر سے باہر نکلو گی تو تمہاری حکومت ہوگی۔ اس دھوکے میں لاکھوں عورتوں کو سڑکوں پر گھسیٹ لیا گیا اور آج دُنیا کے بدترین سے بدترین کام عورت کے سُپرد ہے۔ آج ہوٹلوں میں دوسروں کی ناز برداری عورت کرتی ہے' ویٹر اگر ہے تو وہ عورت ہے' سیلز گرل بن کر عورت گھوم رہی ہے' منصب نصیب ہوا ہے تو وہ کسی دفتر میں سکریٹری بن گئی ہے یا ٹائپسٹ بن گئی ہے جہاں وہ اپنے آفیسروں کی دل جوئی اور ناز برداری کر رہی ہے۔ ماڈلنگ اور اشتہار بازی عورت کر رہی ہے۔ فیشن شو کے نام پر عورت کو ایک ٹی وی چینل میں ۲۴ گھنٹے نیم برہنہ کر کے دیکھا جا رہا ہے۔

نئی تہذیب کا یہ عجیب فلسفہ ہے کہ اگر ایک عورت اپنے گھر میں اپنے لئے' اپنے شوہر کے لئے' اپنے بچوں کیلئے کھانا تیار کرتی ہے یا کھانے کا انتظام کرتی ہے تو یہ رجعت پسندی

اور دقیانوسیت ہے۔ اور اگر وہی عورت ہوائی جہاز کے اندر ایر ہوسٹس بن کر سینکڑوں انسانوں کی نگاہوں کا نشانہ بن کر ان کی خدمت کرتی ہے تو اس کا نام آزادی اور جدّت پسند ہے۔ عورتوں کا ہوٹلوں، دفتروں، شوروم کے کاونٹرس اور بازاروں میں کام کرنا آزادی اور جدت پسندی قرار دیا جا رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم نے عورت کو باہر نکال کر آزادی دے دی ہے۔

آج نیچ سے نیچ اور ذلیل سے ذلیل کام عورت کے سُپرد کر دیا گیا ہے آزادی، دولت کے لالچ میں لاکھوں عورتوں کو بے حیائی کی آگ میں ڈھکیل دیا گیا کہ مَردوں کے دوش بدوش کام کریں۔ آزادی اور جدّت پسندی کے نتیجے میں عورت کی عزت و عصمت کا تحفظ خطرے میں پڑ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کا ذمہ دار بنایا تھا، گھر کی منتظمہ بنایا تھا کہ وہ فیملی سسٹم کو استوار رکھ سکے لیکن جب وہ گھر سے باہر آ گئی تو نتیجہ یہ ہوا کہ باپ بھی باہر اور ماں بھی باہر اور بچے اسکول میں یا نرسَری میں، اور گھر پر تالا پڑ گیا۔ اب وہ فیملی سسٹم تباہ ہو کر رہ گیا۔ عورت کو تو اس لئے بنایا تھا کہ جب وہ گھر میں رہے گی تو گھر کا انتظام بھی کرے گی اور بچے اس کی گود میں تربیت پائیں گے ماں کی گود بچے کی سب سے پہلی تربیت گاہ ہوتی ہے، وہیں سے وہ اخلاق سیکھتے ہیں، وہیں سے وہ کردار سیکھتے ہیں، وہیں سے زندگی گذارنے کے صحیح طریقے سیکھتے ہیں

لیکن آج مغربی معاشرے میں بچوں کو ماں اور باپ کی شفقت میسر نہیں اور فیملی سسٹم درہم برہم رہ گیا ہے۔ اور جب عورت دوسری جگہ کام کر رہی اور مَرد دوسری جگہ کام کر رہا ہے اور دونوں کے درمیان دن بھر میں کوئی رابطہ نہیں ہے تو بسا اوقات

ان دونوں کا آپس کا رشتہ کمزور پڑ جاتا ہے اور ٹوٹنے لگتا ہے اور اس کی جگہ دوسرے ناجائز رشتے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور جس کے سبب طلاق تک نوبت پہونچتی ہے، گھر برباد ہو جاتا ہے۔

مَرد اور عورت کے آزادانہ میل جول اور ملاپ کے بھیانک نتائج مغربی سوسائٹی میں دِکھائی دے رہے ہیں۔ اُن ممالک میں مَرد یا عورت ناجائز طریقے سے اپنی جنسی تسکین کرنا چاہیں تو اُن کے دَروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہیں۔ کوئی قانون اُن کو روکنے والا نہیں ہے، کوئی معاشرہ اُن کو منع کرنے والا نہیں۔ کوئی معاشرتی رُکاوٹ اُن پر عائد نہیں۔ مَرد وعورت کے آزادانہ میل جول کا انجام یہ ہوا کہ وہاں فتنہ وَ فساد کے چشمے اُبلنے لگے، اُن کے اخلاق وَ اعمال نے تعفن پیدا کر دیا۔

آجکل لوگ بچوں کو نرسَریوں کے اندر پالتے ہیں۔ یاد رکھو! کوئی بھی نرسَری بچے کو ماں کی ممتا فراہم نہیں کر سکتی۔ بچے کو کسی پولٹری فارم قسم کے ادارے کی ضرورت نہیں، بلکہ بچے کو ماں کی ممتا اور اس کی شفقت کی ضرورت ہے۔ اور ماں کی ممتا اسکی شفقت کو حاصل کرنے کے لئے یہ لازم ہے کہ عورت گھر کا نظام سنبھالے۔ اگر کوئی عورت گھر کا نظام نہیں سنبھالتی ہے تو وہ فطرت سے بغاوت کر رہی ہے اور فطرت سے بغاوت کا نتیجہ وہی ہوتا ہے جو اس وقت آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔

مغربی سوسائٹی نے عورت کو گھر سے باہر نکال کر کچھ معاشی فوائد حاصل کئے ہیں اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا اس لئے کہ مَرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورتیں بھی کام کر رہی ہیں۔ لیکن پیداوار کے زیادہ ہونے کے باوجود اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ فیملی سسٹم تباہ ہو گیا۔ اور اس فیملی سسٹم کے تباہ ہونے کے جو نقصانات اُٹھانا پڑ رہے ہیں وہ نقصانات اُن فوائد سے بہت زیادہ ہے۔

تاریخی اوراق اور روزمرہ کے مشاہدات شاہد عدل ہیں۔

اگر قدیم زمانہ جاہلیت میں عورتوں کی عزت وعصمت کا نیلام عام بازاروں میں ہوتا تھا تو آج بھی عورتیں، مَردوں کی ہوس رانیوں کا شکار ہو رہی ہیں۔ اگر زمانہ جاہلیت میں عصمت فروشی کے اڈوں کے کاوبار کا بازار گرم رہتا تھا تو آج بھی کسی نہ کسی ثقافت کے نام پر اس کاروبار کا بازار گرم ہے۔

ایام جاہلیت میں عورتوں کا بے حجاب، بے نقاب، غیر مَردوں اور اجنبیوں کے ساتھ 'خلط ملط' رہنا اگر ان جہالت کے ماروں کی تہذیب کا ایک حصّہ تھا تو آج بھی رقص وسروری کی محفلوں میں حیاء سوز حرکتوں کی موجودگی، آخر کون سی تہذیب کی آئینہ دار ہے۔؟

زمانہ جاہلیت میں جذبات کو مشتعل کرنے والے نظارے عام اور سَر راہ تھے تو آج بھی نیم عریاں لباسوں اور تنگ و چست لبادوں میں ملبوس وملفوف اپنے حُسن وَ آرائش کی کھلے عام نمائش کرنے والی بے حمیت لڑکیاں، جنہیں مغربی یلغار میں بہہ جانے والے مَرد اپنے اشاروں پر نچا رہے ہیں۔ آخر یہ کون سی تہذیب وشائستگی کی یادگاریں ہیں؟

نائٹ کلبوں اور مخلوط محفلوں کی رونقیں عورتوں کے دم سے ہو چکی ہیں۔ غرض وہ کونسا انداز زندگی تھا۔ آج نہیں اپنایا گیا اور وہ کونسی 'بہارِ جاہلیت' تھی جس سے آج کے ماحول کو سنوارا نہیں گیا؟

مغربی تہذیب وثقافت کو اختیار کرنے اور اپنانے والوں کو روشن خیال مہذب' جدّت پسند کہا جا رہا ہے۔

مغربی تہذب کی انسانیت سوز گندگیوں سے اپنا دامن بچانے والوں کو تنگ ذہن' غیر مہذب' دقیانوسی اور رجعت پسند کہا جارہا ہے۔

اسلام کے سایہ رحمت اور سایہ عاطفت میں پناہ لینے والی عورتیں ہی اپنی عزت وآبرو اور عصمت کو جابر و ظالم کی دستبرد سے بچاسکتی ہیں۔

مَرد اور عورت کا بے حجابانہ ایک دوسرے کے سامنے آجانا' فتنوں کی راہیں کھولتا ہے اسلام نے پَردے کو رواج دے کر ان فتنوں کا قلع قمع کر دیا۔

زنا کار مَردوں اور عورتوں کیلئے عبرت ناک سزائیں تجویز کی گئیں اور ان کا اجراء برسَر عام رکھا تاکہ دوسروں کے لئے سامان عبرت ہو۔

مَردوں اور عورتوں کا بے نکاح رہنا' اخلاقی نظام کے لئے ایک خطرہ بھی بن سکتا ہے اسلام نے اس سلسلہ میں بھی واضح ہدایات دیں تاکہ معاشرہ پاک وصاف رہے۔ چادر اور چار دیواری کی اہمیت کو واضح فرمایا۔ اجازت طلب کئے بغیر کسی کے گھر میں بلا روک ٹوک داخل ہوجانا ممنوع قرار دیا گیا تاکہ کسی سے شرمندگی نہ ہو اور فتنے پیر نہ پھیلائیں۔

اسلامی تعلیمات نے معاشرہ کو سنوارتے ہوئے پاکیزہ بنایا ہے۔ معاشرتی اور سماجی فتنوں کے دروازے بند کردیئے ہیں۔ اسلام نے عورت کو حفظ وامان عطا کیا ہے مذہب اسلام نے صنف نازک کو عزت وعظمت کا جو مقام خاص عنایت فرمایا ہے بلا شبہ اس کی ایک ہلکی مثال بھی دیگر مذاہب اور 'علمبرداران آزادی نسواں' پیش نہیں کر سکتے۔ اگر عورت ہوش مندی سے کام لیتے ہوئے اسلام کے وضع کردہ حقوق ومراعات کا صحیح ڈھنگ سے استعمال کرنے لگے اور ان حدود کو پھلانگنے کی کوشش نہ کرے جو شارع اسلام نے متعین فرمائے ہیں' تو ہمارا دعویٰ ہے کہ اس طرح عورت اپنی عزت وعصمت کو

پورے طور پر محفوظ رکھ سکتی ہے اور صرف اپنی زندگی ہی نہیں بلکہ پورے معاشرہ کو خیر وفلاح کا گہوارہ بنا سکتی ہے۔ مگر حیرت ہے کہ جو تہذیب عورت کو کردار کی پاکیزگی اور شخصیت کا نکھار عطا کرتی ہے اور اس کی عِفت و پاکدامنی کی کلی طور پر محافظ ہے' آج کے دور میں بعض عورتیں خود ہی اُس سے بیزار اور متنفر ہوتی جا رہی ہیں۔ اور جس تہذیب نے اُسے نام نہاد آزادی اور ترقی کے نام پر زندگی کے بے شمار پیچیدہ مسائل اور پست کرداری کی سب سے نچلی سطح پر لا کھڑا کیا ہے عورت نے اُسے قبولیت کی سند دے کر عُریانیت وفحاشی کی بدترین مثال قائم کر دی ہے۔

مغربی تہذیب کو آج اپنی مادی ترقیات پر بڑا ناز ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے ہر میدان میں بین الاقوامی سطح پر جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ ایک عالم کیلئے رہنمایانہ اصول کی حیثیت رکھتے ہیں اور اپنی نت نئی ایجاد اور حیرت انگیز اصلاحات کی بنیاد پر وہ پوری دُنیا سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ مگر خوب یاد رکھو! کہ جس طرح دورِ جدید کے یہ تمام پروپگنڈے صداقت کے معیار پر پرکھنے کے بعد کھوکھلے ثابت ہو چکے ہیں اور یقیناً اس کی یہ ساری جدوجہد انسانیت کی خیرخواہی پر نہیں بلکہ اس کی ہلاکت وتباہی پر بنی ہے' ٹھیک اسی طرح عورت سے متعلق اُس کا نظریہ ترقی اور تحریک آزادی بھی درحقیقت عورت کی عزت و پارسائی پر خاموش حملے کے مترادف ہے اور اسے حقوق نسواں کی بحالی نہیں بلکہ عالمی پامالی کی انتہائی خطر ناک کوشش قرار دی جا سکتی ہے جس کا ردِعمل یہ ہے کہ آج ہر طرف بے حیائی بدکرداری اور جنسی رجحان کی شدت عام ہو کر رہ گئی ہے' دن بدن ان جرائم کی شرح میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے اور فتنہ وفساد کا ایک نا ٹوٹنے والا سلسلہ قائم ہے۔

چنانچہ امریکہ اور یورپ جیسے ترقی یافتہ ممالک میں واقع ان حیاء سوز مظاہرے ومناظر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے خود ایک انگریز مصنف جارج واکیلی اسکاٹ نے یہ انکشاف کیا ہے کہ :

'ہماری تاریخ کے کسی دور میں آج سے پہلے معزز گھرانوں کی لڑکیوں کی اتنی کثیر تعداد جنسی خواہشات کی تسکین میں کبھی اتنی پیش پیش نہ تھی' یہ صورت حال امریکہ اور یورپ کے ہر شہر میں موجود ہے جہاں لڑکیاں بہر وجوہ مَردوں سے شادی کے بغیر اختلاط پیدا کر لیتی ہیں' یہ تمدن جدید کی دراصل فاحشہ گری ہے ۔آجکل بعض بے حیاء لڑکیاں اس وقت تک شادی کا خیال بھی نہیں کرتیں جب تک کہ گل چھرے اُڑا کر تھک نہیں جاتیں ۔ پہلے زمانہ میں مَرد اس مرض میں مبتلا تھے لیکن آجکل اسلامی تہذیب سے دور رہنے والی ہر لڑکی کی زبان پر اس کا چرچہ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ پیدائش اولاد کے کام سے پہلو تہی کر کے تفنن طبع کی خاطر جنسی بے راہ ردی اختیار کی جائے دوشیزگی یا بکارت کے قائم رکھنے کو فرسودہ خیالی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جدید معاشرے میں لڑکی کی آزادی کا نظریہ تو یہ ہے کہ جب تک جوانی ہے عیش پرستی میں زندگی بسر کی جائے ۔اسی کی خاطر رقص وسرور کی محفلوں' ہوٹلوں اور شراب خانوں کی تفریحی کی جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر جدید عورت اپنے آپکو ایسے حالات اور ماحول میں پیش کرتی ہے جہاں جنسی ملاپ کے اُبھرنے کے مواقع ملتے ہیں اور اس کا ناگزیر نتیجہ اختلاط جنسی کی صورت اور اس کی چاٹ میں ظہور پذیر ہوتا ہے' (بحوالہ فریب تمدن ص ۱۵۲)

ایک دوسری رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ہائی اسکول تک کی لڑکیوں کی صنفی آوارگی کا یہ عالم ہے کہ اسکول کے سلسلہ تعلیم منقطع ہونے سے پہلے ہی اپنی عِفت وَپارسائی کھو بیٹھتی ہیں' اپنی نفسانی تسکینی کے لئے باضابطہ لڑکوں پر زور دیتے ہوئے

بھی کوئی شرم محسوس نہیں کرتی اور بسا اوقات لڑکے خود ہی اظہار جذبات کی شدت میں لڑکیوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مگر حسب خواہش لڑکوں کو اپنی طرف کھینچ لینے میں لڑکیاں فنکارانہ صلاحیت رکھتی ہیں اور لڑکے ان کے اشاروں پر ناچتے رہتے ہیں۔

لندن میں بھی عورت کی پوزیشن اس سے کچھ مختلف نہیں ہے۔ اخبار میں شائع ایک رپورٹ کے مطابق لندن میں چودہ پندرہ برس کی اسکول میں تعلیم پانے والی لڑکیاں تک مانع حمل اشیاء اپنے بیگ میں لئے پھرتی ہیں کہ نہ جانے کہاں اور کس وقت سابقہ پڑ جائے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے ماں باپ سے کہیں زیادہ ہوشیار ہیں۔

(بحوالہ فریب تمدن ص ۱۸۷)

انگلستان میں یہ لہر اس حد تک پہونچی ہوئی ہے کہ وہاں تقریباً ۷۰ فیصد لڑکیاں شادی سے پہلے جنسی تعلقات قائم کر لیتی ہیں اور ۳۳ فیصد لڑکیاں شادی کے بغیر ہی حاملہ ہو جاتی ہیں۔ (فریب تمدن)

یہ تو دَیار مغرب کی اپنی مخصوص روایتی تہذیب ہے جہاں شرافت اور اخلاق کا ہلکا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہی صورت حال وہ اسلامی معاشرہ میں پیدا کرنا چاہتا ہے تا کہ مسلم خواتین میں بھی یہی ننگی تہذیب رواج پا سکے۔

کون نہیں جانتا کہ وہ اسلام کو ہمیشہ سے اپنا سب سے خطرناک دشمن سمجھتا ہے اور صلیبی سامراج کی تمام تر سَرگرمیاں اور منظّم سازشیں صدیوں سے اسلام کے خلاف جاری ہیں وہ مسلمانوں کے مسلمہ بنیادی افکار اور پاکیزہ نظریات تک کو یکسر بدل کر رکھ دینا چاہتا ہے۔ اور یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ آزدی نسواں بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتی ہے میرے خیال میں اپنے اس ناپاک مقصد کو پورا کرنے کیلئے مغرب نے اب تک جتنی بھی تحریکیں چلائی ہیں ان تمام میں سب سے زیادہ فتنہ انگیز اور

انتہائی گمراہ کن اگر کوئی تحریک ہے تو وہ یہی تحریک ہے جس پر آزادی نسواں کا خوبصورت اور پرفریب لیبل لگا ہوا ہے ۔مشہور عیسائی مصنف مسٹر''شاتلیہ'' کی تفصیل کے مطابق قاہرہ کی ۱۹۰۶ء میں منعقدہ کانفرنس میں عیسائی مشنریوں کو جو ہدایت دی گئی تھی اس سے ہمارے دعویٰ کی پوری تائید ہوتی ہے ۔ ذیل میں 'مسٹرشاتلیہ' کی کتاب' غزوالعالم الاسلامی '(اسلامی دُنیا کی فتح) سے دوچند اقتباس ملاحظ ہوں:

ان مشنریوں کی جدو جہد کا پہلا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ مسلم نوجوان لڑکے اور لڑکیاں عیسائی بن جائیں اور دوسرا نتیجہ یہ کہ مسلمانوں کے تمام طبقات بتدریج مسیحی افکار قبول کرنے کے عادی ہو جائیں۔ (ص ۴۸)

مشنریوں کو چاہئے کہ مسلمانوں میں اپنی مشنری عمل کے نتائج کمزور دیکھ کر مایوس نہ ہوں کیونکہ مسلمانوں میں مغربی افکار اور آزادی نسواں کا شدید رجحان پیدا ہو گیا۔

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ مغربی علوم اور آزادی نسواں کی شکل میں ہر طرح کی بے راہ روی، جنسی آوارگی اور مذہب بیزارگی مسلم خواتین کے رگ وریشے میں پورے طور پر سَرایت کرتی جارہی ہے اور مسلمان عورت یہ گمان کرنے لگی ہے کہ وہ اپنی پسند کے مطابق جو لباس بھی چاہے استعمال کرسکتی ہے ۔پُرکشش ہے' اپنے حُسن وَجمال کا کھلے عام مظاہرہ کرسکتی ہے' نوجوان لڑکوں سے ہر طرح کا ربط وَضبط رکھ سکتی ہے۔ یہ باتیں اس کے مسلمان ہونے کی ہرگز نفی نہیں کرتیں کیونکہ اسکی نیّت دُرست ہے اور اس کی پاکیزہ خیالی میں ذرّہ برابر بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام کے خلاف صلیبی سازشیں

یہود و نصاریٰ کی یہ کوشش ہے کہ مسلمان عورت کو بگاڑا جائے۔ عورت کی آزادی کے سلسلہ میں جو جماعتیں کام کر رہی ہیں ان کا خوب خیال رکھا جا رہا ہے۔ عورت کے حقوق کے سلسلہ میں گرما گرم بحثیں کی جا رہی ہیں' اس کو مَرد کے مساوی قرار دیا جا رہا ہے' اسلامی نظام میں ایک سے زیادہ بیوی رکھنے اور طلاق دینے کی اجازت دینے کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اس کا مقصد شبہات کا پیدا کرنا ہے اور یہ بتلانا کہ اسلامی شریعت اس دور کے لئے لائق عمل نہیں۔ زندگی کے ساتھ چلنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ وہ جانتے ہیں کہ عورت کی آزادی کے جراثیم اسلامی معاشرہ کی ہڈی کو کھوکھلا کر دیں گے۔

احترام نسواں کا خاتمہ : اسلام نے عورت کو ماں' بہن اور بیٹی ہر حیثیت سے قابلِ احترام قرار دیا ہے اور اس کا یہ احترام اس کی طبعی شرم و حیاء اور اولاد سے بے پناہ محبت اور صنف نازک ہونے کی بناء پر ہے۔ جب دورِ حاضر کی تہذیب نے عورت سے ان خصائص کو چھین لیا تو اس کے احترام کا خاتمہ منطقی نتیجہ کے طور پر سامنے آ گیا ہے۔ جب عورت ہر میدان میں مَرد کی برابری کا دعوے کرے بلکہ اپنی فطرت کو کچلتے ہوئے فحاشی کے میدان میں مَرد سے بھی آگے نکل جائے مَرد کی نگاہوں میں احترام کیسے باقی رہ سکتا تھا۔

لمحہ فکر یہ : عورت پہلے صنف نازک سمجھی جاتی تھی۔ موجودہ تہذیب نے اُسے برابری کا درجہ دیا پھر اُسے صنف بہتر کا درجہ دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مَرد خود صنف کمتر بن چکا ہے۔ بالفاظ دیگر عورت کی آزادی مَرد کی غلامی پر منتج ہوگئی۔ عورت پہلے حجاب سے نکلی، پھر اپنے آپ سے نکلی، پھر مَرد کے قبضہ سے نکل گئی، کیونکہ آزادی کی ایک کڑی، دوسری کڑی کو طبعی کشش کے ساتھ کھینچتی ہے۔ جب عورت کو مَرد کی طرف سے ناجائز آزادی ملی تو عورت نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ خود آزادی کی قانون سازی میں آزاد ہوکر اس میں ایسی دفعات کا اضافہ کررہی ہے جسے مَردانہ عقل کسی حالت میں گوارا نہیں کرسکتی۔ یہی وہ صورتِ حال ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ :

وامورکم الیٰ نساء کم فبطن الارض خیر من ظھرھا (ترمذی)

(اور جب ایسا وقت آجائے) کہ تمہارے معاملات تمہاری بیگمات کے حوالے ہوں تو اُس وقت تمہارے لئے زندہ رہنے سے مرجانا بہتر ہے۔

مغرب کی مراجعت : آج کا مغربی مفکر بھی تہذیب کے اس ہمہ پہلو انقلاب سے سخت پریشان ہے اور اس صورت پر سنجیدگی سے غور کرنے پر مجبور ہوگیا ہے

(☆) فحش لٹریچر جو حیرت انگیز رفتار کے ساتھ اپنی بے شرمی اور کثرت شاعت میں بڑھتا چلا جارہا ہے۔

(☆) متحرک تصویریں جو شہوانی محبت کے جذبات کو نہ صرف بھڑکاتی ہیں بلکہ عملی سبق بھی دیتی ہیں۔

(☆) عورتوں کا گِرا ہوا اخلاقی معیار جو اُن کے لباس اور بسا اوقات اُن کی برہنگی اور مَردوں کے ساتھ اُن کے ہر قید و امتیاز سے نا آشنا اختلاط کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

یہ چیزیں بڑھتی چلی جارہی ہیں اور اِن کا نتیجہ تہذیب و معاشرت کا زوال اور آخر کار تباہی ہے۔

عورت کو چاہئے کہ عورت رہے، ہاں بے شک عورت کو چاہئے کہ عورت رہے۔ اسی میں اس کے لئے فلاح ہے اور یہی وہ صفت ہے جو اس کو سعادت کی منزل تک پہنچا سکتی ہے۔ قدرت کا یہ قانون ہے اور قدرت کی یہ ہدایت ہے اس لئے جس قدر عورت اس سے قریب ہوگی اُس کی حقیقی قدر و منزلت بڑھے گی اور جس قدر دُور ہوگی اُس کے مصائب ترقی کریں گے۔

بے شک پَردہ اسلام کا مخصوص شعار ہے ......ایمان کی علامت ہے ...... تقویٰ و پرہیزگاری کا لباس ہے......توقیر و عزت کی باڑ ہے...... حیاء و عظمت کی دلیل ہے ......عِفت اور پاک دامنی کا ذریعہ ہے...... دِل کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو بے حیائی وعُریانیت اور ہوس ناک نگاہوں کے فتنہ وفساد سے محفوظ رکھے......فکر و ذہن کی پاکیزگی عطا فرمائے اور عفت و پاکدامنی والی زندگی نصیب فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعالَمِيْن

وَصَل اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن